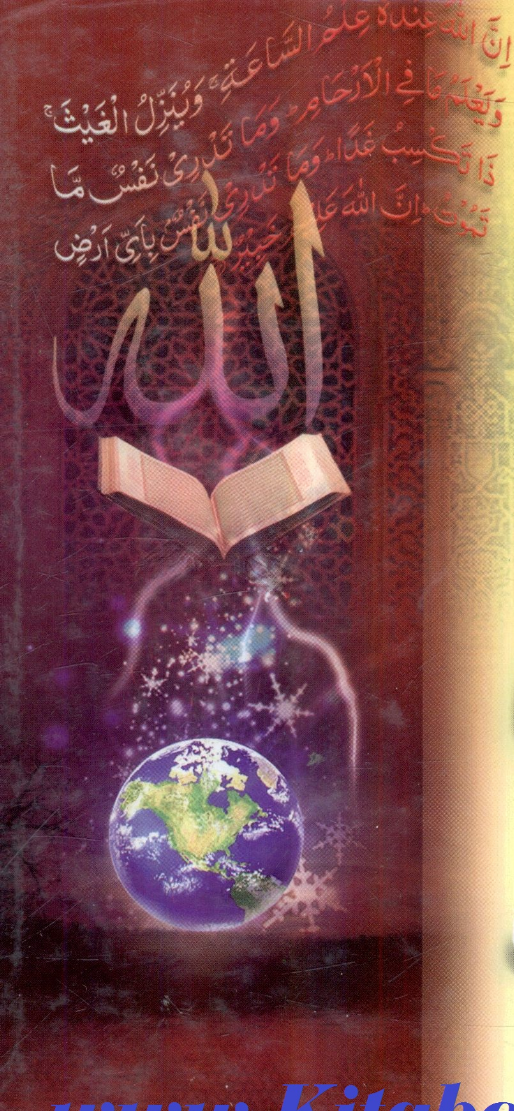


قرآن و حدیث کی پیش گوئیاں اور مسئلہ علمِ غیب

جمع و تدوین: الشیخ ابو یاسر حفظہ اللہ

نظر ثانی: مولانا عبد الغفار محمدی حفظہ اللہ

NOMANI

قرآن و حدیث کی پیش گوئیاں اور مسئلۂ علم غیب



قرآن و حدیث کی پیش گوئیاں اور مسئلہ علم غیب

جمع و تدوین : الشیخ ابو یاسر

نظر ثانی : مولانا عبدالغفار محمدی حفظہ اللہ

نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
7321866
E-Mail: nomania2000@hotmail.com

نام کتاب

قرآن و حدیث کی پیش گوئیاں مسئلہ علم غیب

جمع و تدوین : الشیخ ابو یاسر

نظر ثانی : مولانا عبدالغفار محمدی حفظہ اللہ

تزئین و کمپوزنگ : عبدالقدوس

تاریخ اشاعت : مئی ۲۰۰۷ء

مطبوعہ : ایس ٹی این پرنٹرز لاہور

ناشر : نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

NOMANI KUTAB KHANA

Haq Street Urdu Bazar, Lahore-Pakistan Tel: 7321865

E-Mail: nomania2000@hotmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

فہرست

قرآن کریم کی ۳۹ پیش گوئیاں

باب اول:

نبی ﷺ کے دور میں ثابت ہونے والی پیش گوئیاں

باب دوم:

صحابہ کے میں ثابت ہونے والی پیش گوئیاں

باب سوم:

دورِ صحابہ کے بعد کی پیش گوئیاں

مسئلہ علم غیب قرآن کریم کی نظر میں

علم غیب کی نفی احادیث کی روشنی میں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم علم غیب نہیں جانتے تھے

قرآن کریم کی ۳۹ پیش گوئیاں

قرآن سچی کتاب ہے اور اسلام سچا دین ہے:

اسلام سچا دین ہے اسلام کی حقانیت کا سب سے بڑا ثبوت قرآن ہے اپنے بیگانے سب قرآن کی خوبیوں سے واقف اور اس کے چیلنجوں کے آگے بے بس ہیں قرآن میں ایسے حقائق ہیں کہ بیگانے اور دشمن بھی ان حقائق کو ماننے پر مجبور ہیں اور آج جتنی بھی سائنسی اور مشینی ترقی ہو چکی ہے اس کی بنیاد اور اصل منبع قرآن مقدس ہے قرآن کے بعد احادیث نبویہ بھی قرآن سے کم نہیں ہیں کیونکہ احادیث نبویہ قرآن کی تشریح ہیں اور وہ بھی اللہ کی طرف سے وحی ہیں ۔ احادیث نبویہ کے حقائق بھی اٹل ہیں اس لیے آج دنیا پر واضح ہو چکا ہے کہ قرآن کے حقائق کی طرح احادیث نبویہ کے حقائق بھی واضح اور ظاہر ہیں۔

قرآن اور احادیث نبویہ کے حقائق تو بے شمار ہیں لیکن ہم ان تمام حقائق میں سے صرف پیشین گوئیوں کا ذکر کرنا چاہتے ہیں پیش گوئیوں سے مراد قرآن اور حدیث کی وہ باتیں ہیں جو آج سے چودہ سو سال پہلے کہی گئیں اور پہلے ان کی صداقت کا نام و نشان ہی نہیں تھا لیکن قرآن و حدیث نے جو بات کہہ دی تھی وہ آج دنیا کے سامنے ہو بہو اسی طرح آ چکی ہے جیسے قرآن حدیث نے بیان کیا تھا۔

پہلے ہم قرآن کی پیش گوئیاں بیان کریں گے اس کے بعد احادیث نبویہ کی پیشین گوئیوں کا ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

((...... ۱ ......))

قرآن کو قرآن کیوں کہا گیا؟:

قُرْآنٌ مبالغے کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے بہت پڑھی جانے والی کتاب۔

آج اپنے بیگانے سب اس بات کے اقراری ہیں کہ کائنات میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب قرآن مقدس ہی ہے دنیا کی کسی بھی کتاب کو ایک دو بار پڑھنے سے دل بھر جاتا ہے لیکن قرآن مقدس وہ عظیم کتاب ہے کہ اس کو جتنی بار پڑھا جائے جی نہیں بھرتا بلکہ اس کے پڑھنے کی خواہش میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور ہر بار پڑھنے سے نئے نئے نکات سامنے آتے جاتے ہیں۔

((...... ۲ ......))

قرآن کو حکیم کہا گیا ہے:

حکیم کے دو معنی ہیں:

۱. حکیمانہ باتوں سے بھرپور۔
۲. جو کتاب منسوخ نہ ہو سکے۔

چنانچہ آج بالکل واضح ہے کہ قرآن میں جو باتیں بھی بیان کی گئیں ان میں کوئی بھی بات حکمت سے خالی نہیں ہے۔

دوسرا یہ کہ اگر قرآن کو نسخ کے اعتبار سے دیکھا جائے تو اس لحاظ سے بھی قرآن حکیم اور غیر منسوخ ہے کہ اس کے آسمانی تمام کتابیں منسوخ ہو گئی ہیں۔ آج قرآن کو نازل ہوئے چودہ سو سال سے زیادہ وقت ہو چکا ہے لیکن کوئی ایسی کتاب نہیں آئی جو قرآن کو منسوخ کر دے۔

((...... ۳ ......))

قرآن کو کتاب کہا گیا ہے:

اللہ کا فرمان: ﴿ الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ﴾ (البقرہ:۱۔۲)

’’ یہ کتاب ہے اس کے (اللہ کی طرف سے نازل ہونے میں) کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔‘‘

جب یہ آیات نازل ہو رہی تھیں تب قرآن مقدس کتاب کی شکل میں نہیں تھا بلکہ کسی نے قرآنی آیات کو چمڑے پر کسی نے لکڑی پر، کسی نے درخت کے پتوں پر اور کسی نے کسی اور چیز پر لکھ رکھی تھیں کسی نے ایک آیت کسی نے دو کسی نے دس کسی نے سو کسی نے ایک سورت کسی نے دو سورتیں اور کسی نے اس سے زیادہ قرآن لکھ رکھا تھا لیکن قرآن کتاب کی شکل میں نہیں تھا پھر ایک وقت آیا کہ قرآن کو کتاب کی شکل میں لکھا گیا اور آج تک کتاب کی شکل میں موجود ہے اور اس کتاب کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے کے بارے میں کسی کو بھی شبہ نہیں ہے البتہ اگر کوئی شخص اسلام اور قرآن کا دشمن ہو اور حقائق سے چشم پوشی کرتے ہوئے اور قرآن سے اپنی دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے قرآن میں نقائص اور کمزوریاں نکالنے بیٹھ جائے تو یہ ایک الگ بات ہے ورنہ قرآن کے نزول کے وقت قرآن کے ازلی دشمنوں کو بھی قرآن کو جھٹلانے کی جرأت نہ ہو سکی اور نہ ہی آج تک کسی میں یہ جرأت اور طاقت ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ

اگر کسی نے قرآن پر اعتراضات کیے ہیں تو علماء امت نے ان کی نکتہ چینیوں کے ایسے مسکت جواب دیے ہیں کہ ان کے سامنے بڑے سے بڑا دشمن بھی نہیں ٹھہر سکا۔ اس سلسلے کے کڑی ہندو کی کتاب ’’ستیارتھ پرکاش‘‘ اور مولانا ثناء اللہ امرتسری کی اُس کے

جواب میں لکھی گئی ہے کتاب ''حق پرکاش'' ہے۔

((...... ﴿۴﴾ ......))

قرآن جیسی کتاب کوئی بھی نہ لا سکا:

قرآن مقدس فصاحت و بلاغت اور حکمتوں سے بھرا ہوا ہے اور اس میں کوئی بھی بات حکمت سے خالی نہیں ہے جب قرآن نازل ہو رہا تھا تو اس وقت بڑے بڑے فصیح و بلیغ اور عمدہ شاعر اور ادیب موجود تھے جو کہ کلام کے بادشاہ اور ماہر تھے اور ان کے بہترین کلام کی دنیا اقراری تھی ان لوگوں سمیت دنیا کے تمام شاعروں اور ادیبوں کو اللہ نے چیلنج کیا کہ اس قرآن کو اگر تم سچا ماننے کے لیے تیار نہیں ہو تو پھر قرآن جیسا کلام تو بنا کر دکھاؤ۔

چنانچہ اللہ رب العالمین نے فرمایا:

﴿ قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴾ (الاسراء:۸۸)

''اے محمد! آپ کہہ دیں کہ اگر تمام جن اور انسان جمع ہو جائیں تا کہ وہ قرآن کی مثل کوئی کتاب بنا ڈالیں اور وہ ایک دوسرے کی مدد بھی کر لیں لیکن وہ قرآن کی مثل کتاب لانے پر قدرت نہیں رکھ سکیں گے۔''

اس آیت میں قرآن کی مثل کتاب لانے کا چیلنج کیا گیا اور پھر یہ بھی پیشین گوئی کر دی گئی کہ وہ ایسا نہیں کر سکیں گے اگرچہ وہ سب مل کر کوشش کر لیں۔ سورت ھود میں فرمایا:

﴿ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيَاتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾

(هود:١٣)

''کیا وہ (کفار) کہتے ہیں کہ محمد (ﷺ) نے اس قرآن کو خود گھڑ لیا ہے؟ آپ انھیں کہیں کہ (اگر قرآن اپنی طرف سے گھڑا گیا ہے تو) پھر تم بھی اس طرح کی دس سورتیں گھڑ کر دکھاؤ (اس مقصد کی تکمیل کے لیے) اللہ کے علاوہ جس کو تم بلا سکتے ہو بلا لو اگر تم سچے ہو تو ایسا کر کے دکھاؤ۔''

اور سورہ بقرہ میں فرمایا:

﴿ وَ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَاءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ﴾

(البقرہ:٢٣، ٢٤)

''اور اگر تمھیں اس (قرآن) میں شک ہے جو ہم نے ہی اپنے بندے (محمد ﷺ) پر نازل کیا ہے تو پھر تم اس طرح کی ایک سورت بنا کر دکھلاؤ اور اللہ کو چھوڑ کر باقی اپنے شریکوں میں سے جس کو تم بلا سکتے ہو بلا لو اگر تم سچے ہو اگر تم ایسا نہ کر سکو اور تم ایسا کبھی کر بھی نہیں سکتے تو پھر اس (جہنم کی) آگ سے بچ جاؤ جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

جب قرآن کی یہ آیات نازل ہو رہی تھیں، تب بڑے بڑے ادیب و شاعر اس چیلنج کے آگے نہ ٹھہر سکے اور نہ ہی بعد میں آنے والے لوگ حتی کہ آج تک

کوئی ایسا شخص نہیں آیا جو اس چیلنج کو قبول کر سکے جس طرح قرآن نے کہا تھا کہ تم اس قرآن جیسا کلام نہیں بنا سکتے ویسا ہی ہوا۔

((......۵......))

قرآن میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی جا سکتی:

اللہ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴾

''بے شک ہم نے ہی قرآن نازل کیا ہے اور اس کی حفاظت بھی ہم ہی کریں گے۔''

آج دنیا جانتی ہے کہ پوری دنیا میں قرآن ایک ہی ہے۔ زبر، زیر، پیش میں بھی اختلاف نہیں ہے۔ اگر اسلام دشمنوں نے قرآن میں تبدیلی کرنے کی حرکت بھی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس حرکت اور شرارت کو ظاہر کر دیا اور مسلمان چوکنے ہو گئے۔

قرآن میں تبدیلی کیسے کی جا سکتی ہے قرآن کے عرب وعجم میں بے شمار حفاظ کرام ہیں جنھوں نے قرآن کو اپنے سینوں میں محفوظ کر رکھا ہے وہ قرآن کی زبر زیر کی تبدیلی کو بھی ظاہر کر دیتے ہیں۔ امت محمدیہ کے علماء نے قرآن کی حفاظت کرنے میں کمال کر دیا کہ انھوں نے یہ بھی شمار کر کے رکھا ہوا ہے کہ قرآن میں الف کتنے بار اور باء کتنی بار الغرض تمام حروف تہجی شمار کر کے رکھے ہوئے ہیں۔ چند اقتباسات تفسیر ثنائیہ کے مقدمہ سے پیش کیے جاتے ہیں جو کہ اس موضوع کو واضح کر دیں گے۔

لکھتے ہیں، تمام عیسائیوں کا اجماعی عقیدہ ہے کہ اناجیل اربعہ میں سے کوئی بھی انجیل مسیح علیہ السلام پر منجانب اللہ نازل شدہ نہیں بلکہ یہ کتابیں انھیں مصنفین کی

تصنیف ہیں جن کے نام یہ منسوب ہیں اب ان کتابوں کا تقدس اس طرح قائم کیا جاتا ہے کہ ان مصنفین نے ان کتابوں کو روح القدس کی مدد سے لکھا تھا۔

اگر یہ امر صحیح ہے تو ان چاروں کے مضامین میں تناقص و تضاد نہیں ہونا چاہیے لیکن ان میں اتنا تناقض موجود ہے کہ تطبیق دینا سخت دشوار ہے آدم کلارک نورٹن اورہارن صاحب انجیل کے مشہور شارح ہیں۔ تینوں کا متفقہ قول ہے کہ تطبیق کی کوئی صورت موجود نہیں ہے پادری فرنچ کو اقرار ہے کہ ان انجیلوں کی چار یا پانچ آیتوں میں تحریف بھی ہوئی ہے نیز ون بھی اقرار کرتا ہے کہ ان میں چھوٹی موٹی تیس ہزار غلطیاں موجود ہیں۔

چاروں انجیلوں کا مجموعہ ایک سو صفحہ سے زیادہ نہیں ایک سو صفحے کی تحریر میں جب تیس ہزار غلطیاں موجود ہوں تو کتابوں کے محفوظ رہنے کا خیال کرنا بھی عقل سے دور ہے۔

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں ذرا غور کرو عبرانی جو تورات کی زبان تھی اور خالدی یا کالدی جو مسیح کی زبان تھی اور دری جو ژند اور یا ژند کی زبان تھی اور سنسکرت قدیم جو وید کی زبان تھی اب دنیا کے کسی پردے پر کسی براعظم یا کسی ملک یا کسی ضلع یا کسی شہر میں بطور زبان مستعمل ہیں؟ قدرت نے ان زبانوں کو ختم کرنے سے اپنا فیصلہ قطعی صادر کردیا ہے کہ ب انسان کو ان کتابوں کی ضرورت نہیں رہی جو ان زبانوں میں مروج کی گئی تھیں۔

دوم اس حفاظت الٰہیہ کا اندازہ کرو جو قرآن مجید کے متعلق ہے کہ اس کا زیر، زبر اور حرف حرف توالی و تواتر کے ساتھ ثابت شدہ ہے ملک چین میں ایک ایک حرف پورے یقین کے ساتھ اس طرح پایا جاتا ہے جیسا کہ مراکو میں موجود ہے۔

پھر مولانا امرتسری حروف تہجی کی تعداد یوں لکھتے ہیں: (قرآن میں)

الف(۴۸۹۹۲) باء (۱۲۲۲۸) تا(۲۴۰۴) ثاء(۲۱۰۵)۔ ج(۴۲۲۲) ح(۴۱۲۰) خ(۲۱۰۵) د(۵۹۷۳) ذ(۴۷۳۹) را(۱۲۲۴۰) زا(۲۵۸۰) س(۵۹۷۶) ش(۲۱۱۵) ص(۲۰۰۸۲) ض(۶۸۲) طاء(۱۲۰۷) ظا(۷۸۲) ع(۹۲۷۴) غ(۹۲۱۱) ف(۴۴۱۸) ق(۶۶۱۲) ک(۱۰۶۲۸) ل(۳۳۵۲۰) م(۲۶۵۱۵) ن(۴۴۱۹۰) و(۲۵۵۸۹) ھ(۱۶۰۷۰) ی(۴۵۹۰۹) انتھی کلامہ۔

امت مسلمہ کو قرآن سے اتنا شغف ہے کہ انھوں نے قرآن کی تلاوت کے ساتھ ساتھ اس کے معانی اور تفسیر اور قرآن کے رموز پر غور کیا اور قرآن کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھا یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے الہام ہے اس کی وجہ سے اللہ کا چیلنج پختہ ہو جاتا ہے کہ قرآن کو ہم نے نازل کیا اور اس کی حفاظت بھی ہم ہی کریں گے چنانچہ قرآن کی یہ پیش گوئی بھی سچی ہوگئی۔

((...... ٦ ......))

اسلام کو مٹانے والے اسلام کو نہ مٹا سکے:

اللہ کا فرمان ہے:

﴿ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوا نُوْرَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (الصف۔۸)

”ان (کفار) کا ارادہ ہے کہ اللہ کے نور(اسلام) کو اپنے مونہوں (کے پھونکوں) سے بجھا دیں لیکن اللہ کا ارادہ ہے کہ وہ اپنے نور کو پورا کرے گا اگرچہ کفار کو یہ بات ناپسند ہو۔“

تاریخ گواہ ہے کہ جب محمد عربی ﷺ نے اسلام کی دعوت پیش کی تو ہر طرف اسلام کے مخالفین تھے جواسلام کو مٹانے کی کوشش میں تھے اسلام کے ماننے والے

چند لوگوں کو خوشخبری دی گئی کہ اسلام کے مخالف مغلوب ہو جائیں گے اور ان کی تدبیریں ناکام ہو جائیں گی اور اللہ کا دین دنیا میں پھیل جائے گا پھر جب آپ ﷺ نے ۱۱ھ میں الوداعی حج فرمایا تو اللہ نے اعلان فرمایا:

﴿ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ﴾ (المائدہ:۳)

''آج کے دن میں (اللہ) نے تمھارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت مکمل کر دی ہے اور تمھارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے۔''

آج دنیا میں اسلام متعارف ہے اس کو اپنے بیگانے سب جانتے ہیں اور اسلام دنیا کا دوسرا بڑا مذہب ہے قرآن کی یہ پیش گوئی بھی پوری ہو چکی ہے۔

((......۷......))

ہوائی جہاز اور گاڑیاں پیدا ہو گئیں:

اللہ کا فرمان ہے:

﴿ وَالْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ لِتَرْکَبُوْهَا وَزِیْنَةً وَّ یَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ (النحل:۸)

''اور (اللہ نے تمھارے لیے) گھوڑے خچر اور گدھے پیدا کیے تاکہ تم ان پر سواری کرو اور (سامان) زینت ہیں اور اللہ (سواری اور زینت کے لیے) وہ وہ چیزیں پیدا کرے گا جس کا تمھیں علم ہی نہیں۔''

آج سے کچھ عرصہ پہلے انسان سواری کے لیے گھوڑے گدھے خچر اونٹ وغیرہ استعمال کرتے تھے جو کہ انسانوں کے لیے سواری اور زیب و زینت کا کام دیتے

تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے چند جانوروں کا ذکر کیا جو اس وقت سواری کے لیے استعمال ہوا کرتے تھے پھر یہ بھی پیش گوئی کی کہ ایک وقت آئے گا کہ وہ وہ سواریاں پیدا ہو جائیں گی کہ انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھیں۔ مثلاً ہوائی جہاز، بحری جہاز، جنگی جہاز، بسیں، کاریں، موٹر سائیکل ......

((...... ۸ ......))

قرآن کو حفظ کرنے والے لوگ پیدا ہوں گے:

اللہ کا فرمان ہے:

﴿بَلْ هُوَ اٰيَاتٌ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَ مَا يَجْحَدُ بِاٰيَاتِنَا اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ﴾ (العنکبوت:۴۹)

”بلکہ وہ (قرآن کھلم کھلی آیات ہیں جو اہل علم کے سینوں میں (محفوظ) ہوں گی اور ہماری آیات کا انکار صرف ظالم ہی کرتے ہیں۔“

قرآن سے پہلے کوئی ایسی کتاب نہیں تھی جس کو اوّل تا آخر حفظ کیا جاتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بطور پیش گوئی اعلان کیا کہ قرآن لوگوں کے سینوں میں محفوظ کیا جائے گا۔ لہٰذا آج قرآن کی یہ پیش گوئی بالکل ظاہر ہے کہ ہر ملک ہر شہر، ہر ضلع اور قصبہ بلکہ ہر گاؤں میں قرآن کے حافظ موجود ہیں۔

((...... ۹ ......))

کفار کی جماعت کو شکست ہوئی:

اللہ کا فرمان ہے: ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ﴾

(القمر:۴۵)

"عنقریب (کفار کی) جماعت کو شکست ہوگی اور وہ پیٹھ دے کر بھاگ کھڑے ہوں گے۔"

جب رسول کریم ﷺ نے دین کی دعوت دی تو رشتہ دار اور غیر رشتہ دار مشرکین اور یہود و نصاریٰ سب مخالف ہو گئے آخر کار نبی مکرم ﷺ کو مکہ چھوڑنے پر مجبور کردیا گیا پھر آپ ﷺ مدینہ منورہ میں ہجرت کر گئے تب بھی یہود نے آپ ﷺ کی مخالفت کی اور آپ کے قتل کی سازشیں کیں اور مکہ کے کافروں نے تو آپ ﷺ سے جنگ کرنے کے لیے ہزار افراد پر مشتمل لشکر لے کر مسلمانوں پر چڑھائی کردی اور مسلمانوں کا جہادی لشکر تین سو تیرہ افراد پر مشتمل تھا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر فتح کے لیے دعائیں کیں تو اللہ رب العالمین نے آسمان سے مذکورہ آیت نازل کی اور پیش گوئی کی کہ کفار کا لشکر اگرچہ تعداد اور اسلحہ کے لحاظ سے مسلمانوں سے بڑھ کر ہے لیکن یہ سب بھاگ جائیں گے۔

پھر آسمان نے اور زمین کے باسیوں نے دیکھا کہ کفار کا لشکر اپنا مال چھوڑ کر بھاگ اٹھا پھر یہ پیش گوئی صرف جنگ بدر کے لیے نہیں بلکہ قیامت تک کے لیے ہے کہ جب بھی مسلمانوں نے خلوص کے ساتھ کفار سے مقابلہ کیا تو کفار کو شکست اور مسلمانوں کو فتح ملی۔

((...... ۱۰ ......))

قرآن آسان ترین کتاب بن گئی:

دنیا کی کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جو اوّل تا آخر حفظ کی جاتی ہو یہ اعزاز صرف قرآن کو حاصل ہے کہ اسے اوّل تا آخر زبانی یاد کرلیا گیا ہے اور اس کو حفظ کرنے والے کروڑوں لوگ موجود ہیں یہ اس لیے ہے کہ چودہ سو سال پہلے قرآن نے پیش

گوئی کی تھی:

﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ﴾ (القمر: ۱۷)

''بے شک ہم نے قرآن کو ذکر (یاد کرنے) کے لیے آسان کیا ہے کیا کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا؟''

اللہ نے قرآن کو آسان کردیا اور کروڑوں لوگوں نے اسے حفظ بھی کرکے دکھا دیا لیکن کسی یہودی یا عیسائی یا ہندو وغیرہ کسی کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ وہ اپنے مذہب کی کتاب کو مسلمانوں کی طرح حفظ کرلیتا۔

((...... ۱۱ ......))

قرآن کا مقابلہ کوئی مذہب نہ کرسکا:

قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ کتاب ہے اس میں کسی قسم کا نقص اور کمزوری نہیں ہے اس کے کسی مضمون کو غلط نہیں کہا جاسکا اور نہ ہی کہا جاسکتا ہے اس بات کا اعلان اللہ تعالیٰ نے صدیوں پہلے فرمادیا تھا۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ﴾
(فصلت: ۴۲)

''نہ اس کے آگے سے باطل آسکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے۔''

تاریخ گواہ ہے کہ قرآن کے کسی مسئلے کو یہودیت، عیسائیت، ہندومت، فلسفہ قدیم اور نہ ہی فلسفہ جدید جھٹلا اور غلط ثابت کرسکے ہیں اور نہ ہی بعد میں غلط کردینے کا امکان نظر آتا ہے۔

((......۱۲......))

رومیوں کو فارسیوں کے مقابلے میں فتح مل گئی:

ہر مذہب والا غیر کے مقابلے میں اپنے مذہب والے کو اچھا جانتا ہے اور اس کی کامیابی کو پسند کرتا ہے پھر دو مذہبوں کے حامل افراد میں سے انسان اس سے محبت کرتا ہے جو اس کے مذہب کے زیادہ قریب ہو رسول اللہ ﷺ کے مکی دور میں فارسیوں اور رومیوں کی جنگ ہوئی اس جنگ میں فارسیوں کو فتح ملی اور رومی شکست کھا گئے تو اس واقعہ پر مشرکین خوش ہوئے لیکن مسلمانوں کو غم لاحق ہوا کیونکہ مشرکین بت پرست تھے اور فارسی آگ کے پجاری تھے یعنی دونوں غیر اللہ کی پوجا کرنے والے تھے اور عیسائی اہل کتاب تھے انجیل کو ماننے والے تھے اور مسلمان بھی انجیل کو مانتے تھے اور قرآن کے حامل تھے عیسائی فارسیوں کی بنسبت مسلمانوں کے قریب تھے اس لیے ان کو صدمہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے رومیوں کے فتح یاب ہونے کی پیش گوئی کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ الٓمّٓ ۝١ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝٢ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۝٣ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ۝٤ ﴾

(الروم: ۱۔ ۴)

”قریبی علاقے میں رومی مغلوب ہو چکے ہیں لیکن وہ مغلوب ہونے کے بعد نو سالوں کے اندر اندر غالب آجائیں گے۔“

چنانچہ ایسا ہی ہوا جب رسول اکرم ﷺ نے جنگ بدر لڑی اور فتح پائی تھی تب رومیوں کے فارسیوں پر فتح یاب ہونے کی خوشخبری بھی مسلمانوں کو ملی تھی۔

((...... ﴿۱۳﴾ ......))

قرآن کو اللہ تعالیٰ نے جمع کر دیا ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جب حضرت جبریل علیہ السلام قرآنی آیات لے کر آیا کرتے تھے تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآنی آیات کو یاد کرنے کے لیے حضرت جبریل کے پیچھے پیچھے پڑھتے جاتے تھے تا کہ قرآن اچھی طرح یاد ہو جائے۔ تب اللہ تعالیٰ نے آیات نازل فرمائیں:

﴿ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴾

”(اے محمد) آپ اپنی زبان کو حرکت نہ دیا کریں تا کہ آپ قرآن کے ساتھ جلدی کریں۔ بے شک ہمارا ذمہ ہے اس (قرآن) کو (آپ کے سینے میں) جمع کرنا اور اس کی (تلاوت آپ کی زبان پر) جاری کر دینا اس لیے جب ہم (حضرت جبریل کے ذریعے) قرآن کو پڑھیں تو آپ اس کی قراءت کی اتباع کریں۔“

(یعنی خاموشی سے اسے سنتے رہیں جبریل کے چلے جانے کے بعد اس کو تلاوت کریں وہ سب آپ کو یاد ہو جائے گا)

قرآن مقدس ۲۳ برسوں میں مختلف قسطوں میں نازل ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن کو محفوظ کر دیا ہے اب مشرق سے مغرب تک کے تمام لوگ ایک ہی ترتیب اور ایک ہی طریقے پر قرآن پڑھتے ہیں۔

((......۱۴......))

فتح مکہ کی پیش گوئی:

نبی مکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ مکہ سے بے بس اور مجبور ہو کر نکل گئے اور مدینہ میں پہنچے تو کفار نے وہاں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا پھر آپ ﷺ ۶ ھ میں مکہ میں عمرے کی نیت سے گئے تو حدیبیہ کے مقام پر آپ ﷺ کو مکہ کے کافروں نے مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ بالآخر آپ ﷺ کو حدیبیہ میں صلح اور معاہدے کے بعد مدینہ میں واپس آنا پڑا جب آپ عمرہ کیے بغیر مدینہ کو واپس آرہے تھے تب اللہ تعالیٰ نے مکہ فتح ہو جانے کی پیش گوئی کی۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ﴾

"بے شک ہم نے آپ کو فتح (فتح مکہ) عطا کر دی ہے۔"

اور فرمایا:

﴿ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴾ (الفتح:۲۷)

"تحقیق اللہ نے اپنے رسول سے آپ ﷺ کا خواب سچ کر دکھایا تاکہ ان شاء اللہ تم یقیناً پورے امن و امان کے ساتھ مسجد الحرام میں داخل ہو گے۔"

پھر چشم فلک نے دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ ۸ ھ میں دس ہزار کا لشکر جرار لے کر صبح سویرے مکہ میں پہنچے جب کہ چند سال قبل آپ ﷺ نے جب مکہ چھوڑا تھا تب رات کا اندھیرا چھایا ہوا تھا آج دن کی روشنی میں مکہ میں پہنچے تمام لوگوں نے ہتھیار ڈال دیے اور آپ ﷺ نے آسانی کے ساتھ مکہ فتح کر لیا مخالفین کی طرف

سے معمولی سی جھڑپ ہوئی لیکن آپ ﷺ نے بہت جلدی قبضہ کر لیا اور آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ امن اور سلامتی کے ساتھ مسجد الحرام میں داخل ہو گئے۔

((...... ۱۵ ......))

فتح مکہ کے بعد فتوحات کی پیش گوئی:

اللہ کا فرمان ہے:

﴿ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا وَ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴾(الفتح:۱۸،۱۹)

”تحقیق اللہ تعالیٰ مومنین سے راضی ہو گیا جب وہ آپ ﷺ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اللہ نے ان کے دل (کا خلوص) جان لیا پھر ان پر سکون نازل فرمایا اور ان کو قریب والی فتح عطا فرمائی اور مزید بہت سے غنائم عطا فرمائے گا مسلمان انھیں وصول کریں گے اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں مسلمانوں کو فتح مکہ کے ساتھ ساتھ کئی جنگوں میں کفار کی شکست اور کفار کے اموال مسلمانوں کے قبضے میں آجانے کی پیش گوئی کی ہے پھر تاریخ گواہ ہے کہ مکہ بھی فتح ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ خیبر، حنین اور اس کے بعد خلفاء راشدین کے دور تک کتنے ملک اور علاقے فتح ہوئے، جن سے مسلمانوں کو مال غنیمت حاصل ہوئے جن سے مسلمانوں کو خوشحالی ملی تھی۔

((...... ۱۶ ......))

مسلمانوں کو ہمیشہ غلبہ ملتا رہا:

مکہ میں مسلمان مغلوب تھے ان کو بیت اللہ میں نماز پڑھنے کی بھی اجازت نہیں تھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان حالات میں پیش گوئی کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ﴾ (الصٰفّٰت۔ ۷۳)

''بیشک ہمارا لشکر (اسلامی) ہی غالب ہوگا۔''

جب مسلمان مظلوم تھے ان کو کفار سے جنگ کرنے کی اجازت نہیں تھی پھر جب انہیں جہاد کرنے کی اجازت ملی تو پھر مسلمانوں کو ہمیشہ فتح ہی ملی یہ اور بات ہے کہ مسلمانوں کی کسی غلطی کی سزا دیتے ہوئے اللہ نے کسی موقع پر شکست دے دی ہو لیکن پھر بھی بالآخر مسلمانوں کو ہی فتح ملی تھی۔آج بھی کوئی لشکر اللہ کی رضا کے لئے کفار سے لڑتا ہے تو ان کو بھی فتح ملتی ہے۔

آج مقبوضہ کشمیر، عراق، افغانستان، فلسطین اور چیچنیا وغیرہ ممالک میں جہاں بھی مسلمانوں کی کفار سے مڈھ بھیڑ ہو جاتی ہے تو وہاں فتح مسلمانوں کے ہی حصہ میں آتی ہے پھر یہ بزدل کفار اپنی شکست کا بدلہ بے بس اور نہتے مسلمانوں سے یا عورتوں اور بچوں کو قتل کر کے لیتے ہیں وہ اس طرح اپنی شکست کو پردہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

ایک طرف کفار ہیں جو نہتوں کے مقابلے میں تو شیر ثابت ہوتے ہیں اور مجاہدین کے مقابلے میں بلی بھی ثابت نہیں ہوتے۔

دوسری طرف مجاہدین ہیں کہ وہ کفار کے بڑے بڑے لشکروں پر شیروں کی طرح جھپٹ پڑتے ہیں جبکہ آج امریکہ برطانیہ وغیرہ کفار کے لشکروں کے پاس

افراد بھی زیادہ ہیں اور جدید سے جدید تر اسلحہ بھی ان کے پاس موجود ہے لیکن پھر بھی ان کے مقدر میں شکست آتی ہے اگر کسی موقع پر مسلمانوں کا نقصان بھی ہو جاتا ہے لیکن کفار کا نقصان اس سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔

((...... ۱۷ ...... ۱۸ ...... ۱۹ ......))

مکہ فتح اور اللہ کی مدد اترنے کی پیش گوئی:

مسلمان مکہ میں بے بس اور مجبور تھے پھر مدینہ میں اللہ نے مسلمانوں کو کامیابی دی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے سورہ نصر نازل کر کے مسلمانوں کو اطلاع دی کہ ایک وقت آنے والا ہے کہ مکہ شہر بھی فتح ہو جائے گا جو کہ تمام فتوحات میں سے اہم فتح تھی پھر وہ فتح حاصل ہوگئی۔

اللہ کا فرمان ہے:

﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ﴿١﴾ وَ رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ﴿٢﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴿٣﴾﴾ (النصر: ۱ تا ۳)

"جب اللہ کی مدد آجائے اور مکہ فتح ہو جائے اور لوگوں کو دیکھو کہ وہ دین اسلام میں گروہ در گروہ داخل ہو رہے ہیں تو پھر اپنے رب کی حمد کے ساتھ ساتھ تسبیح بھی بیان کرنا بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔"

اس سورت میں مکہ فتح اور اللہ کی خاص مدد آجانے اور لوگوں کے کثرت کے ساتھ دین اسلام میں داخل ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔

ایک وقت آیا کہ مکہ فتح ہو گیا اور اللہ کی خاص رحمت نازل ہوئی اور لوگ گروہ

در گروہ اسلام میں داخل ہوئے اور اسلام عرب میں غالب ہوتا ہوا عجم میں داخل ہو گیا۔

((...... ۲۰ ......))

اللہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو غنی اور مالدار بنا دیا:

مشرکین مالدار اور تاجر تھے ان کی تجارت سے خوشحالی تھی جب مکہ فتح ہو گیا اور ۹ ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیج کر منادی کرائی کہ اس سال کے بعد بیت اللہ کا حج کوئی مشرک نہ کرے اور نہ ہی کوئی ننگا شخص بیت اللہ کا طواف کرے۔

یعنی مشرکین کو حرم میں آنے سے منع کر دیا گیا ہاں اگر وہ ذمی کافر ہو یا کسی مسلمان کا غلام ہو جب یہ اعلان ہوا تو مسلمانوں کو خطرہ لاحق ہوا کہ اس طرح تو مکہ کے بازار ویران ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے پیش گوئی کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ يَآَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا وَ اِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴾

(التوبة: ۲۸)

"اے ایمان والو! مشرکین پلید ہیں وہ اس سال کے بعد مسجد الحرام کے قریب بھی نہ آئیں اور اگر تمھیں تنگ حالی کا خوف ہو تو عنقریب اللہ تعالیٰ تمھیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا اگر اس نے چاہا بے شک اللہ تعالیٰ علم والا حکمت والا ہے۔"

اس آیت میں مسلمانوں کے دولتمند ہو جانے کی پیش گوئی ہے۔ پھر صحابہ

کرام کو اتنا مال میسر آیا کہ صحابہ کے پاس لاکھوں درہم اور دینار اور بے شمار اونٹ بکریاں وغیرہ اموال تھے آج بھی مسلمانوں کے پاس سونا چاندی نقدی وافر مقدار میں موجود ہے اس کے علاوہ تیل وغیرہ معدنیات بھی ان کے پاس وافر مقدار میں موجود ہیں۔

((...... ﴿۲۱﴾ ......))

نبی ﷺ کو قتل کرنے کی کوئی سازش کامیاب نہ ہو سکی:

اللہ کا فرمان ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَ إِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ﴾ (المائدہ:٦٧)

"اے رسول (ﷺ) جو شریعت آپ کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے اسے آپ پہنچائیں اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ کی رسالت کو نہیں پہنچایا (اگر آپ کو اپنی جان کا خطرہ ہے) تو اللہ آپ کو لوگوں سے بچا کر رکھے گا بیشک اللہ تعالیٰ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو دین پہنچانے کا حکم دیا ہے اور پیش گوئی کی کہ لوگ آپ کو قتل نہیں کر سکیں گے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ آپ ﷺ کو قتل کرنے کی بے شمار سازشیں کی گئیں لیکن تمام تدابیر ناکام ہوئیں۔رسول اکرم ﷺ اپنی فطری موت سے اپنے بستر پر فوت ہوئے۔(ﷺ)

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے کئی سندوں سے ثابت کیا ہے کہ اس آیت کے نازل

ہونے سے پہلے نبی مکرم ﷺ اپنے اوپر پہرا لگایا کرتے تھے پھر جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے محافظوں کو یہ کہہ کر واپس کردیا کہ اب تم چلے جاؤ میری نگرانی اللہ ہی کرے گا۔

((......۲۲......))

مظلوم صحابہ کو بہترین ٹھکانہ مل گیا:

صحابہ کرام کو مکہ میں ظلم کی چکی میں پیسا گیا ان مظالم سے تنگ آ کر صحابہ کرام نے مکہ چھوڑا اور حبشہ میں جا کر پناہ لی، جو لوگ ملک بدر ہو گئے ظاہر طور پر ان کے خوشحال ہونے کے امکانات نہیں تھے لیکن رب کائنات نے ان کے خوشحال ہونے کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴾

(النحل: ٤١)

’’جن لوگوں نے ظلم کیے جانے کے بعد اللہ کی رضا کے لیے ہجرت کی تو ہم ان کو دنیا میں اچھا ٹھکانہ دیں گے اور آخرت کا اجر تو اس سے کہیں بڑا ہے اگر وہ جانتے۔‘‘

جس طرح اللہ تعالیٰ نے پیش گوئی کی تھی ویسا ہی ہوا کہ جن لوگوں کو مارا گیا بیوی بچے اور گھر اور مال چھین لیے گئے ان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں مدینہ منورہ میں بہتر گھر اور درہم و دینار اور اولادیں عطا کیں اور ان میں سے کتنے صحابہ تو حکمران بنے اور ان کے پاس خدمت کے لیے غلام اور لونڈیاں موجود تھے۔ اور آخرت میں ان کے لیے عظیم اجر ہے جس کی مقدار کا اللہ کے علاوہ کسی کو علم نہیں ہے۔

((...... ۲۳ ...... ۲۴ ......))

صحابہ کرام وغیرہ مسلمانوں کو اللہ نے اقتدار اور امن دیا:

مسلمان کمزور اور مظلوم تھے ، وہ آزادی کے ساتھ دین الٰہی پر عمل نہیں کر سکتے تھے اور ہر وقت ان پر دشمن کا خوف طاری رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے پیش گوئی کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا﴾

(النور : ۵۵)

''اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ انھیں زمین میں اقتدار عطا فرمائے گا جس طرح ان سے پہلے والوں کو اقتدار دیا تھا اور ان کے لیے اس دین کو مضبوط کر دے گا جسے ان کے لیے پسند فرمایا ہے اور خوف کے بعد ان کو امن عطا فرمائے گا وہ (بے خوف ہو کر) میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔''

یہ پیش گوئی اس طرح پوری ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اقتدار دیا اور اسلامی سلطنت وجود میں آ گئی۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ اقدس میں مکہ ، خیبر ، بحرین ، پورا جزیرۃ العرب اور یمن فتح ہو گئے تھے ان علاقوں پر صحابہ کرام حکمران

مقرر ہو گئے۔ علاقہ ہجر کے مجوسیوں اور شام کے باسیوں سے جزیہ بھی وصول کیا گیا اور ہرقل شاہ روم اور مصر اسکندریہ مقوقس اور عمان کے باوشاہوں نے اور حبشہ کے بادشاہ اصحمہ نجاشی نے آپ ﷺ کو تحائف بھیجے تھے۔

پھر جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو ان کے دور میں حضرت خالد بن ولید، حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت عمرو بن عاص وغیرہ کی قیادت و سپہ سالاری میں فارس کے کچھ علاقے شام کے علاقے بصریٰ، دمشق اور ان کے آس پاس کے علاقے حوران وغیرہ فتح ہو گئے اور ان علاقوں پر صحابہ اہل ایمان حاکم متعین تھے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو ان کے دور میں شام کا پورا ملک اور مصر کا بقیہ علاقہ اور فارس کا زیادہ تر حصہ فتح ہو گیا اور قیصر و کسریٰ تباہ ہو گئے اور ان کے خزانے مجاہدین میں تقسیم کیے گئے پھر حضرت عثمان خلیفہ ہوئے ان کے دورِ خلافت میں اندلس، قبرص، قیروان اور بحر المحیط کے علاقے اور ان کا اقتدار چین تک پھیل گیا اور کسریٰ کا ملک کلی طور پر ختم ہو گیا اور عراق خراسان احواز فتح ہو گئے اور ترک وغیرہ اسلام دشمن قتل کر دیے گئے اور ہر طرف سے جزیہ وصول ہونے لگا اور مسلمانوں کی حکومت مشرق و مغرب میں پھیل گئی پھر مسلمانوں کی حکومت کی توسیع بنو امیہ اور بنو عباس کے دورِ حکومت میں ہوتی چلی گئی۔

یوں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اقتدار دیا حالانکہ ان آیات کے نزول کے وقت ان کو اپنے گھر میں بھی سکون حاصل نہیں تھے۔ لیکن اللہ نے ان کو حکمران بنا دیا اور ان کا خوف جاتا رہا اور دین اسلام مضبوط دین کی حیثیت سے دنیا میں متعارف ہوا اور مسلمان اللہ کی عبادت بے خوف خطر کرنے لگے اور شرک کی جڑ کٹ گئی۔

((...... ۲۵ ......))

نبی کریم ﷺ کے دشمنوں کا نام نشان مٹ گیا:

نبی مکرم ﷺ نے جب دین اسلام کی تبلیغ کا آغاز کیا تو کفار نے آپ ﷺ کو گالیاں دیں، الٹے القاب سے نوازا اور آپ ﷺ کو نعوذ باللہ ذلیل و کمتر جانا اور کہنے لگے کہ محمد ﷺ جب فوت ہو جائیں گے تو ان کا نام بھی کوئی نہیں لے گا کیونکہ آپ ﷺ کی نرینہ اولاد کوئی بھی زندہ نہیں ہے۔

لیکن اللہ تو جانتا تھا کہ جو لوگ محمد ﷺ کا نام و نشان مٹانے پر تلے ہوئے ہیں ان کا اپنا نام و نشان مٹ جائے گا اور محمد ﷺ کا نام دنیا میں بلند و بالا ہو جائے گا اللہ تعالی نے اسی بات کی پیش گوئی کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝﴾ (الکوثر:۱ تا ۳)

''بے شک ہم نے آپ کو خیر کثیر (یا حوض کوثر) عطا کیا ہے (اس کے شکرانہ میں) آپ اپنے رب (کی رضا) کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی کریں بے شک آپ کا دشمن ہی ذلیل یا بے نام ونشان ہے۔''

آج دنیا میں محمد ﷺ اور ان کو ماننے والوں کا ذکر خیر موجود ہے لیکن جو چوہدری بنے پھرتے تھے ان کا نام لینے کو کوئی تیار نہیں آج بے شمار لوگ موجود ہیں جو نبی کریم ﷺ کی اولاد ہونے پر فخر محسوس کرتے ہیں لیکن آج دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو فخر سے کہتا ہو کہ میں تو ابو جہل، ابولہب وغیرہ کفار کی اولاد ہوں۔

((......۲۶......))

نبی مکرم ﷺ کا ذکر بلند ہو گیا:

دنیا کے کافر نبی رحمت ﷺ کا نام ونشان مٹانے کی فکر میں تھے لیکن اللہ تعالی نے پیش گوئی کی کہ ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا ہے فرمایا:

﴿ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴾ (الانشراح:٤)

''ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا ہے۔''

یہ پیش گوئی اس طرح ثابت ہوئی کہ دنیا میں کروڑوں سے بڑھ کر مسلمان موجود ہیں جو آپ ﷺ پر رات دن درود پڑھتے ہیں اور سلام بھیجتے ہیں اذان میں نماز میں اذان کے بعد نماز اور دعا میں خطبات اور تقریروں میں الغرض ہر موقع پر رسول اکرم ﷺ کا نام لیتے ہیں حتی کہ آج کے پڑھے لکھے عقلمند غیر متعصب یہود ونصاری وغیرہ غیر مذہب لوگ بھی آپ ﷺ کا ذکر خیر کرنے پر مجبور ہیں حتی کہ متعصب کافر بھی بعض اوقات آپ ﷺ اور صحابہ کرام کے ذکر خیر کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں یہ ہے اس آیت کا مطلب کہ اپنے بیگانے دنیا میں آپ ﷺ کی خوبیوں کے اقراری ہیں اور جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہاں نبی ﷺ کا ذکر ہوتا ہے اور آخرت میں بھی آپ ﷺ کا مقام بلند و بالا ہو گا

((......۲۷......))

ابولہب اور اس کی بیوی کفر پر مرے تھے:

نبی ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا تو سب سے پہلے اپنوں نے مخالفت کی اس مخالفت میں ابوجہل ،ابولہب ،عقبہ،عتبہ وغیرہ کافر پیش پیش تھے پھر جب اسلام کو غلبہ حاصل ہوا مخالفین اسلام قبول کرنے لگے ان میں آپ ﷺ کے قریبی رشتہ دار

بھی تھے لیکن ابولہب اور اس کی بیوی نے کبھی اسلام کی حمایت نہ کی اس کی وجہ یہ ہے کہ کائنات کے رب نے پیش گوئی فرمائی:

﴿ تَبَّتْ يَدَاۤ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝1 مَاۤ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝2 سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝3 وَّامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝4 فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝5 ﴾ (اللھب: ۱تا۵)

''ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور تباہ و برباد ہو گیا اس کو اس کا مال اور اس کی کمائی فائدہ نہیں دے گی وہ عنقریب بھڑکتی آگ میں داخل ہو گا اور اس کی بیوی بھی (جہنم میں داخل ہو گی) جو لکڑیاں اٹھانے والی ہے اس کی گردن میں کھجور کے ریشے کی رسی ہو گی۔''

ابو لہب اور اس کی بیوی کی موت کفر پر ہوئی اور ابو لہب کی موت عبرتناک ہوئی جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ ابولہب تباہ و برباد ہو گیا۔

((...... ۲۸ ......))

قیامت بارش کے نزول کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہو سکے گا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴾

''بے شک اللہ کے ہاں ہے قیامت کا علم اور بارش کو نازل کرتا ہے اور جانتا ہے اس چیز کو جو رحم میں ہوتی ہے اور کوئی نفس کو یہ علم نہیں ہے کہ

کل کیا کمائے گا اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا بے شک اللہ تعالیٰ علم والا خبر رکھنے والا ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں کے متعلق کہا ہے کہ ان کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے واقعی اس طرح ہوا کہ آج تک کسی کو ان چیزوں کا علم نہیں ہو سکا۔

1. قیامت کی نشانیاں اللہ کے رسول ﷺ نے بتائی ہیں ان نشانیوں کی روشنی میں یہ تو معلوم ہو سکتا ہے کہ قیامت قریب ہے لیکن کس صدی کے کسی سال، کس دن، کس وقت آئے گی اس کا علم صرف اللہ کو ہے۔

2. بارش اترنے کا علم صرف اللہ کو ہے انسان صرف یہ بتا سکتے ہیں کہ بارش کا امکان ہے اور بس۔ کئی بار ایسا ہوا کہ بارش کا امکان تھا لیکن بارش نہ ہوئی اور بارش کا امکان نہیں تھا لیکن بارش ہو گئی۔

3. کوئی انسان حتمی طور پر نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کرے گا صرف امکان ہوتا ہے کہ انسان کل کیا کرے گا۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان کو پورا اعتماد ہوتا ہے کہ کل فلاں کاروبار کروں گا لیکن مجبوری پیدا ہو جاتی ہے انسان وہ کاروبار کر ہی نہیں پاتا۔

4. کسی انسان کو حتمی طور پر معلوم نہیں ہوتا کہ اس کی موت کہاں آئے گی صرف امکان ہوتا ہے کہ انسان فلاں جگہ فلاں شہر میں مرے گا لیکن انسان کی موت ایسی جگہ پر آ جاتی ہے کہ اسے یا کسی کو وہم ہی نہیں ہوتا کہ اس جگہ پر فلاں کی موت واقع ہو گی۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید لاہور کے قلعہ لچھن چوک پر ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے شدید زخمی ہوئے لیکن ان

کی وفات سعودی عرب میں ہوئی اور جنت البقیع میں تدفین ہوئی حالانکہ کسی کو توقع ہی نہیں تھی

5 ماں کے پیٹ میں کیا ہے نر ہے یا مادہ۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جب بچہ آٹھ نو ماہ ماں کے پیٹ میں گزار لیتا ہے تب ٹی وی ایکسرے کے ذریعے کچھ لوگ بتاتے ہیں کہ پیٹ میں بچہ ہے یا بچی۔

- اوّل تو یہ ایک اندازہ ہوتا ہے یقینی بات نہیں ہوتی کیونکہ کئی بار ڈاکٹر بتاتے ہیں کہ پیٹ میں بچہ ہے لیکن بچی ہوتی ہے۔
- دوسرا یہ کہ انسان کا یہ تخمینہ بھی بچے کے پیٹ میں مکمل پرورش پا جانے کے بعد (عموما) صحیح ہوتا ہے ورنہ جب پیٹ میں نطفہ قرار پاتا ہے تب کوئی بھی نہیں بتا سکتا کہ پیٹ میں بچہ ہے یا بچی؟
- تیسرا یہ کہ اگر ڈاکٹر اس بات پر قادر ہو جائیں کہ وہ منی کے ٹیسٹ سے بتا سکیں کہ پیٹ میں کیا ہے تب بھی اللہ کا فرمان سچا ہے کہ پیٹ میں موجود بچے یا بچی کا علم کسی کو نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کا یہ علم ایک آلے کے ذریعے ہے جو اللہ نے انسان کو بتانے کی توفیق اور سمجھ عطا فرمائی اس کی مثال اس طرح ہے کہ انسان اپنے پیچھے کے حالات کو نہیں جان سکتا لیکن گاڑی کا ڈرائیور شیشے کے پیچھے کے حالات کو جانتا ہے یہ علم غیب نہیں بلکہ یہ ایک آلے کے ذریعے معلومات ہوتی ہیں اس طرح ڈاکٹر کو بچے یا بچی کا علم ٹی وی ایکسرے سے یا ٹیسٹ سے ہوتا ہے۔ پھر اسی بحث کو صرف انسانوں کے متعلق نہ بناؤ بلکہ جانوروں اور کیڑوں مکوڑوں پر شامل کر لو کوئی آلہ یہ نہیں بتا سکتا کہ چیونٹی کے انڈے میں چیونٹی ہے یا

چیونٹا......؟ ماں کے پیٹ میں موجود بچہ کالا ہوگا یا گورا، بدصورت ہوگا یا خوبصورت؟ نیک بخت ہوگا یا بد بخت اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہو سکتا۔

اس تقریر سے معلوم ہوا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ان پانچ چیزوں کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے کسی اور کو نہیں، بات آج تک اسی طرح ہی ہے۔

((...... ۲۹ ......))

نبی ﷺ کا کوئی بیٹا بھی بلوغت کو نہ پہنچا:

نبی کریم ﷺ کی چار بیٹیاں اور چار بیٹے تھے آپ کی چار بیٹیوں میں سے تین آپ ﷺ کی زندگی میں ہی فوت ہو گئیں۔ حضرت فاطمہ آپ ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد فوت ہوئیں اور چاروں شادی شدہ تھیں اور آپ ﷺ کے چار بیٹے قاسم، طیب، طاہر، ابراہیم تھے وہ بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے آپ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ کو اپنا متبنّی بیٹا بنا لیا تھا اس لیے لوگ حضرت زید کو زید بن محمد کہا کرتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کر دیا اور فرمایا:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ﴾

(الاحزاب: ٤٠)

”محمد ﷺ تمھارے مردوں میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں۔“

اس آیت میں پیش گوئی کی گئی ہے کہ محمد ﷺ کا کوئی بیٹا بلوغت کو نہیں پہنچے گا اور ہوا بھی اسی طرح حالانکہ آپ ﷺ کی درجن کے قریب بیویاں تھیں لیکن کسی سے بھی بیٹا پیدا ہو کر جوانی کی عمر کو نہ پہنچا۔

((...... ۳۰ ......))

مکہ میں جہاد کی پیش گوئی:

اللہ نے تہجد کے متعلق فرمایا:

﴿ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَرْضٰى وَ آخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ آخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ﴾ (المزمل: ۲۰)

"لہٰذا جتنا قرآن پڑھنا تمہارے لیے آسان ہو اتنا ہی پڑھو اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے کوئی تو بیمار ہوں گے اور بعض لوگ زمین میں چل پھر کر اللہ تعالیٰ کا فضل (روزی) تلاش کرتے ہوں گے اور کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد بھی کرتے ہوں گے۔ (وہ اس پابندی کو نہ نبھا سکیں گے) اس لئے تم جتنا آسانی سے پڑھ سکو پڑھو۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے فرمایا ہے کہ تم رات کو جتنی تہجد آسانی سے پڑھ سکتے ہو پڑھو۔

پھر اللہ تعالیٰ نے تخفیف کی وجہ بتائی کہ تم میں سے کچھ لوگ بیمار ہوں گے کچھ سفر اور تجارت میں مصروف ہوں گے اور کچھ لوگ جہاد میں مصروف ہوں گے ان حالات میں تہجد کی فرضیت مشکل ہے۔

یہ آیات مکی ہیں جب کہ مسلمان ڈرے سہمے مظلوم تھے یہ پیش گوئی مدینہ میں ہجرت کر جانے کے بعد تقریباً دو سال کے بعد ظاہر ہوئی تھی کہ مسلمانوں نے جہاد کیا اور پوری پوری رات جہادی سفر اور جہادی یلغاروں میں بسر کرتے تھے۔

((...... ۳۱ ...... ۳۲ ......))

جنگ بدر اور کفار کی بربادی کا وعدہ:

﴿ وَ اِذْ یَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَیْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَ یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ یَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِیْنَ ﴾ (الانفال: ۷)

''اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تمہیں دو جماعتوں (تجارتی قافلہ اور کفار کی فوج سے جنگ) کا وعدہ دیتا تھا کہ دو میں سے ایک تمہاری ہاتھ آئے گی اور تم چاہتے تھے کہ غیر مسلح جماعت (تجارتی قافلہ) تمہارے ہاتھ آئے (لیکن اللہ کو یہ منظور ہے کہ اپنے احکامات کے ساتھ حق کو حق کردے اور کفار کی جڑ کاٹ دے۔''

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے دو پیش گوئیاں کیں ایک یہ کہ اگرچہ مسلمان چاہتے ہیں کہ ان کو کفار کے تجارتی قافلے کا مال مل جائے لیکن اللہ کا ارادہ تھا کہ وہ مسلمانوں کا بدر میں کافروں سے لڑا دے اور کفار کو شکست آجائے اور ان کا مال مال غنیمت بن جائے۔

دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے احکامات کے ساتھ حق کو ثابت کر کے دنیا میں قائم کرے گا اور کفار کو برباد کردے گا۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی کافروں سے بدر میں جنگ کرائی اور مسلمانوں کو فتح دی اور کفار کا کثیر مال مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور جنگ بدر میں کفار کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کرادیا، یوں کفار کی کمر توڑ دی پھر مکہ فتح کے موقع پر تمام کفار کو زیر کرلیا گیا اور مکہ میں اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا اس کے علاوہ نبی ﷺ کی

زندگی میں پورا عرب مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا اور کفار یا تو مارے گئے یا پھر جزیہ دینے پر مجبور ہو گئے۔

پھر خلفاء کے دور میں تو تقریباً آدھی دنیا پر اسلام کا پرچم لہرا رہا تھا اور کفار میں دم خم نہیں تھا۔

((...... ۳۳ ......))

کفار کو ان کی کثرت نے کوئی فائدہ نہ دیا:

﴿ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ وَ اِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ اِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ وَ لَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّ لَوْ كَثُرَتْ وَ اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (الانفال:۱۹)

''اگر تم فیصلہ چاہتے ہو تو وہ فیصلہ تمہارے پاس آ چکا ہے اور اگر تم (کفر اور مسلمانوں کی مخالفت سے) باز آ جاؤ تو یہ تمہارے لیے اچھا ہو گا اور اگر تم دوبارہ (جنگ کے لیے) آؤ گے تو ہم بھی دوبارہ (مسلمانوں کی مدد) کریں گے۔ اور تمہیں تمہاری جماعت کوئی فائدہ نہیں دے گی اگرچہ اس کی تعداد زیادہ ہی کیوں نہ ہو اور بے شک اللہ تعالیٰ مومنوں کے ساتھ ہے۔''

جب کفار مسلمانوں کے مقابلے کے لیے بدر کی طرف اپنا لشکر روانہ کرنے لگے تو کفار کے لیڈروں نے دعا کی تھی یا اللہ ہم میں سے جو تیرا زیادہ نافرمان ہو اور رشتہ داری کاٹنے والا ہو تو جنگ میں اسے ہلاک کر دے۔

کفار اپنے کو اچھا اور مسلمانوں کو اللہ کا نافرمان اور رشتہ داری توڑنے والا سمجھتے تھے اس لیے انھوں نے اللہ سے فیصلہ چاہا کہ اے اللہ اس جنگ میں جھوٹے

کو شکست دینا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بدر میں مسلمانوں کو فتح دے کر ان کے سچے ہونے کا فیصلہ دے دیا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم اپنی حرکتوں سے باز آ جاؤ مسلمانوں کو نہ ستاؤ اگر تم مسلمانوں سے جنگ کرو گے تو ہم دوبارہ مسلمانوں کی مدد کریں گے تم شکست کھا جاؤ گے اگرچہ تمہاری تعداد کتنی زیادہ ہو۔

پھر تاریخ گواہ ہے کہ بدر کے بعد ہر جنگ میں مسلمانوں کو فتح ملی ہاں احد میں مسلمانوں کو شکست ملی تھی بالآخر وہ بھی مسلمانوں کی فتح ہی تھی کہ کفار کا بڑا لشکر جس مقصد کے لیے آیا تھا وہ انھیں حاصل نہ ہو سکا اور مسلمان فتحیاب ہوئے۔

((...... ۳۴ ......))

آپ کی موجودگی میں کفار پر عذاب نہ آیا:

ابو جہل وغیرہ کفار نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

﴿ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاۗءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴾

''اے اللہ! اگر یہ (قرآن واقعۃً) تیری طرف سے ہے تو پھر ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسا دے یا پھر ہمارے پاس کوئی دردناک عذاب لے آ۔''

تو اللہ نے اس کے جواب میں فرمایا:

﴿ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴾ (الانفال:۳۳)

”جب تک آپ ﷺ اے محمد) ان میں موجود ہیں تب تک اللہ انھیں عذاب نہیں دے گا اور جب تک وہ استغفار کرتے رہیں گے تب تک اللہ انھیں عذاب نہیں دے گا۔“

چنانچہ جب تک آپ ﷺ مکہ میں رہے تب تک ان پر عذاب نہ آیا پھر جب آپ ﷺ مدینہ میں چلے گئے تب مکہ میں کچھ کمزور مسلمان موجود تھے جو استغفار کرتے تھے یا مکہ کے کافر بھی طواف کرتے وقت تلبیہ کے ساتھ استغفار بھی کرتے تھے اس لیے مکہ والوں پر عذاب نہ آیا پھر جب وہ بدر میں گئے تو مجبور مسلمان بھی ان کے ساتھ نہیں تھے اور وہ استغفار سے خالی اور تکبر وغرور سے بھرے ہوئے تھے تب اللہ تعالیٰ نے انھیں شکست دے کر دردناک عذاب چکھایا۔ اس طرح جب مکہ فتح ہوا تب بھی ان پر شکست کا اور قتل کا عذاب نازل ہوا کیونکہ وہ غرور میں تھے۔

((...... ۳۵ ......))

مسلمان کم تعداد میں ہونے کے باوجود زیادہ کافروں پر غالب:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِائَةٌ يَّغْلِبُوْا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۞ اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَ عَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۞﴾ (الانفال: ٦٥،٦٦)

''اے نبی ﷺ ایمان والوں کو جہاد پر آمادہ کرو اگر تم میں سے بیس بھی صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب رہیں گے اور اگر تم میں سے ایک سو ہوں گے تو ایک ہزار کافروں پر غالب رہیں گے کیونکہ وہ بے سمجھ قوم ہیں۔ اچھا اب اللہ تعالیٰ تم سے تخفیف کرتا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ تم میں کمزوری ہے اس لیے تم میں سے ایک سو صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب رہیں گے اور اگر تم میں سے ایک ہزار ہوں گے تو وہ اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

ان آیات میں یہ پیش گوئی ہے کہ اگر مسلمانوں کے بیس افراد کفار کے دو سو افراد پر غالب ہوں گے پھر تخفیف کر کے فرمایا کفار کے دو سو افراد پر مسلمانوں کے سو افراد بھاری اور غالب ہوں گے چنانچہ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ ہر زمانہ میں مسلمانوں سے کفار کی تعداد زیادہ ہوا کرتی تھی۔ لیکن مسلمان غالب آ جاتے تھے۔

موجود دور میں کشمیر، افغانستان، عراق، چیچنیا، فلسطین، وغیرہ ممالک میں مسلمان مجاہدین تھوڑے اور ان کا اسلحہ بھی معمولی ہوتا ہے جب کہ کفار تعداد میں زیادہ اسلحہ ان کے پاس جدید اور زیادہ لیکن ایک مسلمان مجاہد کئی کافروں کے سینے چھلنی کر دیتا ہے عموماً وہ مجاہد کئی کافروں کے لاشے تڑپا کر زندہ نکل جاتا ہے۔

((...... ۳۶ ......))

منافقین جھوٹی قسمیں کھائیں گے:

جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کفار کے علاقے میں جا کر جنگ کرنے کا حکم دیا تو مسلمان دور دراز کا سفر کر کے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ چل پڑے لیکن منافقین اپنے گھروں میں چھپ گئے جب مسلمان واپس آئے تو منافقین نے آ کر

جھوٹے عذر اور بہانے پیش کیے کہ ہمیں فلاں مجبوری تھی۔

جب نبی کریم ﷺ ابھی جنگ سے واپس نہیں آئے تھے اور اللہ نے منافقین کی غلط بیانی کرنے کی اطلاع پہلے یوں دی:

﴿ يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ قُلْ لَا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ...... ﴾

”جب تم ان کے پاس (جنگ سے) واپس لوٹو گے تو وہ (منافقین) تمہارے سامنے عذر پیش کریں گے آپ (انھیں) کہنا کہ تم بہانے نہ بناؤ ہم تمہاری بات نہیں مانیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں پہلے سے ہی تمہاری خبر دے چکا ہے۔“

((...... ۳۷ ......))

اللہ اور رسول کی نافرمانی اور جہاد چھوڑنے سے اللہ کا عذاب:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴾ (التوبة:٢٤)

”آپ ﷺ کہہ دیں کہ اگر تمہارے باپ دادے، اور تمہارے لڑکے اور تمہاری بیویاں اور تمہارے خاندان اور تمہارے وہ مال جنھیں تم جمع کرتے ہو اور وہ تجارت جس کے خسارے سے ڈرتے ہو اور تمہاری

رہائش گاہیں جنھیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ چیزیں تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہوں گی تو پھر انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے گا اور اللہ تعالیٰ فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔"

اس آیت میں اللہ پاک نے یہ پیش گوئی فرمائی ہے کہ اگر مسلمانوں کو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور جہاد فی سبیل اللہ سے دنیاوی اشیاء زیادہ عزیز ہو جاتی ہیں تو ان پر اللہ کا عذاب اور آزمائش نازل ہوتی ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ جس دور میں مسلمانوں کو اللہ اور اس کے رسول سے محبت تھی اور جہاد کو اپنا مشن بنا رکھا تھا تب وہ دنیا میں عزت اور عظمت سے رہتے تھے لیکن جب انھوں نے دنیا سے محبت کی تو پھر ان پر قسم قسم کے عذاب نازل ہوئے۔

آج بھی صورت حال یہی ہے کہ مسلمان دنیاوی مال و متاع کے حصول میں لگ گئے اور اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات کو چھوڑ دیا ہے تو ان پر بیماریوں، مہنگائی، پلید حکمرانوں، چوری، ڈاکہ زنی بد امنی ، دل کے چین و سکون کی تباہی وغیرہ کتنے ہی عذاب میں مبتلا ہیں۔ان عذابوں سے چھٹکارے کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی۔

((...... ۳۸ ......))

منافقین نے یہود کو دھوکہ دیا:

جب نبی رحمت ﷺ مدینہ میں آئے تو وہاں پر موجود یہود کے مشہور قبائل، بنو نضیر، بنو قریظہ ، بنو قینقاع سے معاہدہ کر لیا کہ اگر تم پر کسی نے حملہ کیا تو ہمارا تعاون تمہارے ساتھ ہو گا اگر ہم پر کسی نے چڑھائی کی تو تم نے ہمارا ساتھ دینا ہے۔

لیکن یہود نے منافقین کا کردار ادا کیا کہ ظاہری طور پر معاہدہ کیے رکھا اور اندرونی طور پر نبی کائنات اور آپ ﷺ کے صحابہ کے خلاف سازشیں کرتے رہے حتی کہ بنو نضیر نے آپ ﷺ پر بھاری پتھر گرا کر آپ ﷺ کو شہید کردینے کی سازش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے آپ ﷺ کو اس سازش سے آگاہ فرما دیا ان کی اس سازش اور عہد شکنی کی بنا پر آپ ﷺ نے ان کا محاصرہ کرلیا ان پر مسلمانوں کے لشکر کا رعب طاری ہو گیا وہ تھوڑے ڈھیلے پڑنے لگے تو منافقین نے انھیں کہا کہ تم گھبراؤ نہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں، لیکن یہ سراسر جھوٹ تھا۔ اس بات کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے سورہ حشر میں یوں فرمایا:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَ لَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا وَّ اِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكَاذِبُوْنَ ۝ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ وَ لَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ﴾ (الحشر: ۱۱، ۱۲)

”کیا آپ ﷺ نے منافقین کو نہیں دیکھا جو اپنے اہل کتاب کے یہودی بھائیوں سے کہتے ہیں کہ (تم ڈٹ کر رہو) اگر تمہیں (مدینہ سے) نکال دیا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل پڑیں گے اور ہم تمہارے بارے میں کبھی بھی کسی کی کوئی بات نہیں مانیں گے اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ یقیناً یہ جھوٹے ہیں اگر یہودی کو نکال دیا گیا تو وہ (منافقین) ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر ان سے لڑائی کی گئی تو یہ ان کی مدد نہیں

کریں گے۔"

چنانچہ جب بنو نضیر کو جلا وطن کر دیا گیا اور بنو قریظہ کو قتل کر دیا گیا تو نہ منافقین بنو نضیر کے ساتھ مدینہ سے نکلے اور نہ ہی بنو قریظہ کی مدد کو پہنچے۔ اللہ کا کہا سچا ہوا۔

((......﴿۳۹﴾......))

کفار مسلمان ہو گئے یوں ان کی مسلمانوں سے عداوت ختم ہو گئی:

مکہ کے کفار نے مسلمانوں پر ظلم کیا بلکہ ہر علاقے میں مسلمانوں پر کافروں نے ظلم کیے وہ مسلمانوں کے دشمن تھے اور مسلمانوں کے خون کے پیاسے تھے، کفار نے مسلمانوں پر اتنا ظلم کیا کہ اب مسلمانوں کے کافروں سے بہتر تعلقات کی کوئی امید نہیں تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مَّوَدَّةً وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (الممتحنة: ٧)

"امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے دشمنوں کے درمیان محبت پیدا کر دے گا اور اللہ قدرت والا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

نبی کریم ﷺ کی پیش گوئیاں

باب اول:

نبی ﷺ کے دور میں ثابت ہونے والی پیش گوئیاں

((......1......))

جنگ خندق کے بعد کفار کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی:

کفار نے جنگ بدر، اُحد، خندق مدینہ میں آ کر لڑی تھیں لیکن آپ ﷺ نے جنگ خندق کے اختتام پر فرمایا:

«نَغْزُوْهُمْ وَ لَا يَغْزُوْنَنَا»

"اب ہم (پیش قدمی کر کے) کفار سے جنگ کیا کریں گے اب (کفار میں یہ ہمت نہیں ہے کہ) وہ پیش قدمی کر کے ہم سے لڑائی کرنے آئیں۔"

(بخاری کتاب المغازی، باب غزوة الخندق: ٤١٠٩)

فائدہ= تاریخ گواہ ہے کہ اس کے بعد کفار نے مسلمانوں پر چڑھائی نہیں کی لیکن مسلمانوں نے پیش قدمی کر کے تقریباً آدھی دنیا پر قبضہ کر لیا تھا پھر بعد کے نام

نہاد مسلمان حکمرانوں کی مردہ دلی کی وجہ سے معاملہ الٹ ہو گیا۔

((......2......))

خیبر کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے جنگ خیبر کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول مکرم ﷺ نے جنگ خیبر والے دن فرمایا:

« لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّأْيَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحِ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ »

''میں کل ایک ایسے شخص کو جھنڈا دے کر بھیجوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہو گا اور اللہ اور اس کے رسول اس سے محبت کرتے ہوں گے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں پر خیبر کو فتح فرمائے گا۔''

چنانچہ لوگ رات کو تذکرہ کرتے رہے کہ کل کس کو جھنڈا ملے گا (یعنی اپنی اپنی رائے کا اظہار کرتے رہے) جب صبح ہوئی تو تمام لوگ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے ہر ایک کو امید تھی کہ جھنڈا اسے مل سکتا ہے (کیونکہ وہ تمام اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتے تھے) لیکن نبی ﷺ نے فرمایا:

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟

تو لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ! وہ تو آنکھوں کے مرض میں مبتلا ہیں (یعنی ان کی آنکھیں خراب ہو چکی ہیں)

آپ ﷺ نے فرمایا: کہ ان کو بلا لاؤ

جب انھیں لایا گیا تو آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب مبارک

ڈالا اور ان کے حق میں دعا بھی فرمائی تو وہ تندرست ہو گئے ایسا لگتا تھا کہ ان کو کوئی تکلیف تھی ہی نہیں آپ ﷺ نے ان کو جھنڈا تھما دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ پوچھنے لگے یا رسول اللہ! کیا میں ان سے جہاد کرتا رہوں حتی کہ وہ ہماری طرح ایمان والے بن جائیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سیدھے چلے جاؤ حتی کہ ان کے پاس پہنچ جاؤ پھر انھیں مسلمان ہونے کی دعوت دو اور ان کو اللہ کے ان حقوق سے آگاہ کرو جو ان پر واجب ہیں۔

اگر اللہ تعالیٰ تمھارے ذریعے صرف ایک شخص کو ہدایت عطا فرما دے تو یہ تمھارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہو گا۔

(بخاری ، کتاب المغازی ، باب غزوۃ خیبر،رقم ۴۲۱۰)

فائدہ= نبی اکرم ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق خیبر کی جنگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ہی فتح ہوئی تھی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے امارت کی خواہش صرف اسی دن کی تھی۔

((......3......))

ایک شہید جہنم میں گیا:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (جنگ خیبر کے موقع پر دن بھر لڑائی کرنے کے بعد) کفار اپنے لشکر کی طرف اور رسول اکرم ﷺ اپنے لشکر کی طرف واپس چلے گئے۔(تو نبی ﷺ کے سامنے) رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص کا ذکر ہوا کہ فلاں نے تو اپنے آگے آنے والے کسی کو نہ چھوڑا کہ جو بھی

اس کے سامنے آتا اس کا پیچھا کر کے تلوار سے قتل کر ڈالتا تھا۔

ایک صحابی نے کہا کہ یارسول اللہ! اس نے ایسا کارنامہ انجام دیا کہ ویسا کارنامہ کوئی بھی انجام نہ دے سکا لیکن رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

«اَمَا اِنَّهُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ»

''سن لو وہ تو جہنمی شخص ہے۔''

(صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ بات عجیب لگی) چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں اس کے ساتھ رہ کر (اس کے جہنمی ہونے کی وجہ معلوم کروں گا) پھر وہ اس کے پیچھے ہو لیا جب وہ کسی جگہ ٹھہر جاتا تو یہ بھی ٹھہر جاتا اور جب وہ دوڑنے لگتا تو یہ بھی دوڑ پڑتا بالآخر وہ شخص شدید زخمی ہو گیا اور اس نے مرنے میں جلد بازی سے کام لیا اس نے تلوار زمین پر رکھی اور اس کی نوک اپنے سینے کے درمیان رکھی پھر اس پر اپنے جسم کا دباؤ ڈالا اور خودکشی کر لی۔

(پیچھا کرنے والا) شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا اور عرض کیا۔

«اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ»

''یعنی میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے؟ اس نے کہا آپ ﷺ نے جس شخص کے متعلق فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے لوگوں پر یہ بات دشوار گزری تو میں نے کہا کہ اس کے متعلق میں تم سے تعاون کروں گا۔ پھر میں اس کے پیچھے چل پڑا جب وہ شدید زخمی ہو گیا تو مرنے میں جلد بازی کی چنانچہ اس نے تلوار کا دستہ زمین پر رکھا اور اس کی نوک اپنے سینے کے درمیان رکھی پھر اس پر جھک گیا اور خودکشی کر کے مر گیا۔

نبی ﷺ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا:

«إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُوا لِلنَّاسِ وَ هُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُوا لِلنَّاسِ وَ هُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ»

''ایک شخص لوگوں کی نظروں میں جنتیوں والے کام کر رہا ہوتا ہے حالانکہ وہ (نتیجتاً) جہنمیوں میں سے ہو جاتا ہے۔ اور ایک شخص لوگوں کی نظروں میں جہنمیوں والے عمل کر رہا ہوتا ہے حالانکہ (بالآخر) وہ جنتیوں میں سے ہوتا ہے۔''

(المغازی:باب غزوة خيبر،رقم ٤٢٠٣)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا کہ اے فلاں کھڑے ہو جاؤ اور لوگوں میں اعلان کر دو:

«لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ إِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ»

''یعنی جنت میں مومن کے علاوہ کوئی بھی داخل نہ ہو گا بے شک اللہ تعالیٰ دین کی مدد ایک بدکار شخص سے بھی لے لیتا ہے۔''

(بخاری کتاب المغازی باب غزوة خيبر،رقم٤٢٠٤)

((...... 4 ...... 5 ......))

بدر میں کفار کو شکست اور آپ ﷺ کی پیش گوئی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب (جنگ بدر میں) ابو سفیان (رضی اللہ عنہ) کے آنے کی خبر آئی تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی تو آپ ﷺ خاموش رہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

گفتگو کی تب بھی آپ نے خاموشی اختیار کیے رکھی پھر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ (جو کہ انصار کے سردار تھے) وہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا یارسول اللہ ! شاید آپ ہمارا مشورہ سننا چاہتے ہیں اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے !اگر آپ ہمیں گھوڑوں کو سمندر میں ڈالنے کا حکم فرما دیں تو ہم گھوڑے سمندر میں ڈال دیں گے اور اگر آپ ہمیں برک الغماد (جو مکہ سے بہت دور مقام ہے اس) تک گھوڑے دوڑانے کا حکم فرما دیں تو ہم یہ بھی کرنے کے لیے تیار ہیں۔

(جب نبی ﷺ انصار کی طرف سے مطمئن ہو گئے تو) آپ ﷺ نے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلایا اور آپ ﷺ لشکر سمیت چل پڑے یہاں تک کہ بدر کے میدان میں پہنچے اور وہاں قریش کے پانی پلانے والے آئے اور ان میں بنو حجاج کا ایک غلام تھا اس کو صحابہ نے گرفتار کر لیا اور اس سے ابو سفیان اور اس کے ساتھیوں کے متعلق پوچھنے لگے کہ (وہ کہاں ہیں اور اس کے ساتھ کتنے افراد ہیں وغیرہ وغیرہ)

تو اس نے کہا کہ مجھے ابو سفیان (رضی اللہ عنہ) کے متعلق تو کوئی علم نہیں ہاں ابو جہل، عتبہ، شیبہ، امیہ بن خلف آئے ہوئے ہیں۔

جب اس نے یہ کہا تو صحابہ نے اسے پکڑ لیا اور مارنے لگ گئے (جب اسے مار پڑی تو) اس نے کہا کہ (مجھے چھوڑ دو) میں ابو سفیان کے متعلق بتاتا ہوں جب صحابہ نے اسے چھوڑا تو وہ کہنے لگا کہ مجھے ابو سفیان کا تو علم نہیں ہے ہاں ابو جہل وغیرہ آئے ہوئے ہیں تو صحابہ نے اسے دوبارہ پکڑا اور مارنے لگ گئے اس وقت نبی ﷺ نماز میں مصروف تھے جب آپ ﷺ نے یہ دیکھا تو آپ ﷺ نے نماز کو ختم کیا اور فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب تم

سے وہ سچ کہتا ہے تو تم اسے مارنے لگ جاتے ہو اور جب جھوٹ بولتا ہے تو اسے چھوڑ دیتے ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ زمین پر ہاتھ رکھ رکھ کر فرما رہے تھے:

« هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَّ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ »

''اس جگہ فلاں کا فر مرا ہوا پڑا ہو گا اور اس جگہ فلاں کافر مرا ہوا پڑا ہو گا۔''چنانچہ نبی ﷺ کی بتائی ہوئی جگہ سے کوئی کافر ذرہ برابر بھی ہٹ کر نہیں مرا تھا۔

(مسلم كتاب الجهاد والسير باب غزوة بدر، رقم ١٧٧٩)

بخاری میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، بدر والے دن نبی ﷺ نے فرمایا:

« اَللّٰهُمَّ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَ وَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ »

''اے اللہ میں تجھے تیرے وعدے کا واسطہ دیتا ہوں (تو ہماری مدد فرما)
اے اللہ اگر تو چاہتا ہے (یہ مٹھی بھر لوگ مارے جائیں) تو تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ سب کچھ سن رہے تھے جا کر نبی ﷺ کے ہاتھ کو پکڑا اور فرمایا (اتنی دعا) آپ کو کافی ہے۔

پھر آپ یہ آیت پڑھتے ہوئے باہر تشریف لائے:

﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ﴾

''(کفار کے) گروہوں کو شکست ہوگی اور پیٹھ پھیر کر (بھاگ اٹھیں گے)''

(بخاری كتاب المغازی ،باب قول الله تعالىٰ اذ تستغيثون ربكم، رقم ٣٩٥٣)

فائدہ= تاریخ گواہ ہے کہ جنگ بدر میں کفار کو عبرت ناک شکست ہوئی تھی اور مسلمانوں کو عظیم فتح ملی تھی۔اور کفار آپ ﷺ کی بتلائی ہوئی جگہ پر ہی مرے

پڑے تھے۔ ذیل میں ایک واقعہ لکھا جاتا ہے۔

((......6......))

آپ ﷺ نے کفار مکہ کے سرداران کے لیے بددعا کی جو قبول ہوئی:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ (کعبۃ اللہ میں) سجدہ کیے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کے اردگرد قریش کے (کافر) لوگ موجود تھے اتنے میں عقبہ بن ابی معیط اونٹنی کی بچہ دانی (گھسیٹتا ہوا) لایا اور آپ ﷺ کی پیٹھ مبارک پر رکھ دی لیکن آپ ﷺ نے اپنا سر سجدے سے نہ اٹھایا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا دوڑتی ہوئی آئیں اور اس کو آپ ﷺ کی پیٹھ سے ہٹا دیا اور جس نے یہ کمینہ حرکت کی تھی اس کو بددعا دینے لگیں (جب نبی ﷺ نے نماز ختم کی تو) فرمایا:

«اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَاءَ مِنْ قُرَيْشٍ اَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَ عُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَ شَيْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَ اُمَيَّةَ بْنَ خَلْفٍ اَوْ اُبَيَّ بْنَ خَلْفٍ»

''اے اللہ قریش کی جماعت کو برباد کردے یعنی ابوجہل، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف کو یا (آپ ﷺ نے فرمایا) ابی بن خلف کو ہلاک کردے۔''

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (نبی اکرم ﷺ نے جن جن کا نام لیا) میں نے ان تمام کو جنگ بدر کے دن دیکھا تھا کہ وہ قتل کیے گئے تھے اور ان کو کنویں میں ڈال دیا گیا تھا۔ البتہ امیہ یا ابی کے جوڑ جسم سے جدا ہو گئے تھے جس کی وجہ سے اسے نہ ڈالا جا سکا۔(بخاری کتاب بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ بَابُ ذِكْرِ مَا

لَقِيَ النَّبِيُّ ﷺ وَ اَصْحَابُهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ بِمَكَّةَ، رقم ۳۸۵٤)

((...... 7 ......))

آپ ﷺ نے پے در پے تین سپہ سالاروں کی شہادت کی خبر دی:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے غزوہ موتہ میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا اور فرمایا:

«اِنْ قُتِلَ زَيْدٌ فَجَعْفَرٌ وَ اِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ»

''اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر (طیار) کو امیر مقرر کرنا اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبد اللہ بن رواحہ کو امیر بنا لینا۔'' (چنانچہ ایسا ہی ہوا تھا)

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس غزوے میں شامل تھا ہم نے (جنگ کے اختتام پر) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا تو انھیں شہداء میں پایا ان کے جسم پر نوے سے زائد تیر وتلوار کے زخم لگے ہوئے تھے۔(یعنی وہ انتہائی جرأت کے ساتھ لڑے)

(المغازی باب غزوة موتة رقم: ٤٢٦١)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے زید بن حارثہ اور جعفر اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی اطلاع (میدان جہاد سے) خبر آنے سے پہلے دی تھی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَخَذَ الرَّأْيَةَ زيد فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرُ فَأُصِيبَ ......))

پہلے زید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑا اور وہ شہید ہو گئے پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لیا تو وہ بھی شہید ہو گئے پھر عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لیا اور وہ بھی شہید ہو گئے (جب نبی مکرم ﷺ یہ خبر دے رہے تھے تب) آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو

جاری تھے۔

(پھر فرمایا کہ ان تینوں کی شہادت کے بعد) اللہ کی تلواروں میں ایک تلوار (یعنی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) نے جھنڈا لے لیا پھر اللہ نے ان کے ہاتھوں فتح عطا فرمائی۔(حوالہ مذکور رقم: ۴۲۶۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب زید بن حارثہ اور جعفر بن ابو طالب اور عبد اللہ بن رواحہ (رضی اللہ عنہم) شہید کر دیے گئے تو آپ ﷺ بیٹھے تھے اور آپ ﷺ (کے چہرے) سے غم ظاہر تھا۔

میں (یہ منظر) دروازے کے سوراخ سے دیکھ رہی تھی اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر) کی خواتین رو رہی ہیں۔

آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ انھیں جا کر منع کردو۔وہ شخص گیا پھر پلٹ کر آیا اور کہا یا رسول اللہ ! میں نے انھیں منع تو کر دیا ہے لیکن انھوں نے میری بات نہیں مانی۔(راوی کا کہنا ہے کہ) مجھے نبی ﷺ کے الفاظ تو یاد نہیں ہیں البتہ مقصد یہ تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

« فَاحْثُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ »

”یعنی ان کے مونہوں میں مٹی ڈال دے۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا:

« أَرْغَمَ اللّٰهُ أَنْفَكَ »

”اللہ تجھے خراب کرے۔ اللہ کی قسم نہ تو تو (رسول کریم ﷺ کے کہنے پر)عمل کر سکتا ہے اور نہ ہی تو رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینے سے باز

آتا ہے۔'' (بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الموته رقم:٤٢٦٣)

((......8......))

رئیس المنافقین کی موت کی پیش گوئی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے جب آپ ﷺ مدینہ کے قریب تشریف لا چکے تو سخت آندھی آئی (آندھی اتنی تیز تھی کہ) قریب تھا کہ وہ سوار کو دفن کر دیتی۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ آندھی کسی منافق کی موت پر چلی ہے۔ چنانچہ جب آپ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو ایک بڑے منافق کی موت واقع ہو چکی تھی۔

(مسلم ، کتاب صفة المنافقین و احکامهم رقم: ٢٧٨٢)

((......9......))

امیہ بن خلف ملعون کا قتل نبی ﷺ کے ہاتھوں سے ہوا:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرہ کرنے (مکہ میں) تشریف لے گئے اور امیہ بن خلف کے ہاں مہمان جا ٹھہرے اور امیہ بن خلف کا شام کو جانا ہوتا تو وہ بھی (مدینہ منورہ میں) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا مہمان جا بنتا تھا۔

امیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ (ابھی عمرہ نہ کرو) انتظار کرو چنانچہ وہ ٹھہر گئے حتی کہ دوپہر کا وقت ہو گیا اور لوگ غافل ہو گئے (یعنی اپنے گھروں کو آرام کرنے چلے گئے تو) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے طواف کرنا شروع کر دیا۔ وہ طواف کر ہی رہے تھے کہ ابوجہل آن پہنچا اور کہنے لگا کہ کعبہ کا

طواف کون کر رہا ہے؟

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں سعد طواف کر رہا ہوں۔

تو ابوجہل بولا کہ امن اور سکون کے ساتھ جب کہ تم نے محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو (مدینے میں) پناہ دے رکھی ہے؟

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں (پناہ دے رکھی ہے) پھر دونوں کا باتوں باتوں میں جھگڑا شروع ہو گیا تو امیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے سعد! اپنی آواز ابوالحکم (ابوجہل) کے سامنے بلند نہ کرو (کیونکہ) وہ مکہ والوں کے سردار ہیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ابوجہل سے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر تو نے مجھے بیت اللہ کے طواف سے روکنے کی کوشش کی تو میں تمھاری شام کی تجارت کا سلسلہ بند کرادوں گا۔ امیہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مسلسل کہے جا رہا تھا کہ اے سعد! اپنی آواز بلند نہ کرو اور امیہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو منع کیے جا رہا تھا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور فرمایا اے امیہ! تو ہم سے ہٹ جا میں محمد ﷺ سے سن چکا ہوں کہ تجھے محمد ﷺ قتل کریں گے۔

امیہ نے (تعجب سے) پوچھا کیا مجھے؟

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں ہاں (تجھے قتل کریں گے)

تو امیہ بولا:

”وَاللّٰهِ مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ إِذَا حَدَّثَ“

”اللہ کی قسم! محمد (ﷺ) جھوٹ نہیں بولا کرتے۔“

پھر امیہ (پریشانی کی حالت میں) اپنی بیوی کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ

تجھے معلوم ہے کہ میرے یثربی بھائی (حضرت سعد رضی اللہ عنہ) نے کیا کہا ہے؟ وہ بولی کیا کہا ہے؟

امیہ نے کہا: کہ سعد کا کہنا ہے کہ محمد (ﷺ) کا خیال ہے کہ وہ مجھے قتل کریں گے تو اس کی بیوی نے کہا:

«فَوَاللّٰهِ مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ»

''اللہ کی قسم! محمد ﷺ جھوٹ نہیں بولا کرتے۔''

حضرت ابن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب (کفار) جنگ بدر کے لیے نکلے اور جنگ کی منادی کرنے والا آیا تو امیہ (بدر کے میدان میں جانے لگا تو اس کی بیوی نے کہا کیا تجھے سعد رضی اللہ عنہ کی بات یاد نہیں ہے؟

امیہ نے یہ سن کر جنگ میں نہ جانے کا ارادہ کر لیا لیکن ابوجہل نے کہا:

«اِنَّكَ مِنْ اَشْرَافِ الْوَادِیْ فَسِرْبِنَا يَوْمًا اَوْ يَوْمَيْنِ»

اے امیہ! آپ تو مکہ کے سرداروں میں سے ہیں آپ کے نہ جانے سے لوگوں پر برے اثرات مرتب ہوں گے اس لیے آپ ہمارے ساتھ ایک دو دن کے لیے ضرور چلیں (پھر واپس آ جانا) چنانچہ امیہ چل پڑا! اللہ تعالیٰ نے امیہ کو میدان بدر میں قتل کروا دیا۔

(بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ ۳۲۳۲)

((...... 10 ......))

ابی ابن خلف کے قتل کی پیش گوئی:

مکے میں جب نبی ﷺ کی ملاقات ابی بن خلف سے ہوتی تو وہ آپ ﷺ سے کہتا اے محمد (ﷺ) میرے پاس عود نامی ایک (بہترین) گھوڑا موجود ہے

میں روزانہ اسے ساڑھے سات کلو دانے کھلاتا ہوں۔

(اگر مسلمانوں سے ہماری جنگ ہوئی تو) آپ کو میں قتل کروں گا تو آپ ﷺ جواب میں فرماتے کہ نہیں نہیں بلکہ میں تجھے قتل کروں گا۔ ان شاء اللہ

چنانچہ جنگ احد میں جب آپ ﷺ زخمی حالت میں گھاٹی میں تشریف فرما تھے تو ابی ابن خلف یہ کہتا ہوا ظاہر ہوا کہ محمد ﷺ کہاں ہیں؟

یا تو وہ رہیں گے یا میں رہوں گا (یہ سن کر صحابہ کرام آپ ﷺ کے سامنے دیوار بن کر کھڑے ہو گئے لیکن) آپ ﷺ نے فرمایا اسے آنے دو جب وہ قریب آیا تو آپ ﷺ نے حضرت حارث بن صمعہ رضی اللہ عنہ سے ایک چھوٹا سا نیزہ لیا اور اسے جھٹکا دیا (یعنی صحابہ کو ایک طرف ہو جانے کا اشارہ فرمایا) چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک طرف ہو گئے آپ ﷺ اس کے سامنے ہو گئے اور اس کی گردن پر نیزے کا وار کیا جس سے وہ گھوڑے سے گرتا گرتا بچ گیا اور اس کو معمولی خراش آ گئی جس سے خون نہیں نکلا تھا پھر کیا تھا وہ اپنے لشکر کی طرف بیل کی طرح آواز کرتا ہوا گیا اور کہہ رہا تھا اللہ کی قسم مجھے تو محمد ﷺ نے قتل کر دیا ہے۔(یعنی میں مر جاؤں گا)

اس کے ساتھیوں نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ تم گھبرا گئے ہو ورنہ کوئی بڑا زخم نہیں آیا لیکن ابی بن خلف نے کہا کہ مجھے مکہ میں محمد ﷺ کہہ چکے تھے کہ میں تجھے قتل کروں گا۔

(محمد جھوٹ نہیں بولا کرتے انھوں نے جب مجھے کہہ دیا کہ میں تجھے قتل کروں گا تو میں کیسے بچ سکوں گا؟ محمد ﷺ نے اب مجھے نیزہ مارا ہے) اللہ کی قسم اگر وہ مجھ پر صرف تھوک دیتے تب بھی میں بچ نہیں سکتا تھا (تم اپنی باتیں کرتے ہو لیکن)

مجھے تو اتنی تکلیف ہو رہی ہے کہ اگر میری یہ تکلیف ذوالمجاز کے تمام باشندوں پر تقسیم کر دی جائے تو وہ سب مر جائیں گے۔

بالآخر یہ (بد بخت) مکہ جاتے ہوئے سرف مقام پر موت کا لقمہ بن گیا۔
(ابن ہشام وغیرہ بحوالہ الرحیق المختوم)

((......11......))

حضرت عامر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے:

جب نبی ﷺ کسی کا بالخصوص نام لے کر ''رَحِمَ اللّٰهُ فُلَانًا'' فرمایا کرتے تھے تو وہ شہادت سے ہمکنار ہوا کرتا تھا۔(بقول استاد اللہ یار صاحب جلالپوری رحمہ اللہ)

چنانچہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ جنگ خیبر میں گئے ہوئے تھے رات کا سفر جاری تھا تو ایک شخص نے حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے کہا اے عامر! ہمیں اپنے اشعار تو سناؤ۔

عامر رضی اللہ عنہ شاعر تھے اور وہ اپنی سواری سے اترے اور یہ اشعار پڑھنے لگے:

« اَللّٰهُمَّ لَوْ لَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَ لَا تَصَدَّقْنَا وَ لَا صَلَّيْنَا
فَاغْفِرْ فِدَاءً لَكَ مَا اَبْقَيْنَا »

''اے اللہ اگر تو نہ ہوتا (یعنی تیرا فضل و کرم نہ ہوتا) تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے اور نہ ہی ہم صدقہ کرتے اور نہ ہی نماز ادا کرتے۔ اگر ہم سے غلطی ہو جائے تو) ہمیں بخش دینا تجھ پر قربان جب تک ہم زندہ رہیں۔اور اگر ہمارا دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدم رکھنا اور ہم پر سکینت نازل کرنا اور جب ہمیں (کفر کی طرف) دعوت دی جائے گی تو ہم انکار کردیں گے اور (کفار نے) ہم پر شوروغل

سے حملہ کر دیا ہے۔“

حضرت عامر رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار نبی ﷺ نے سن لیے تو) آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کون ہے اشعار پڑھنے والا؟لوگوں نے عرض کیا یہ عامر (رضی اللہ عنہ) ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”یَرْحَمُهُ اللّٰهُ“ ”اللہ عامر پر رحم فرمائے۔“ (یعنی عامر رضی اللہ عنہ کو شہادت مل جائے)

تو صحابہ میں سے ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کی شہادت تو یقینی ہو گئی کاش کہ آپ ﷺ اس کے ذریعے ہمیں نفع پہنچاتے (یعنی کاش کہ آپ ﷺ کی دعا کچھ وقت مؤخر ہوتی) بالآخر جب ہم خیبر پہنچ گئے اور ہم نے یہود کا محاصرہ کر لیا اور ہمیں سخت بھوک لگی ہوئی تھی پھر جب شام پڑ گئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کئی جگہوں پر آگ جلائی ہوئی تھی آپ ﷺ نے دریافت فرمایا یہ آگ کیسی ہے؟ کیا چیز پکائی جا رہی ہے؟ صحابہ نے عرض کی گوشت پک رہا ہے آپ ﷺ نے پوچھا کس چیز کا گوشت پکایا جا رہا ہے؟

صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا گدھوں کا گوشت پکایا جا رہا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«اَهْرِيْقُوْا وَاكْسِرُوْا»

”ہانڈیاں توڑ ڈالو اور گوشت انڈیل دو۔“

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! کیا اس طرح نہ کریں کہ گوشت پھینک دیں اور ہانڈیوں کو دھولیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: چلو اس طرح کر لو۔(ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک منادی کرنے والے کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا:

«اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ»

"اللہ اور اس کے رسول تمھیں گھریلو گدھوں کے گوشت (کھانے) سے منع فرماتے ہیں۔"

جب صحابہ نے جنگ کے لیے صف بنالی تو عامر کی تلوار چھوٹی تھی اس سے وہ یہودی کی ٹانگ کاٹنے لگے تو تلوار پلٹ کر عامر کے گھٹنے پر آ لگی جس سے وہ شہادت پا گئے۔

جب صحابہ (جنگ سے) واپس پلٹ رہے تھے تو آپ ﷺ نے مجھے دیکھا اور میرا ہاتھ پکڑا اور پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا (پریشان کیوں ہو؟) میں نے عرض کی یارسول اللہ! آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں (بعض) لوگوں نے کہہ دیا ہے کہ عامر رضی اللہ عنہ کے تو اعمال برباد ہو گئے (کیونکہ اس نے خودکشی کر لی ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا جس نے یہ کہا اس نے غلط کہا ہے پھر آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کر کے فرمایا کہ عامر تو دگنا اجر پا گیا کیونکہ وہ کوشش کرنے والا اور مجاہد تھا بہت کم عربی ہیں جو عامر کی طرح ہونگے۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوة خیبر۔رقم:٤١٩٦)

((......12......))

آپ ﷺ نے تیز آندھی کی اطلاع دی اور باغ کے پھل کا تخمینہ لگایا:

حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم غزوہ تبوک میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے ہمارا گزر وادی القری میں ایک عورت کے باغ پر ہوا نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس باغ کے پھل کا اندازہ لگاؤ تو ہم نے اس کا اندازہ لگایا لیکن آپ ﷺ نے دس وسق کا اندازہ لگایا اور عورت سے فرمایا کہ اس کے پھل کا وزن یاد رکھنا حتی کہ ہم واپس آ ئیں۔

ہم چل دیے یہاں تک کہ ہم تبوک میں پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا آج کی رات بہت تیز آندھی آئے گی تم میں سے کوئی کھڑا نہ ہو بلکہ جس کے پاس اونٹ ہو وہ اس (کے گھٹنے) کی رسی مضبوط باندھ لے۔

بالاخر وہ آندھی آہی گئی (صحابہ فرمان نبوی ﷺ کی تعمیل کرتے ہوئے اپنی جگہوں پر بیٹھے رہے لیکن) ایک شخص کھڑا ہوگیا تو ہوا نے اس کو اٹھا کر بنوطی کے پہاڑوں میں پھینک دیا۔(اس موقع پر) ایلہ کے حاکم کا قاصد آیا اس نے بادشاہ کا خط اور (بطور تحفہ) سفید خچر پیش کیا پھر نبی ﷺ نے بھی حاکم کے پاس خط ارسال کیا ساتھ چادریں بھی تحفۃً بھیجی تھیں۔

جب ہم پلٹ کر وادی القری میں آئے تو نبی ﷺ نے عورت سے باغ کے پھل کے متعلق پوچھا کہ اس کا پھل کتنا ہوا تھا؟ تو اس نے کہا دس وسق (جس طرح کہ نبی ﷺ نے اندازہ فرمایا تھا) پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تو تیز تیز چلوں گا تم میں سے جو میرے ساتھ چلنا چاہے تو چلے اور جو ٹھہرنا چاہے تو وہ ٹھہر سکتا ہے۔

پھر ہم وہاں سے چل پڑے جب مدینہ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: هٰذِهِ طَابَةُ۔ یہ طابہ (عمدہ اور پاک شہر) ہے اور وہ احد پہاڑ ہے وہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا انصار کے محلوں یا قبائل میں سے بہتر بنونجار ہے پھر بنوعبدالاشہل پھر بنوحارث بن الخزرج پھر بنو ساعدہ ہیں لیکن بھلائی انصار کے تمام قبائل میں موجود ہے۔

پھر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہمیں آکر ملے انھیں ابو اسید رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ نبی ﷺ نے انصار کے قبائل کی بہتری اور فضیلت بیان کرتے

ہوئے ہمیں (یعنی بنو ساعدہ کو) آخر میں رکھا ہے؟

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! آپ نے قبائل کی فضیلت بیان کرتے ہوئے بنو ساعدہ کو آخر میں رکھا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تمھیں یہ کافی نہیں ہے کہ تم بہترین قبائل میں سے ہو جاؤ۔؟

(مسلم کتاب الفضائل باب معجزات النبیe رقم:١٣٩٢)

باب دوم:

صحابہ کے دور
میں ثابت ہونے والی پیش گوئیاں

((...... 13 ......))

حضرت سعد کی عمر لمبی ہوگئی:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر میں شدید بیمار ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی کرنے کے لیے تشریف لائے تو میں نے عرض کیا (یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے ہیں کہ) مجھے تکلیف ہے اور میں مالدار شخص ہوں اور (میرے فوت ہوجانے کی صورت میں) میرا وارث سوائے میری ایک بیٹی کے کوئی بھی نہیں ہے تو کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کردوں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ پھر میں نے عرض کیا چلو آدھا مال صدقہ کردوں؟

لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیسرا حصہ مال کا خرچ کر سکتے ہو لیکن وہ بھی زیادہ ہے۔

(دیکھو) آپ اپنے وارثوں کو دولت مند چھوڑ جاؤ تو یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ تم (اپنا مال صدقہ دے کر خرچ کردو اور) انھیں فقیر و محتاج چھوڑ جاؤ اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔

جب آپ اللہ کی رضا کے حصول کے لیے کوئی چیز خرچ کرو گے تو اس کا

تمھیں اجر ملے گا حتی کہ وہ (لقمہ جو) آپ اپنی اہلیہ کے منہ میں رکھو گے (تو اس کا بھی اجر پاؤ گے)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں (مکہ میں) اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ جاؤں گا؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آپ پیچھے رہ جاؤ گے پھر کوئی بھی نیک عمل کرو گے تو اس کے ذریعے آپ کا اجر بڑھتا چلا جائے گا اور بلندی درجات پاتے رہو گے۔

پھر ارشاد فرمایا:

«لَعَلَّكَ اَنْ تُخَلَّفَ حَتّٰی یَنْتَفِعَ بِكَ اَقْوَامٌ وَ یُضَرُّ بِكَ آخَرُوْنَ»

''امید ہے کہ آپ پیچھے چھوڑے جاؤ گے (یعنی آپ کی عمر دراز ہو گی) کوئی (مسلمان) لوگ آپ سے نفع پائیں گے جب کہ کئی (کفار) لوگوں کو آپ سے نقصان پہنچے گا۔''

(چنانچہ ایسا ہی ہوا سعد رضی اللہ عنہ تقریباً چالیس برس زندہ رہے اور عراق کی سلطنت ان کے ہاتھوں فتح ہوئی)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

«اَللّٰهُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِیْ هِجْرَتَهُمْ وَ لَا تَرُدَّهُمْ عَلٰی اَعْقَابِهِمْ»

''اے اللہ! میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کی ہجرت پوری فرما اور انھیں ان کی ایڑیوں پر نہ لوٹا دینا۔ (یعنی مکہ میں موت نہ دینا)

لیکن افسوس تو سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ پر ہے جو مکہ میں ہی فوت ہو گئے۔

(بخاری کتاب الجنائز باب رثاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم رقم: ۱۲۹۵)

((...... 14 ......))

زمین کے خزانے آپ ﷺ کی ہتھیلی پر رکھ دیے گئے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

« بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ فَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُوتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدَيَّ »

''اللہ تعالیٰ نے مجھے جامع کلمات دے کر بھیجا ہے اور (کفار پر) رعب طاری کرنے کے ذریعے میری مدد کی جاتی ہے۔''

میں سویا ہوا تھا خواب میں مجھے زمین کے خزانے دیے گئے اور خزانے میرے ہاتھ میں رکھ دیے گئے (یعنی ملک فتح ہوں گے اور ان کے خزانے مسلمانوں کی ملکیت ہو جائیں گے)

(بخاری کتاب الجھاد ، باب قول النبی ﷺ نصرت بالرعب رقم:۲۹۷۷)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ایک دن (مدینہ سے) باہر نکل گئے اور اُحد میں جا کر اُحد کے شہداء کی نماز جنازہ ادا فرمائی پھر آپ ﷺ پلٹے اور منبر پر کھڑے ہوئے (اور خطبہ ارشاد فرمایا اس موقع پر) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« إِنِّي فَرَطٌ لَّكُمْ وَ أَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَ إِنِّي وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلٰى حَوْضِي الْآنَ وَ إِنِّي أُعْطِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحِ الْأَرْضِ وَ إِنِّي مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلٰكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا »

''یعنی میں حوض کوثر پر تمھارا منتظر ہوں گا اور میں تمھاری گواہی دوں

گا۔اللہ کی قسم !اس وقت میں اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانے یا آپ ﷺ نے فرمایا زمین کی چابیاں مجھے دی گئی ہیں اللہ کی قسم ! مجھے تم پر یہ اندیشہ نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے بلکہ مجھے تو یہ خوف ہے کہ تم دنیا میں شوق اور رغبت کرنے لگو گے۔"

(بخاری ، کتاب الجنائز ،باب (الصلوة علی الشهيد رقم:١٣٤٤)

فائدہ=تاریخ گواہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں پھر آپ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ملکوں کے ملک فتح کر ڈالے۔

((...... 15 ......))

یمن شام اور عراق فتح ہو گئے :

حضرت سفیان بن ابوزہیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

« تُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَ مَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَ تُفْتَحُ الشَّامُ فَيَأْتِي قَوْمٌ ...... الخ »

"یمن فتح ہو گا تو کچھ لوگ اپنے اہل وعیال کو اور جو ان کی بات مانیں گے ان کو لے کر (یمن میں) چلے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہو گا اگر وہ جان لیں۔ پھر شام فتح ہو گا تو کچھ لوگ (مدینہ چھوڑ کر) اپنے اہل وعیال کو اور جو ان کی بات مان جائیں گے انھیں لے کر شام میں جا آباد ہوں گے حالانکہ اگر وہ جانیں تو ان کے لیے مدینہ ہی بہتر ہو گا۔"

پھر عراق فتح ہو گا تو کچھ لوگ (مدینہ چھوڑ کر) عراق میں اپنے اہل وعیال

کو اور جو ان کی بات مان لیں گے انھیں لے کر عراق میں جا آباد ہوں گے حالانکہ ان کے لیے مدینہ ہی بہتر ہو گا۔

(بخاری، کتاب فضائل المدینة باب من رغب من المدینة: ۱۸۷۵)

فائدہ= یہ ملک فتح ہوئے اور لوگوں نے مدینہ چھوڑ کر دوسرے ممالک میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

((......16......))

حضرت حسن نے دو جماعتوں کے درمیان صلح کرادی:

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر تشریف فرما تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیٹھے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نظر لوگوں کی طرف دیکھتے تو دوسری نظر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اِبْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ وَ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یُّصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ »

"یہ میرا بیٹا (یعنی نواسہ) سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح کرادے گا۔"

(بخاری کتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسین رقم: ۳۷٤٦)

((......17......18......))

حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین جنگ اور جھوٹے نبی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَقْتَتِلَ فِئَتَانِ فَیَكُوْنَ بَیْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِیْمَةٌ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ وَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُبْعَثَ

دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ»

''قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ دو جماعتیں آپس میں نہ لڑیں گی ان کے درمیان بڑی جنگ ہوگی حالانکہ ان کا دعویٰ ایک ہوگا (یعنی دونوں جماعتیں اسلام کی دعویدار ہوں گی) اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس کے قریب جھوٹے نبی نہ ظاہر ہوں ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرتا ہوگا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔''

(بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام: ۳۶۰۹)

فائدہ=حضرت علی اور عائشہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جنگ جمل اور حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جنگ صفین جیسی زبردست لڑائیاں ہوئیں تھیں اس جنگ سے پیدا ہونے والے انتشار کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کے ذریعے ختم کیا تھا۔ (رضی اللہ عنہم اجمعین)

((...... 19 ......))

یہود خیبر کو خیبر سے جلا وطن کر دیا گیا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خیبر میں گئے تو وہاں کے یہود نے ان کے ہاتھ پاؤں توڑ دیے (یعنی انھیں مارا پیٹا)

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہود سے ان کے مالوں پر معاملہ کیا تھا (یعنی خیبر کے باغات اور کھیتی کی نگرانی خیبر کے یہودی کریں گے لیکن آمدنی کا نصف مسلمانوں کو بطور ٹیکس دیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«نُقِرُّكُمْ مَا أَقَرَّكُمُ اللّٰهُ»

''کہ ہم تمھیں یہاں اس وقت تک ٹھہرائیں گے جب تک اللہ تعالیٰ تمھیں ٹھہرائے گا۔''(یعنی بالآخر تم یہاں سے بھی جلا وطن ہو جاؤ گے)

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے واقعہ یوں بیان فرمایا) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خیبر میں اپنے مال اور رقبے کی طرف گئے تو رات کو ان پر تشدد کیا گیا چنانچہ ان کے ہاتھ پاؤں توڑ دیے گئے اور خیبر میں یہود کے علاوہ ہمارا کوئی بھی دشمن نہیں ہے ہمارے دشمن یہی یہود ہیں اور ہمیں انھیں پر شبہ ہے اس لیے میرا خیال ہے کہ انھیں جلا وطن کردوں۔

چنانچہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں جلا وطن کرنے کا پورا تہیہ کر لیا تو قبیلہ ابوالحقیق کا ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے امیر المومنین کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نکال دیں گے جب کہ ہمیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرایا تھا؟ اور ہم سے مالوں کا معاہدہ کیا تھا اور ہم پر اس کی ہی شرط لگائی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات جو تیرے بارے میں تھی وہ میں بھول چکا ہوں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

«كَيْفَ بِكَ إِذَا خَرَجْتَ مِنْ خَيْبَرَ تَعْدُوْ بِكَ قُلُوْصُكَ لَيْلَةً بَعْدَ لَيْلَةٍ ...... الخ»

''تیرا اس وقت کیا حال ہوگا جب تو خیبر سے نکل رہا ہوگا اور تیرے اونٹ تجھے کئی راتوں تک لے کر دوڑتے رہیں گے؟''

تو اس شخص نے کہا امیر المومنین یہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور مذاق کہا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے دشمن تو نے غلط کہا ہے

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں وہاں سے جلا وطن فرما دیا اور ان کا جو مال اور

اونٹ اور پھل اور کجاوے اور رسیاں (وغیرہ) تھیں ان کی انھیں قیمت ادا کر دی۔

(بخاری کتاب الشروط باب اذا اشترط فی المزارعة رقم : ۲۷۳۰)

((...... 20 ...... 21 ......))

بحری بیڑا اور حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا جہاد میں شریک ہوئیں:

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے قریب سو گئے پھر ہنستے ہوئے جاگے میں نے عرض کیا (یا رسول اللہ!) آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ يَرْكَبُونَ هٰذَا الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ »

''میری امت کے کچھ لوگ مجھے خواب میں دکھائے گئے جو سبز سمندر میں ایسے سوار تھے جیسے بادشاہ تختوں پر بیٹھے ہوتے ہیں۔''

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے بنا دے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی اور پھر سو گئے اور دوبارہ ہنستے ہوئے بیدار ہوئے ام حرام رضی اللہ عنہا نے پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اب کیوں ہنس رہے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک اور جماعت مجاہدین کا ذکر فرمایا) حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے دوبارہ دعا کرنے کے لیے گزارش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ »

''کہ آپ (رضی اللہ عنہا) پہلے گروہ میں شامل ہوں گی۔''

پھر جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسلمانوں نے سمندر کے لیے پہلا سفر کیا تو حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا اپنے خاوند حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس جہاد میں نکلیں جب جنگ سے مسلمان واپس لوٹ رہے تھے تو شام میں پڑاؤ ڈالا جب ان کی سواری ان کے پاس لائی گئی تاکہ وہ اس پر سوار ہوں تو سواری نے انھیں گرادیا جس کے باعث ان کی شہادت واقع ہوگئی۔

(بخاری کتاب الجهاد باب فضل من يصرع فی سبيل اللهرقم: ۲۷۳۰)

فائدہ=یوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی سچی ہوگئی کہ آپ پہلی جماعت میں ہوں گی۔

((...... 23 ...... 22 ......))

قیصر و کسریٰ کی ہلاکت اور ان کے خزانوں کی تقسیم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« هَلَكَ كِسْرٰى ثُمَّ لَا يَكُوْنُ كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَ قَيْصَرُ لَيَهْلِكَنَّ ثُمَّ لَا يَكُوْنَ قَيْصَرُ بَعْدَهٗ وَ لَتُقْسَمَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ»

''جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کسریٰ نہیں ہوگا، اور قیصر بھی ضرور ہلاک ہوگا اور اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا اور یقیناً قیصر و کسریٰ کے خزانے اللہ کے راستے میں تقسیم ہوں گے۔''

(بخاری کتاب الجهاد، باب الحرب خدعة: ۳۰۲۷)

فائدہ=قیصر و کسریٰ ختم ہو گئے اب کوئی قیصر اور کسریٰ نہیں ہے اور ان کے خزانے مسلمانوں میں تقسیم کیے گئے تھے۔

((...... 24 ...... 25 ...... 26 ......))

عراق کی فتح امن کی بحالی اور خوشحالی کا دور:

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھوک کی شکایت کی اور دوسرے نے ڈاکہ زنی کی شکایت کی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عدی! کیا آپ نے حیرہ (کا شہر) دیکھ رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ دیکھا تو نہیں البتہ اس کے متعلق باتیں سنی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيوٰةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِينَةَ تَرْحَلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتّٰى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ»

''اگر آپ کی عمر دراز ہوئی تو آپ ایک عورت کو دیکھیں گے جو حیرہ سے اکیلی چلے گی اور کعبۃ اللہ کا آ کر طواف کرے گی۔''

«لَا تَخَافُ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ»

''وہ اللہ کے علاوہ کسی سے خائف نہیں ہوگی۔''

میں نے دل میں کہا بنو طی کے ڈاکو یا خبیث لوگ کہاں جائیں گے جنھوں نے شہروں کو تباہ کر رکھا ہے؟ (اس میں صحابی کا شک نہیں بلکہ حیرت کا اظہار ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيوٰةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوزُ كِسْرٰى»

''اگر آپ کی عمر دراز ہوگئی تو دیکھو گے کہ کسریٰ کے خزانے (مجاہدین میں) تقسیم ہوں گے۔''

میں نے عرض کی (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد عراق کی سپر پاور کا بادشاہ) کسریٰ بن

ہرمز ہے؟) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں کسریٰ بن ہرمز (کی بات کر رہا ہوں)
پھر فرمایا:

«وَ لَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يَخْرُجُ مِلْاءَ كَفِّهٖ مِنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ»

''اگر آپ کی عمر دراز ہو گئی تو ضرور ایسے شخص کو دیکھ لو گے جو مٹھی بھر سونا یا چاندی (بطور زکوٰۃ یا صدقہ) نکالے گا اور وہ اس شخص کی تلاش میں نکل پڑے گا جو (مستحق ہونے کے باعث) سونا چاندی قبول کر لے لیکن (مال کی فراوانی کے باعث) اسے ایسا کوئی شخص نہیں ملے گا۔

پھر فرمایا: تم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کو ضرور ایسی حالت میں ملے گا کہ بندے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمانی کرنے والا نہیں ہوگا جو اس کی ترجمانی کرے (بلکہ اللہ تعالیٰ ڈائریکٹ اس سے گفتگو کرے گا)

پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تیری طرف رسول نہیں بھیجا تھا جس نے تجھے تبلیغ کی تھی؟ تو وہ کہے گا اے اللہ ضرور ایسا ہوا تھا تو اللہ فرمائے گا کیا میں نے تجھے مال اور اولاد عطا نہیں کی تھی؟ اور تجھ پر اپنا فضل نہیں کیا تھا؟

تو وہ کہے گا کیوں نہیں پھر وہ اپنے دائیں بائیں جہنم کے علاوہ کوئی چیز نہیں دیکھ رہا ہوگا۔

حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا:

«اِتَّقُوا النَّارَ وَ لَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ»

''کہ اپنے کو جہنم سے بچاؤ اگرچہ کھجور کے دانے کے کچھ حصے (کے صدقہ کرنے) سے ہی ہو''

حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے (اپنی آنکھوں سے) وہ عورت دیکھی جو حیرہ سے اکیلی آئی اور بیت اللہ کا طواف کیا اور (پورے راستہ میں) اسے اللہ کے علاوہ کسی چیز کا خوف نہیں تھا۔

اور جن مجاہدین نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کیے میں بھی ان میں شامل تھا اگر تمھاری زندگی لمبی ہوگئی تو تم دیکھ لوگے جو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص مٹھی بھر سونا چاندی لے کر نکلے گا کہ کوئی اسے قبول کر لے لیکن اسے ایسا شخص نہیں ملے گا جو سونا چاندی قبول کر لے۔

(بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام رقم: ٣٥٩٥)

فائدہ= صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں غیر اللہ کا خوف جاتا رہا اور کسریٰ کے خزانے تقسیم ہوئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں مال کی فراوانی ہوئی تھی اور قیامت کے قریب بھی ایسا موقع آئے گا۔

((......27......))

فتنوں کی کثرت ہوگی:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کسی قلعے سے (مدینہ کی طرف) جھانکا اور فرمایا کہ کیا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں تم بھی دیکھ رہے ہو؟

پھر ارشاد فرمایا:

«اِنِّیْ اَرَی الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُیُوْتِکُمْ مَوَاقِعَ الْقَطْرِ»

''میں تمھارے گھروں میں اس طرح فتنے گرتے دیکھ رہا ہوں جیسے بارش کے قطرے گرتے ہیں (یعنی کثرت سے فتنے گر رہے ہیں)

(بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ: ٣٥٩٧)

فائدہ=حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ایام میں اور ان کی شہادت کے بعد فتنے عروج کو پہنچے جو آج تک موجود ہیں۔

((......28......))

انصار کے مقابلے میں دوسرے لوگوں کو ترجیح:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (انصار کے متعلق) فرمایا:

«سَتَكُونُ أَثَرَةٌ وَ أُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا ...... الخ»

"عنقریب تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی اور ایسے معاملات ہوں گے جنھیں تم برا مناؤ گے انصار نے عرض کی یا رسول اللہ! (ایسے حالات میں) آپ ہمیں کیا حکم فرمانا چاہتے ہیں؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«تُؤَدُّونَ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْكُمْ وَ تَسْأَلُونَ اللّٰهَ الَّذِي لَكُمْ»

"تم اپنے ذمہ حقوق کو ادا کرتے رہنا اور تمھارے حقوق (جنھیں وقت کے حکمران ادا نہیں کریں گے) ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا۔"

(بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ:۳۶۰۳)

فائدہ=حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بعد انصار پر دوسرے لوگوں کو ترجیح دی گئی۔

((......29......))

امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو قریش کے حکمران تباہ کریں گے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے (وقت کے حکمران مروان سے) فرمایا کہ میں نے صادق مصدوق (یعنی سچے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«هَلَاكُ أُمَّتِي عَلٰى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ...... الخ»

''میری امت کی بربادی قریش کے لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی۔''

مروان نے کہا لڑکے؟ (امت محمدیہ ﷺ کو تباہ کریں گے؟) تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«اِنْ شِئْتَ اَنْ اُسَمِّيَهُمْ بَنِيْ فُلَانٍ وَ بَنِيْ فُلَانٍ»

''اگر آپ چاہیں تو میں ان کے نام بھی لے سکتا ہوں۔''

(بخاری ، کتاب المناقب ، باب علامات النبوة: ٣٦٠٥)

فائدہ= امت اسلامیہ کی تباہی قریش کے ناتجربہ کار سربراہوں کے ذریعے ہوئی۔ اور امت آج تک اس کا خمیازہ بھگت رہی ہے۔

((...... 30 ...... تا ...... 36 ......))

خوارج کے متعلق سات پیش گوئیاں:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کے پاس موجود تھے آپ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے اتنے میں بنوتمیم کا ایک شخص ذوالخویصر آیا جس کی آنکھیں دھنسی ہوئیں اور اس کا سر مونڈا ہوا تھا اور داڑھی گھنی تھی اس نے کہا یارسول اللہ! آپ انصاف سے کام لیں۔

(یہ سن کر آپ ﷺ غصے ہو گئے اور) فرمایا:

«وَيْلَكَ وَ مَنْ يَّعْدِلُ اِذَا لَمْ اَعْدِلُ قَدْ خِبْتَ وَ خَسِرْتَ اِنْ لَّمْ اَكُنْ اَعْدِلُ»

''تیری بربادی ہو اگر میں انصاف نہیں کر رہا تو پھر انصاف کون کرے گا؟ تو ناکام اور خسارے والا ہو اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو پھر انصاف کرے گا کون؟''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ مجھے اجازت تو دیں اس منافق کی گردن تن سے جدا کر دیتا ہوں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ......آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ إِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلِ بَضْعَةٍ تَدَرْدَرُ وَ يَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ»

''اسے چھوڑ دو (ایک وقت آئے گا کہ) اس کے کچھ ساتھی ہوں گے جن کے مقابلے میں آپ اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے مقابلے میں اپنے روزوں کو حقیر سمجھو گے (بہت اچھی اور کثرت سے نمازیں پڑھیں گے اور کثرت سے روزے رکھیں گے) اور وہ قرآن تو پڑھیں گے لیکن وہ ان کی گردنوں سے نیچے نہیں اترے گا (یعنی اس میں خلوص نہیں ہوگا)

وہ (دیندار ہوتے ہوئے بھی) دین سے ایسے کراس ہوجائیں گے جیسے تیر شکار سے آر پار ہو جاتا ہے (اتنی تیزی سے باہر نکل جاتا ہے کہ) نہ تو تیر کے پھل پر خون لگتا ہے اور نہ تیر کے پٹھے پر اور نہ پیکان پر اور نہ قُذَذْ پر اور وہ خون اور گوبر سے سبقت لے جاتا ہے (یعنی وہ بے معنی اور فضول مسلمان ہونگے ان کا تعلق دین سے ہونے کے باوجود کوئی تعلق نہیں ہوگا)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس (قوم) کی نشانی یہ ہوگی کہ ان میں سیاہ رنگ کا ایک

شخص ہوگا جس کا ایک بازو عورت کے پستان یا گوشت کے ٹکڑے جیسا ہوگا جو حرکت کرتا ہوگا (یہ ان کے قائد کی علامت کا بیان ہے)

اور وہ اس وقت معرض وجود میں آئیں گے جب مسلمانوں کا اختلاف ہوگا۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث نبی رحمت ﷺ سے سنی تھی اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑائی کی تھی اور میں (اس جنگ میں) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔

چنانچہ (جنگ کے اختتام پر اس شخص کو تلاش کرنے کا) حکم دیا گیا اور اسے تلاش کرلیا گیا اور اس میں نبی ﷺ کی بیان کردہ نشانیاں موجود تھیں۔

(المناقب باب علامات النبوة السلام۔ رقم: ۳٦١٠)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بخاری ہی کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ انھوں نے فرمایا جب میں تمھیں کوئی حدیث نبی ﷺ سے بیان کروں اور میں اس میں اللہ کے نبی ﷺ پر جھوٹ بولوں تو اس سے مجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ میں آسمان سے زمین پر گر پڑوں (یعنی آسمان سے زمین پر گرنا یہ اتنا نقصان دہ نہیں جتنا کہ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنا نقصان دہ ہوتا ہے۔)

البتہ جب میں تم سے ایسی بات کہوں جو حقیقت پر مبنی نہ ہو تو نبی ﷺ کی اس حدیث کے مطابق ہوگا:

«اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ»

''جنگ ایک دھوکہ ہے۔''

(یعنی جنگی حکمت عملی میں جھوٹ بولنا گناہ نہیں ہے لیکن نبی ﷺ پر جھوٹ بولنا گناہ ہے) میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا:

«يَأْتِيْ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَاءُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ

يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا تُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَاَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ»

''آخر زمانہ میں ایسی قوم رونما ہوگی جو نوجوانوں پر مشتمل ہوگی وہ عقلاً بے وقوف ہوں گے وہ بات تو اچھی کریں گے لیکن وہ دین سے اس طرح گزر جائیں گے جیسے تیر شکار سے گزر جاتا ہے ان کا ایمان ان کی گردنوں سے نیچے (دل میں) نہیں جائے گا ان کو تم جہاں ملو تو انھیں قتل کر ڈالو کیونکہ ان کے قتل کرنے والے کو قیامت کے دن اجر ملے گا۔

(بخاری ، کتاب المناقب ، باب علامات النبوة فی الاسلام رقم: ٣٦١١)

اس حدیث کی تفصیل ایک روایت میں اس طرح ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے سونے کا ایک ٹکڑا صاف چمڑے کے ٹکڑے میں بھیجا جس پر سے مٹی کو بھی صاف نہیں کیا گیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چار افراد میں تقسیم کردیا یعنی عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس۔ زید الخیل ، چوتھا شخص علقمہ ہے یا عامر بن طفیل ہے۔

(مجلس کے افراد میں سے) ایک شخص بولا کہ اس سونے کے ان لوگوں سے زیادہ ہم حق دار ہیں۔

اس بات کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم مجھے امین (امانت دار) نہیں سمجھتے حالانکہ میں آسمانوں والے رب کا امین ہوں میرے پاس صبح شام آسمان سے خبریں آتی ہیں۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کھڑا ہوگیا جس کی آنکھیں دھنسی ہوئیں اور رخسار اور پیشانی ابھری ہوئی تھی اور داڑھی گھنی تھی اور سر مونڈا ہوا تھا اور

چادر اونچی تھی اس نے کہا یا رسول اللہ! اللہ سے ڈرو (اور انصاف کرو)

تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تیری بربادی ہو کیا میں زمین کے باسیوں میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا نہیں ہوں؟

جب وہ شخص چلا جا رہا تھا اور آپ ﷺ غصے سے اسے دیکھ رہے تھے تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہاں جا کر اس کی گردن نہ اڑا دوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَا لَعَلَّهُ اَنْ يَّكُوْنَ يُصَلِّىْ»

''نہیں شاید وہ نماز پڑھتا ہو۔''

حضرت خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کتنے نمازی ایسے ہوتے ہیں جو اپنی زبان سے وہ کچھ کہہ ڈالتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتا۔ (یعنی منافق ہوتے ہیں)

نبی ﷺ نے فرمایا:

«اِنِّىْ لَمْ اُوْمَرْ اَنْ اُنَقِّبَ عَنْ قُلُوْبِ النَّاسِ وَ لَا اَشُقَّ بُطُوْنَهُمْ»

''مجھے یہ حکم نہیں ہے کہ میں لوگوں کے دلوں میں نقب زنی (یعنی کھوج) لگاؤں اور ان کے پیٹوں (یعنی دلوں) کو پھاڑوں۔''

اس شخص کو نبی ﷺ غصے سے دیکھ رہے تھے اس حالت میں آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اس کی نسل سے ایک قوم نکلے گی جو قرآن کو مزے سے پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے ایسے پار ہو جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا آپ ﷺ کے الفاظ تو مجھے یاد نہیں لیکن ان کا مقصد یہ تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں ان

کے زمانے کو پاؤں تو انھیں ایسے قتل کروں جیسے ثمود (قوم کے کفار) کو قتل کیا جانا چاہیے۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِي هٰذَا قَوْمًا يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْإِسْلَامِ وَ يَدْعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ »

''اس کی نسل سے ایک ایسی قوم پیدا ہو گی جو قرآن تو پڑھیں گے لیکن ان کی ہنسلیوں سے نیچے نہیں اترے گا وہ اسلام سے ایسے آر پار ہو جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے وہ مسلمانوں کو قتل کرنے کے درپے ہوں گے لیکن بتوں کے پجاری (کافروں) کو کچھ نہیں کہیں گے اگر میں انھیں پالوں تو انھیں قوم عاد (کے کفار کو قتل کرنے) کی طرح قتل کر ڈالوں۔''

(المغازی باب بعث علی بنابی طالب و خالد...... رقم: ٤٣٥١)

فائدہ= آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق حدیث میں مذکور صفات والی جماعت پیدا ہوئی جنھیں خوارج کہا جاتا ہے۔

① ان کی اکثریت بے وقوف نوجوانوں پر مشتمل تھی۔

② بہت اچھی نمازیں اور کثرت کے روزے رکھنا قرآن کی عمدہ تلاوت کرنا یہ ان میں صفات موجود تھیں۔

③ قرآن سے انہیں اللہ کی رضا حاصل نہیں تھی۔

④ دین دار ہوتے ہوئے بھی بے دین تھے۔

5. ان کا بازو کٹا قائد مرا ہوا مل گیا۔
6. صحابہ کرام کے سیاسی اختلاف کے موقع پر یہ گروہ نکلا تھا۔
7. صحابہ سے ان کو دشمنی تھی لیکن کفار کو امن کے پروانے دیا کرتے تھے۔

((...... 37 ......))

اسلام میں فرقہ بندی اور اسلام کا عروج و زوال:

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دوسرے لوگ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق پوچھا کرتے تھے جب کہ میں شر کے متعلق پوچھا کرتا تھا کہ کہیں مجھے وہ شر نہ پہنچ جائے۔ چنانچہ ایک دن میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ ! ہم جاہلیت اور شر میں تھے اور اللہ تعالیٰ ہمارے پاس یہ (اسلام کی) خیر لایا کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں

میں نے عرض کیا اس شر کے بعد خیر آئے گی ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں لیکن اس بھلائی میں دھواں ہوگا (یعنی خالص بھلائی نہیں ہوگی)

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! دھویں سے کیا مراد ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک قوم میری سیرت اور راہنمائی کے علاوہ سیرت کو اپنا لے گی آپ کچھ چیزیں ان میں اچھی دیکھیں گے جب کہ کچھ غلط بھی دیکھیں گے۔

میں نے عرض کی یا رسول اللہ! اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہو گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں کچھ (لوگ) جہنم کے دروازوں پر بلانے والے ہوں گے جو ان کی بات کو مان لے گا تو وہ اسے جہنم میں ڈال دیں گے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ان کی صفت (اور نشانی) بیان فرمائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ہماری قوم سے ہوں گے ہماری زبان بولیں گے۔ میں نے کہا اگر یہ

زمانہ میری زندگی میں آ جائے تو آپ ﷺ مجھے کیا حکم فرمائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

«تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ اِمَامَهُمْ»

''آپ نے جماعت المسلمین اور ان کے امام کو لازم کیے رکھنا ہے۔''

(امام سے مراد مسلمانوں کا خلیفہ اور جماعت المسلمین سے مراد خلیفے کا ساتھ دینے والی پارٹی ہے اس جماعت المسلمین سے مراد کراچی کے سمندر کے کنارے پر بنائی جانے والی مسعود احمد کی لونڈی جماعت المسلمین نہیں ہے کیونکہ ایسی جماعت المسلمین کا قرون اولیٰ میں کوئی تصور نہیں ہے۔)

میں نے کہا اگر (اس وقت) نہ خلیفہ ہو اور نہ ہی اس کی پارٹی تو (کیا حکم ہے؟)

آپ ﷺ نے فرمایا:

«فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَ لَوْ اَنْ تَعَضَّ بِاَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَ اَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ»

''پھر ان تمام پارٹیوں سے علیحدگی اختیار کیے رکھنا اگرچہ تجھے درخت کی جڑیں چبانی پڑیں (یعنی جنگل کی اور علیحدگی کی زندگی بسر کرنا لیکن ان پارٹیوں کا ساتھ نہ دینا) یہاں تک کہ تجھے موت آ جائے۔''

(بخاری کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، رقم: ۳۶۰۶)

فائدہ= خلافت و امارت کے مقابلے میں فتنے اٹھتے رہے اور رسول ﷺ کے متبعین نے تمام گروہوں کو رد کر دیا چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے والے گروہوں کے مقابلے میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا اور ان کے خلاف لڑنے والوں سے علیحدہ رہے۔

((...... 38 ......))

مثالی امن قائم ہو جائے گا:

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے سائے میں چادر کی ٹیک لگائے بیٹھے تھے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے (کفار کے ظلم و تشدد کی) شکایت کرتے ہوئے عرض کیا:

« اَلَا تَسۡتَنۡصِرُ لَنَا اَلَا تَدۡعُوۡا لَنَا »

"کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے (اللہ تعالیٰ سے) مدد طلب نہیں کرتے کیا آپ ہمارے لیے دعا نہیں فرماتے۔"

(اللہ تعالیٰ ہمیں ان مصیبتوں سے نجات عطا فرما دے)

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« كَانَ الرَّجُلُ فِيمَنۡ قَبۡلَكُمۡ يُحۡفَرُ لَهٗ فِي الۡاَرۡضِ فَيُجۡعَلُ فِيهَا فَيُجَاءُ بِالۡمِنۡشَارِ فَيُوۡضَعُ عَلٰى رَأۡسِهٖ »

"تم سے پہلے والے لوگوں میں ایسے لوگ بھی تھے کہ (اللہ کے دین کو قبول کرنے کے نتیجے میں) ان کے لیے زمین میں گڑھے کھودے جاتے انھیں ان میں کھڑا کیا جاتا اور آرا ان کے سروں پر رکھ کر انھیں دو ٹکڑے کر دیا جاتا۔"

(لیکن اتنا بڑا ظلم بھی انھیں) اللہ کے دین سے نہیں ہٹا سکتا تھا اور ان کے جسموں پر لوہے کی کنگھیاں پھیر کر ان کی ہڈیوں سے گوشت اور پٹھے الگ کر دیے جاتے تھے۔ پھر فرمایا:

« وَاللّٰهِ لَيُتِمَّنَّ هٰذَا الۡاَمۡرُ حَتّٰى يَسِيۡرَ الرَّاكِبُ مِنۡ صَنۡعَاءَ

اِلٰی حَضْرِ مَوْتَ لَا یَخَافُ اِلَّا اللّٰہَ ﴾

''اللہ کی قسم دین اسلام کامل ہو کر رہے گا یہاں تک کہ کوئی سوار یمن کے شہر صنعاء سے حضرت موت (شہر تک) جائے گا اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوگا۔''

یا آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ اَلذِّئْبَ عَلٰی غَنَمِهٖ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴾

''بکری پر بھیڑیے کا خطرہ نہیں رہے گا (یعنی آج کے موجودہ خطرات اور خوف ختم ہو جائیں گے اور امن کا دور دورہ ہو جائے گا) لیکن تم جلدی بازی کرتے ہو۔''

(بخاری، کتاب المناقب باب علامات النبوة فی الاسلام: ٣٦١٢)

فائدہ= اسلام مکمل ہوا اور مثالی امن بھی قائم ہوا اس پر اپنے اور مخالف سب گواہ ہیں۔

((...... 39 ...... 40 ......))

دو جھوٹے نبی ظاہر ہوئے اور وہ برباد ہوئے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی ﷺ کی زندگی میں مسیلمہ کذاب مدینہ منورہ میں آیا اور کہنے لگا کہ اگر محمد ﷺ نے اپنے بعد نبوت مجھے عطا کردی تو میں آپ ﷺ کی اتباع کرلوں گا جب کہ مسیلمہ کذاب اپنی قوم کے بہت لوگ دربار رسالت میں لے کر حاضر ہوا تھا (جب آپ ﷺ کو اس کے عزائم کا علم ہوا تو) آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے اس وقت آپ کے ساتھ ثابت بن قیس تھے اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی کا ایک ٹکڑا تھا آپ ﷺ مسیلمہ کے پاس کھڑے ہو گئے جب کہ وہ اپنے لوگوں میں بیٹھا تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَوْ سَأَلْتَنِیْ هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا اَعْطَیْتُکَهَا وَ لَنْ تَعْدُ وَ اَمْرَ اللّٰهِ فِیْكَ وَ لَئِنْ اَدْبَرْتَ لَیَعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ...... »

''اے مسیلمہ نبوت تو عظیم چیز ہے) لیکن اگر تو مجھ سے کھجور کی چھڑی کا یہ ٹکڑا بھی مانگے تو میں تجھے وہ بھی نہیں دوں گا اللہ تعالیٰ نے تیرے بارے میں جو فیصلہ کردیا ہے اس سے تو آگے نہیں بڑھ سکے گا (وہ اللہ کے علم میں کافر جھوٹا اور تباہ ہونے والا تھا) اگر تو پیٹھ دے گا (میری تعلیم کو نہیں مانے گا) تو اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کردے گا۔''

اور میں سمجھتا ہوں جو شخص مجھے خواب میں دکھایا گیا وہ تو ہی ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا میں نے خواب میں اپنے ہاتھوں پر سونے کے دو کنگن دیکھے مجھے انھوں نے پریشان کردیا تو اللہ تعالیٰ نے خواب میں مجھے وحی کی کہ ان کو پھونک مارو میں نے پھونک ماری تو وہ دونوں اڑ گئے اس کی تعبیر میں یہ دیتا ہوں کہ:

«کَذَّابَیْنِ یَخْرُجَانِ بَعْدِیْ فَکَانَ اَحَدُهُمَا الْعَنَسِیُّ وَالْاٰخَر مُسَیْلَمَةُ »

''دو جھوٹے (نبی) میرے بعد نکلیں گے ایک ان میں سے مسیلمہ اور دوسرا اسود عنسی ہے۔''

(بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، رقم: ۳۶۲۱۔۳۶۲۰)

((...... 41 ......))

قالین کے متعلق پیش گوئی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«هَلْ لَكُمْ مِنْ أَنْمَاطٍ قُلْتُ أَنَّى يَكُونُ لَنَا الْأَنْمَاطُ قَالَ أَمَا إِنَّهُ سَتَكُونُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ»

”کیا تمھارے پاس قالین ہیں؟ میں نے کہا ہمارے ہاں قالین کہاں؟“

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَمَا إِنَّهُ سَيَكُونُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ»

”عنقریب تمھارے پاس قالین ہوں گے۔“

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی بیوی سے کہتا ہوں کہ مجھ سے اپنے قالین ہٹا دو تو وہ کہتی ہے کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا تھا کہ تمھارے پاس قالین ہوں گے (یہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سن کر) میں چھوڑ دیتا ہوں)

(بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ، رقم: ۳۶۳۱)

((...... 42 ......))

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کی طرف اشارہ:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں لوگوں کو ایک میدان میں جمع دیکھا اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے انھوں نے (کنویں سے) ایک یا دو ڈول کھینچے۔

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں شک کے بغیر دو ڈول کا ذکر موجود ہے)

ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پانی کھینچنے میں کچھ کمزوری تھی (پھر آپ ﷺ نے دعا کرتے ہوئے) فرمایا:

«وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ»

''اللہ تعالیٰ انھیں بخش دے۔''

پھر ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ڈول لے لیا اور پانی کھینچنے لگے دیکھتے ہی دیکھتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ڈول بڑا ہو گیا میں نے کوئی طاقت ور شخص نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح پانی کھینچتا ہو انھوں نے اتنا پانی کھینچا کہ لوگ چلے گئے۔

(بخاری، کتاب المناقب، باب فضائل ابی بکرؓ و فضائل عمرؓ: ۳۶۳۴)

فائدہ= ابو بکر رضی اللہ عنہ جسمانی لحاظ سے کمزور تھے لیکن آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے ان کی خلافت کے کارنامے بعد کی خلافتوں کے لیے عظیم راہنما ثابت ہوئے اور ڈول کھینچنے سے مراد خلافت چلانا ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دو ڈولوں سے مراد دو سالہ دورِ خلافت ہے۔

((...... 43 ......))

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر آزمائشیں آئیں:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے گھر پر وضوء کیا اور میں نے کہا کہ آج میں پورا دن نبی ﷺ کے ساتھ گزاروں گا چنانچہ میں مسجد نبوی میں آ گیا اور نبی ﷺ کے متعلق پوچھا لوگوں نے کہا کہ آپ ﷺ اس طرف کو نکلے ہیں میں آپ ﷺ کے قدموں کو دیکھتے ہوئے آپ ﷺ کے پیچھے نکل پڑا اور ہر ملنے والے سے آپ ﷺ کے متعلق دریافت کرتا چلا گیا حتی کہ آپ ﷺ اریس نامی کنویں کے (احاطے میں) پہنچ گئے۔

میں دروازے کے پاس بیٹھ گیا اور اس کا دروازہ کھجور کی چھڑیوں کا بنا ہوا تھا

آپ ﷺ نے اپنی ضرورت پوری کی اور وضو کیا اور میں بھی آپ ﷺ کے پاس کھڑا ہو گیا اور آپ ﷺ اریس کنویں کے چبوترے کے درمیان بیٹھ گئے اور اپنی پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا لیا اور انھیں کنویں میں لٹکا دیا۔

میں نے جا کر آپ ﷺ کو سلام عرض کیا پھر واپس دروازے پر جا بیٹھا اور (دل میں) کہا آج میں نبی ﷺ کا دربان بنوں گا۔

اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے دروازے کو دھکا دیا میں نے کہا کون ہے؟

انھوں نے کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہوں میں نے کہا: تھوڑی دیر ٹھہرو پھر میں نے کہا یا رسول اللہ ! حضرت ابو بکر اجازت مانگتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

«اِئْذَنْ لَهُ وَ بَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ»

''انھیں اندر آنے کی اجازت کے ساتھ ساتھ جنت کی بشارت بھی دو۔''

چنانچہ میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا اندر چلے آؤ اور آپ ﷺ آپ کو جنت کی بشارت دے رہے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر آئے اور نبی ﷺ کی دائیں طرف (کنویں کے) چبوترے پر بیٹھ گئے اور انھوں نے بھی اپنی ٹانگیں کنویں میں لٹکا دیں اور نبی ﷺ کی طرح اپنی پنڈلیاں ننگی کر دیں۔

پھر میں دروازے کی طرف لوٹ آیا اور میں اپنے بھائی کو چھوڑ آیا تھا کہ وہ وضو کرکے میرے پاس آجائے گا تو میں نے (دل میں) کہا اگر اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی سے بھلائی کا ارادہ کیا ہے تو وہ اسے یہاں لائے گا (تاکہ اسے بھی جنت کی بشارت مل جائے) اتنے میں ایک اور شخص آ گیا جو دروازے کو ہلا رہا تھا میں نے دریافت کیا کون ہے؟ اس نے کہا میں عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) ہوں میں نے کہا تھوڑا!

ٹھہرو پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا سلام کیا اور عرض کی کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اندر آنے کی) اجازت مانگ رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: انھیں اجازت دے دو اور ساتھ جنت کی بشارت بھی سنا دو۔

چنانچہ میں نے آ کر ان سے کہا اندر آ جاؤ اور نبی کریم ﷺ آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں اب وہ بھی اندر آ گئے اور نبی ﷺ کی بائیں طرف کنویں میں ٹانگیں لٹکائیں اور پنڈلیاں ننگی کر دیں پھر میں دروازے پر آ بیٹھا اور اپنے بھائی کے متعلق باغ میں آنے کی خواہش کی۔

پھر ایک اور شخص آ گیا جو دروازے کو ہلا رہا تھا میں نے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہوں میں نے کہا ٹھہرو اور میں نبی ﷺ کے پاس چلا آیا اور آپ ﷺ کو خبر دی (کہ عثمان رضی اللہ عنہ آئے ہیں)

آپ ﷺ نے فرمایا:

«اِئْذَنْ لَهٗ وَ بَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهٗ»

"انھیں اجازت کے ساتھ جنت کی بشارت دو لیکن انھیں مصیبت پہنچے گی۔" (اور اس پر صبر کرنے کے بعد جنت ملے گی)

میں نے آ کر ان سے کہا اندر آ جاؤ اور نبی ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے لیکن آپ کو بہت بڑی مصیبت بھی پہنچے گی۔

(ایک روایت میں ہے کہ) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر الحمد للہ کہا اور فرمایا:

«اَللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ»

"کہ اللہ ہی مدد کرے گا۔"

پھر عثمان رضی اللہ عنہ اندر آئے جب کہ چبوترہ پر ہو چکا تھا تو نبی ﷺ کے سامنے دوسری طرف (چبوترے پر) بیٹھ گئے۔

حضرت سعید بن میسب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (بیٹھنے کی اس کیفیت) سے مراد ان کی قبریں ہیں (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے دائیں بائیں جب کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ سے الگ مدفون ہیں)

(بخاری کتاب المناقب بقول النبی ﷺ لو کنت متخذاً خلیلا کاذیلی باب، رقم ٣٦٧٤)

فائدہ=حضرت عثمان جہاد میں اپنا مال لٹانے والے تھے اور مسجد نبوی کی جگہ اور بئر معونہ نامی میٹھا کنواں خرید کر وقف کیا لیکن انھیں ظالموں نے صرف خلافت سے نہ ہٹایا بلکہ بے دردی سے شہید کر دیا۔ (رضی اللہ عنہ)

((...... 44 ......))

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی شادی ہوئی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے کہا یا رسول اللہ! میں جوان مرد ہوں اور مجھے اپنے اوپر بدکاری کا خطرہ ہے اور میرے پاس نکاح کرنے کی استطاعت نہیں ہے۔

آپ ﷺ خاموش ہو گئے پھر میں نے دوبارہ عرض کی لیکن آپ ﷺ پھر بھی خاموش ہو گئے جب تیسری بار تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! جس چیز کو تو ملنے والا ہے (اسے تقدیر کا قلم لکھ کر) خشک ہو چکا ہے (اب وہی کچھ ملنے والا ہے جو قلم نے لکھ دیا) اب چاہے تو خصی ہو جا یا (اس خیال کو) ترک کر دے۔

(بخاری، کتاب النکاح، باب ما یکرہ من التبتل والخصاء)

فائدہ=حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خصی ہونے کی اجازت مانگ رہے تھے لیکن اللہ نے انھیں زندہ رکھا اور انھوں نے شادی بھی کی تھی۔ اَللّٰہُ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ

((...... 45 ......))

فتنوں کی کثرت اور ان میں کشش ہوگی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« سَتَكُونُ فِتَنٌ اَلْقَاعِدُ خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ فِيهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ...... الخ»

''عنقریب فتنے ہوں گے ان فتنوں میں بیٹھا شخص کھڑے شخص سے بہتر ہوگا اور کھڑا شخص چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا جو شخص ان فتنوں کو دور سے جھانک کر دیکھے گا تو وہ فتنے اسے پھنسا لیں گے۔''

اور جو شخص (ان فتنوں سے بچنے کے لیے) کوئی جائے پناہ پائے تو وہاں پناہ لے لے۔ (بخاری کتاب الفتن، باب تکون فتنة القاعد ......رقم: ۷۰۸۱)

فائدہ= دورِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں فتنے عام ہو گئے تھے اور وہ تسلسل کے ساتھ اب بھی موجود ہیں۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث سے واضح ہوتا ہے۔

((...... 46 ......))

ہر آنے والا وقت سابقہ وقت سے بدتر ہوگا:

حضرت زبیر بن عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس حجاج کے مظالم کا شکوہ کیا تو انھوں نے فرمایا:

« اِصْبِرُوْا فَاِنَّهٗ لَا يَأْتِيْ عَلَيْكُمْ زَمَانٌ اِلَّا وَالَّذِيْ بَعْدَهٗ شَرٌّ مِّنْهُ حَتّٰى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ »

''صبر کرتے رہو کیونکہ تمھارے پاس ہر آنے والا دور پچھلے دور سے بدتر ہوگا یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جا ملو۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ بات میں نے تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔

(بخاری کتاب الفتن باب لا یأتی زمان...... رقم ۷۶۰۸، باب :٦)

فائدہ= آج ہم بھی مشاہدہ کر رہے ہیں کہ ہر آنے والا وقت پچھلے سے بدتر ہے۔

((...... 47 ......))

لوگ حکومت مل جانے کا لالچ کریں گے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اِنَّکُم سَتَحرِصُونَ عَلَی الْاِمَارَۃِ وَ سَتَکُونُ نَدَامَۃٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ »

''تم امیر بننے کا حرص کرو گے حالانکہ قیامت کے دن وہ ندامت کا سامان ہوگی دودھ پلانے والی اچھی ہے اور دودھ چھڑانے والی بری ہے۔''

(یعنی امارت اور عہدے میں تو مزہ ہے لیکن معزولی تکلیف دہ)

(بخاری ، کتاب الاحکام، باب ما یکرہ من الحرص علی الامارۃ رقم :۷۱٤۸)

فائدہ= پہلے زمانوں میں لوگ صرف عہدے کا لالچ کیا کرتے تھے لیکن آج بہت بڑی رقم خرچ کر کے عہدہ لیتے ہیں پھر غریبوں کا خون چوستے ہیں۔ وہ غضب الٰہی کے مستحق ہیں۔

((...... 49 ...... 48 ......))

حکومت و خلافت قریش میں رہی اور بارہ خلفاء تک اسلام غالب رہا:

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچی کہ عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ عرب کا بادشاہ ایک قحطانی ہوگا تو

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ غصے میں آ گئے اور کھڑے ہو گئے اللہ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا کہ:

"مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں جو نہ تو قرآن میں ہیں اور نہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں (یاد رکھو) یہ لوگ جاہل ہیں تم ان خواہشات سے بچ کر رہو جو گمراہ کر دیتی ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ فِیْ قُرَیْشٍ لَایُعَادِیْهِمْ اَحَدٌ اِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰی وَجْهِهٖ مَا اَقَامُوا الدِّیْنَ...... الخ »

"حکومت قریش میں رہے گی جو ان سے دشمنی کرے گا جب کہ وہ (قریش) دین کو قائم کیے ہوئے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل الٹا کر دے گا۔" (بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب قریش رقم ۳۵۰۰)

ایک روایت میں ہے:

« لَا یَزَالُ هٰذَا الْاَمْرُ عَزِیْزًا اِلَی اثْنَیْ عَشَرَ خَلِیْفَةً...... كُلُّهُمْ مِنْ قُرَیْشٍ »مسلم، کتاب الامارة باب الناس تبع لقریش رقم (۱۸۲۱)

"بارہ خلیفوں تک اسلام غالب رہے گا اور وہ تمام خلفاء قریشی ہوں گے۔"

فائدہ = تاریخ گواہ ہے کہ تمام خلفاء قریشی ہی تھے اور بارہ خلفاء تک اسلام غالب رہا تھا۔

((...... 50 ...... 51 ......))

مصر کی فتح اور دو شخصوں کا معمول زمین پر جھگڑا:

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اِنَّكُمْ سَتَفْتَحُوْنَ اَرْضًا یُذْكَرُ فِیْهَا الْقِیْرَاطُ فَاسْتَوْصُوْا بِاَهْلِهَا

خَيْرًا فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَّ رِحْمًا فَإِذَا رَأَيْتُمْ رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ فِي مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَاخْرُجْ مِنْهَا»

''تم عنقریب مصر فتح کرلو گے وہ ایسی زمین ہے جس میں قیراط کا لفظ استعمال ہوتا ہے جب تم مصر فتح کروتو وہاں کے مقامی لوگوں سے اچھا سلوک کرنا کیونکہ ان کے لیے ذمہ (عزت وحق) اور رشتہ داری ہے (کیونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ماں مصر سے تعلق رکھتی تھیں)''

(اے ابو ذر! جب آپ وہاں دو آدمیوں کو دیکھیں کہ وہ ایک اینٹ کے برابر جگہ پرلڑ رہے ہیں تو مصر سے نکل جانا۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے (مصر کی فتح کے وقت) عبد الرحمن بن شرحبیل اوران کے بھائی ربیعہ رضی اللہ عنہما کو ایک اینٹ کے برابر جگہ پر لڑتے دیکھا تو میں وہاں سے نکل گیا۔

(مسلم كتاب الفضائل باب وصية النبي صلى الله عليه وسلم باهل مصر، رقم٢٥٤٣)

((...... 52 ......))

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یمن کے قبائل آتے تھےتو ان سے پوچھا کرتے تھے کہ کیا تم میں سے کوئی اویس بن عامر ہے؟

حتی کہ (وہ موقع آ گیا کہ) وہ اویس کے پاس جا پہنچے اور پوچھا کہ اویس بن عامر آپ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ کا تعلق قرن قبیلے کے مراد گھرانے سے ہے؟ انھوں نے کہا ہاں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا آپ کو برص کی بیماری تھی جو ٹھیک ہوگئی اور صرف ایک درہم کے برابر رہ گئی ہے؟

انھوں نے کہا ہاں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا تمھاری والدہ بھی ہے ؟ انھوں نے کہا ہاں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تھا:

«يَأْتِي عَلَيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادِ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ كَانَ بِهِ بَرَصٌ فَبَرَأَ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ»

''تمھارے پاس یمن کے قبائل میں اویس بن عامر (نامی شخص) آئیں گے جو قرن قبیلے کے مراد گھرانے سے تعلق رکھتے ہوں گے انھیں برص کی بیماری تھی (ان کی دعا کی بدولت) ایک درہم کے برابر کے علاوہ باقی برص ختم ہوگئی ان کی والدہ (زندہ) ہے جس سے وہ نیک سلوک کرتے ہیں وہ اللہ کے اتنے پیارے ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھالیں تو اللہ اسے پورا فرمادیتا ہے۔''

(اے عمر رضی اللہ عنہ!) اگر اس سے دعا کرا سکو تو کرا لینا۔

(اے اویس) اس لیے تم اللہ تعالیٰ سے (میرے لیے) بخشش مانگو۔

حضرت اویس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے مغفرت کردی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب کہاں جاؤ گے وہ بولے میں کوفہ جاؤں گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں آپ کو کوفہ کے گورنر کی طرف ایک خط نہ لکھ دوں (کہ وہ آپ کا خاص خیال رکھے؟)

حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ مسکین لوگوں میں رہوں۔ پھر جب دوسرا سال آیا تو کوفہ کے ایک سردار نے حج کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے ملے اور حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا میں اسے بوسیدہ گھر میں

چھوڑ کر آیا تھا اور اس کے پاس سامان بھی بہت تھوڑا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا کہ تمھارے پاس اویس بن عامر رضی اللہ عنہ یمن کے قبائل کے ساتھ آئیں گے جن کا تعلق قرن قبیلے کے مراد گھرانے سے ہوگا انھیں برص کا مرض تھا وہ ٹھیک ہو گیا صرف ایک درہم کی مقدار رہ گیا ہے۔ ان کی والدہ (زندہ) ہے وہ والدہ سے حسن سلوک کرتے ہیں وہ (اللہ کو اتنے پیارے ہیں کہ) اگر اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کی لاج رکھ لیتا ہے؟! اگر آپ اس سے بخشش کی دعا کرا سکتے ہوں تو کرا لینا۔

جب وہ سردار حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو ان سے دعا کرنے کی درخواست کی تو انھوں نے فرمایا آپ ابھی ابھی (حج کے) نیک سفر سے آئے ہیں اس لیے آپ میرے لیے دعا کرو لیکن اس شخص نے جب دوبارہ دعا کی درخواست کی تو حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (حج کے) نیک سفر سے آرہے ہو آپ دعا کرو پھر حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کہیں آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تو نہیں ملے تھے؟ اس شخص نے کہا ہاں بات تو اسی طرح ہے۔

تو حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔تب لوگوں کو حضرت اویس رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ معلوم ہوا۔ادھر حضرت اویس رضی اللہ عنہ (شہرت سے بچنے کے لیے) وہاں سے نکل کھڑے ہوئے۔

حضرت اسید بن جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت اویس رضی اللہ عنہ کو ایک عمدہ چادر پہنائی تھی جب بھی کوئی شخص وہ چادر پہنے دیکھتا تھا تو وہ کہہ اٹھتا کہ یہ (عمدہ) چادر حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے پاس کہاں سے آئی؟

(مسلم، کتاب الفضائل باب فضائل اویس القرنی: رقم ۲۵۴۲)

فائدہ= اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے متعلق بتائی ہوئی تمام باتیں سچ ہو کر سامنے آ گئیں۔

((...... 53 ...... 54 ......))

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اور وہ خلیفہ کے ساتھ ہونگے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ خندق کھود رہے تھے ان کے جسم پر مٹی پڑی ہوئی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا سر جھاڑتے ہوئے فرمایا:

«بُؤْسَ ابْنَ سُمَيَّةَ تَقْتُلُكَ فِئَةٌ بَاغِيَةٌ»

"ابن سمیہ (عمار) رضی اللہ عنہ پر بڑی مصیبت ہوگی (اے عمار!) آپ کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔"

(مسلم، کتاب الفتن، فصل فی قول صلی اللہ علیہ و سلم لعمار، رقم: ۲۹۱۵)

فائدہ= باغی سے مراد خلیفہ برحق کی مخالف جماعت ہے حضرت علی خلیفہ برحق تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی پارٹی ان کے مخالف تھے اور جنگ صفین میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے حامیوں نے حضرت عمار کو شہید کیا تھا جو کہ خلیفہ برحق کے باغی تھے۔

((...... 55 ......))

حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما شہید ہوئے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اُحد پہاڑ پر چڑھے تو اُحد نے حرکت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پاؤں مبارک پہاڑ پر مارا اور فرمایا:

«اُسْكُنْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَ صِدِّيْقٌ وَ شَهِيْدَانِ»

"اے اُحد ٹھہر جا تیرے اوپر اللہ کا نبی اور دو شہید ہیں۔"

(بخاری کتاب فضائل الصحابہ باب فضائل ابی بکر صدیق: رقم ٣٦٧٥)

((...... 56 ...... 57 ......))

عائشہ رضی اللہ عنہا کو حوأب (مقام) کے کتے بھونکنے اور لاشوں کے انبار:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے فرمایا بتاؤ تم میں سے وہ کون ہے جو گھنے بالوں والے اونٹ پر (سوار ہو کر) نکلے گی اور اسے (بصرہ کے علاقہ) حوأب کے کتے بھونکیں گے اور اس کے دائیں بائیں لاشوں کے ڈھیر لگے ہوں گے۔

(السلسلة الصحيحة ١/٤٧٤) ،ماخوذ از علامات قیامت،مصنف، مبشر حسن)

چنانچہ ایک وقت آیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر مسلمانوں کا اختلاف ہوگیا مسلمانوں کا ایک گروہ حضرت عائشہ کے ساتھ تھا اور آپ رضی اللہ عنہا ان کی قیادت فرما رہی تھیں حضرت عائشہ کا گزر جب بنو عامر کے محلے سے ہوا تو کتوں نے بھونکنا شروع کردیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یہ کونسا مقام ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مقام حوأب ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے واپس چلے جانا چاہیے۔

تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ واپس نہ جائیں بلکہ آپ آگے بڑھیں تاکہ لوگ آپ کو دیکھیں اور صلح کرلیں۔

لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اصرار کیا کہ مجھے واپس چلے جانا چاہیے کیونکہ میں نے نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنی بیویوں سے) کہا تھا اس وقت کیا کیفیت ہوگی جب تم میں سے کسی ایک پر حوأب مقام کے کتے بھونکیں گے؟۔

(مسند احمد ٦/١٢٠)

((...... 58 ...... 59 ...... 60 ......))

بارہ خلفاء تک اسلام غالب رہے گا خلافت نبوت کے نہج پر۔ پھر ظالم حکمران ہونگے:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا يَزَالُ هٰذَا الْاَمْرُ عَزِيْزًا اِلَى اَثْنَىْ عَشَرَ خَلِيْفَةً»

" قریش کے بارہ خلفاء (کی خلافت) تک اسلام غالب رہے گا۔"

(مسلم ، کتاب الامارۃ، باب الناس تبع لقریش رقم ۱۷۲۱)

اور مسند احمد کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا......»

" جب تک اللہ چاہے گا تم میں نبوت رہے گی پھر وہ اٹھ جائے گی پھر خلافت قائم ہو جائے گی جو نبوت کے طریقہ پر چلتی رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ ختم ہو جائے گی پھر اس کے بعد کاٹ کر کھانے والی (ظالم) بادشاہت قائم ہو جائے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ دور بھی ختم ہو جائے گا پھر جابرانہ بادشاہت کا دور آ جائے گا جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ بھی ختم ہو جائے گا پھر دوبارہ خلافت قائم ہو جائے گی۔"

(مسند احمد: ۲۷۳/٤ ،بحوالہ مشکوۃ باب الانذار والتحذیر)

ایک اور روایت میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اَلْخِلَافَةُ فِىْ اُمَّتِىْ ثَلٰثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ مُلْكٌ بَعْدَ ذٰلِكَ »

"میرے بعد تیس برس تک خلافت رہے گی۔"

(ترمذی، کتاب الفتن ، باب ما جاء فی الخلافۃ ، رقم: ۲۲۲٦)

(راوی نے تیس سال کو تقسیم کرتے ہوئے کہا ہے کہ) دو سال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اور دس برس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اور بارہ برس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور چھ برس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے۔(ترمذی ، کتاب الفتن، باب ما جاء فی الخلافة)

فائدہ = جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تھا ویسا ہوتا چلا آیا پہلے اسلام کا غلبہ تھا۔ خلافت نبوت کے نہج پر چلتی رہی ۔پھر ظالم حکمران آ گئے اور وہ آج تک موجود ہیں عنقریب جہاد کی برکت سے دوبارہ امارت خلافت قائم ہو گی۔ ان شاء اللہ

((...... 61 ...... 62 ......))

امانتداری کا خاتمہ بددیانت اور بیوقوف معاشرے کا معزز انسان سمجھا جاتا ہے:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو باتیں بیان فرمائی تھیں ان میں سے ایک،تو میں نے دیکھ لی ہے جب کہ دوسری کا منتظر ہوں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ......»

”امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ میں اتری پھر انھوں نے اس کو قرآن اور سنت سے بھی جانا۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس امانت کے اٹھ جانے کے متعلق بتایا کہ انسان سوئے گا اور اس کے دل سے امانت قبض کر لی جائے گی۔صرف تھوڑا سا نشان رہ جائے گا پھر سوئے گا تو امانت اس سے قبض کر لی جائے گی اس کا نشان اس آبلہ کی طرح رہ جائے گا کہ تو آگ کا انگارہ اپنے پاؤں پر لڑھکائے اور پاؤں پھول جائے تو اسے ابھرا ہوا دیکھ رہا ہو لیکن اسی میں کوئی چیز نہ ہو۔

چنانچہ لوگ صبح کو خرید و فروخت کریں گے لیکن ان میں امانت ادا کرنے والا کوئی نہیں ہوگا کہا جائے گا کہ فلاں خاندان میں فلاں شخص امانت دار ہے اور کہا جائے گا کہ فلاں شخص بہت ہی عقلمند اور کتنا ہی دلیر ہے؟ حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ دور بھی دیکھا کہ میں پرواہ کیے بغیر کسی سے لین دین کر لیتا تھا اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کا دین (اسلام) اسے (میرا) حق واپس کرنے پر مجبور کرتا تھا اور اگر وہ عیسائی (وغیرہ غیر مسلم) ہوتا تھا تو میرا حق اس کا حاکم لوٹا دیتا تھا۔

لیکن آج میں کسی سے سودا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں البتہ فلاں فلاں سے (سودا کرنا چاہتا ہوں) (بخاری، کتاب الرقاق، باب رفع الامانة ،رقم ٦٤٩٧)

فائدہ= آج امانت ادا نہیں کی جاتی اور جس کو آج عقلمند اور دلیر سمجھا جاتا ہے وہ عموماً پرلے درجے کا بے ایمان بیوقوف بزدل اور کمینہ ہوتا ہے۔

((...... 63 ......))

جزیرۃ العرب۔ ایران، روم اور دجال کو فتح کر لیا جائے گا:

حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک جنگ میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مغرب سے ایک قوم آئی جنھوں نے اون کے کپڑے پہنے ہوئے تھے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹیلے کے پاس ملے وہ کھڑے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے میرے دل نے کہا (اے نافع) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا جا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان لوگوں کے درمیان کھڑا ہو کہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور نہ ہو جائیں لیکن خیال آیا کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے راز کی باتیں نہ کر رہے ہوں (لہٰذا میرا جانا مناسب نہیں ہے) بالآخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان لوگوں کے درمیان جا کر کھڑا ہو گیا

(آپ ﷺ کی گفتگو سے) چار چیزیں یاد کر لیں......

۱ آپ ﷺ نے فرمایا:

«تَغْزُوْنَ جَزِيْرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَغْزُوْنَ الرُّوْمَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ......

''تم جزیرۃ العرب میں (کفار سے) جہاد کرو گے آخر اللہ تعالیٰ اسے فتح فرما دے گا۔''

۲ پھر فارس (ایران کے کافروں) سے جہاد کرو گے اسے بھی اللہ تعالیٰ فتح فرما دے گا۔

۳ پھر تم روم (کے کفار) سے جہاد کرو گے اسے بھی اللہ تعالیٰ فتح کر دے گا۔

۴ پھر تم دجال سے لڑو گے اسے بھی اللہ فتح کر دے گا۔

(مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة، رقم: ۲۹۰۰)

فائدہ = یہ تمام ممالک مسلمانوں کے قدموں میں روندے گئے اور دجال کا انتظار ہے اس کا بھی قلع قمع ہوگا۔

((...... 64 ...... 65 ......))

جھوٹا نبی اور ہلاکو پیدا ہوئے:

حضرت نوفل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو عقبۃ المدینہ (مدینے کے ناکے) پر اس وقت دیکھا تھا (جب حجاج بن یوسف نے انھیں وہاں سولی پر لٹکایا ہوا تھا)

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس سے قریشی اور دوسرے لوگ گزر رہے تھے جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گزرے تو ان کی لاش کے پاس آ کر رک گئے اور تین بار

کہا: ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا خُبَيْب''

پھر تین بار یہ کہا اللہ کی قسم ! میں آپ کو اس سے روکا کرتا تھا (حکومت سے ٹکر نہ لو) اللہ کی قسم میں تو آپ کو کثرت سے روزے رکھنے والا کثرت سے قیام کرنے والا اور رشتہ داری کو خوب ملانے والا ہی جانتا ہوں۔

(پھر طنز کے طور پر کہا) اللہ کی قسم جس گروہ کے ہاں تم برے ہو (یعنی حجاج کا گروہ) وہ تو اچھا گروہ ہے۔

پھر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آگے چلے گئے جب حجاج کو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آنے اور ان کی گفتگو کا علم ہوا تو اس نے عبد اللہ بن زبیر کو سولی سے اتار دیا اور ان کی لاش کو یہودیوں کے قبرستان میں پھینک دیا۔ پھر ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی والدہ ماجدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ میرے پاس آ جائے۔

لیکن جب حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے جانے سے صاف انکار کر دیا تو حجاج نے دوبارہ قاصد بھیجا کہ اسماء میرے پاس ضرور آ جائے اگر وہ نہ آئی تو میں اس شخص کو بھیجوں گا جو اس کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹ کر لائے گا۔

لیکن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے انکار کر دیا اور کہا اللہ کی قسم میں اس وقت تک تیرے پاس نہ آؤں گی جب تک تو وہ شخص نہ بھیجے جو میرے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹے اور تیرے پاس لے جائے۔

(حجاج یہ سن کر غصے سے تلملا اٹھا اور) کہا کہ مجھے میرے جوتے دو (میں خود اس کے پاس جاتا ہوں) حجاج نے جوتے پہنے اور اکڑتا ہوا چل پڑا حتی کہ وہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا اور حضرت اسماء سے کہا یہ بتا کہ میں نے اللہ کے دشمن (عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما) کے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے؟ نعوذ باللہ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں سمجھتی ہوں کہ تو نے اسے شہید کر کے اس کی

دنیا برباد کردی اور انھوں نے شہید ہو کر تیری آخرت کو برباد کردیا۔(اے حجاج) مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تو ابن زبیر کو (بطور طنز) ذات النطاقین (دو کمر بند والی عورت) کا بیٹا کہتا ہے اللہ کی قسم میں ذات النطاقین ہوں(سن میں ذات النطاقین یعنی دو کمر بند والی ہوں کیونکہ) ایک کمر بند تو وہ تھا جس میں میں نے نبی کائنات ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا کھانا(غار ثور میں) لے جایا کرتی تھی۔

اور دوسرا کمر بند وہ تھا جو عورت کے لیے لازمی ہوتا ہے۔(سن) نبی ﷺ نے فرمایا تھا:

" اِنَّ فِیْ الثَّقِیْفِ کَذَّابًا وَ مُبِیْرًا فَامَّا الْکَذَّابُ فَرَأَیْنَاہُ وَ اَمَّا الْمُبِیْرُ فَلَا اِخَالُكَ اِلَّا اِیَّاہُ "

" ثقیف قبیلے میں ایک جھوٹا اور ایک ہلاکو پیدا ہوگا جھوٹا تو ہم نے دیکھ لیا (اور وہ مختار ثقفی تھا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور کافر ہو کر مرا تھا) باقی رہا ہلاکو خان تو میں سمجھتی ہوں کہ وہ تو ہے (جس نے ایک لاکھ بیس ہزار لوگوں کو سولی پر لٹکایا ہے نہ جانے اور کتنے لوگوں کا خون تیرے سر پہ ہے)

(جب حجاج نے یہ کھری کھری باتیں سنیں تو) اٹھ کھڑا ہوا اور کوئی جواب نہ دیا۔

(مسلم ، کتاب الفضائل باب ذکر کذاب ثقیف ومبیرھا رقم: ۲۰٤٥)

((...... 66 ...... 67 ...... 68 ......))

خلیفے کا قتل۔ آپس کی جنگ اور بدترین لوگ وارث بنیں گے:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَقْتُلُوا اِمَامَکُمْ وَ تَجْتَلِدُوْا بِاَسْیَافِکُمْ وَ یَرِثُ دُنْیَاکُمْ شِرَارُکُمْ "

''قیامت نہ قائم ہوگی حتی کہ تم اپنے خلیفے کو قتل نہ کرو گے اور آپس میں تلواروں سے جنگ نہ کرو گے اور تمھاری دنیا کے مالک اور وارث تمھارے بدترین لوگ نہ بنیں گے۔''

(ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی الامر بالمعروف والنھی عن المنکر، رقم باب: ۹)

فائدہ= حضرت عثمان اور علی رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر خلفاء رضی اللہ عنہما شہید کیے گئے اور تلواروں اور بندوق سے لڑائی ہوئی اور آج تک سلسلہ جاری ہے اور آج دنیا کے اور عہدوں کے مالک بدترین لوگ ہیں۔

((...... 69 ......))

لا الہ الا اللہ کی بنیاد پر حکومتیں مسلمانوں کو مل گئیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم حج کے ایام میں لوگوں کو کہا کرتے تھے:

« يَاَيُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهَ تُفْلِحُوْا وَ تَمْلِكُوْا بِهَا الْعَرَبَ وَالْعَجَمِ »

'' اے لوگو'' لا الہ الا اللہ'' کہو (یعنی اقرار کرلو کہ دنیا کو اللہ نے ہی بنایا ہے اور وہی چلاتا ہے وہ کسی کا پہلے محتاج تھا اور نہ محتاج ہے اور نہ ہوگا) اس کی بدولت فلاح پاؤ گے اور عرب اور عجم کے حکمران بن جاؤ گے۔''

(الرحیق المختوم بحوالہ ترمذی ، کتاب ......)

((...... 70 ......))

دین بچانے کے لیے مسلمان جنگل میں نکل جائے گا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« يُوْشِكُ اَنْ يَكُوْنَ خَيْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتَّبِعُ بِهَا شَعَفَ

الْجِبَالِ وَ مَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهِ مِنَ الْفِتَنِ »

''ایک وقت آنے والا ہے کہ مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جنھیں لے کر وہ پہاڑ کی چوٹیوں اور بارش برسنے کے مقامات کی طرف نکل جائے گا وہ فتنوں سے تنگ آ کر اپنے دین کو بچانے کی خاطر ایسا کرے گا۔''

بخاری، کتاب الایمان باب من الدین الفرار من الفتن، رقم: ۱۹

فائدہ= حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد فتنوں سے بچنے کے لیے کتنے لوگ جنگل میں چلے گئے تھے آج بھی کتنے لوگ موجود ہیں جن کا جنگل میں نکل جانے کو جی چاہتا ہے۔

((...... 71 ......))

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمرانوں کے متعلق پہلے بتا دیا تھا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو قسم کے علم سیکھے ہیں ایک علم تو میں نے بتادیا جب کہ دوسرا علم اگر بتادوں تو میری شہ رگ کاٹ دی جائے۔ بخاری، کتاب العلم، باب حفظ العلم، رقم...... ۱۲۰

فائدہ= نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں شریر حکمرانوں کے نام اور قبیلوں کے نام بتا دیے تھے آپ حکمرانوں کے متعلق اشاروں کنایوں سے بات کرلیا کرتے تھے مثلاً وہ فرمایا کرتے تھے:

« اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ رَأْسِ السِّتِّيْنَ »

''میں ۶۰ ھ (کے امراء) سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔''

اس سے مراد یزید بن معاویہ اور اس جیسے حکمران تھے اللہ نے ان کی دعا قبول کی اور ساٹھ ہجری سے ایک برس پہلے فوت ہوگئے۔

((...... 72 ......))

بے وقت نماز پڑھنے والے حکمران پیدا ہوئے:

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا:

«كَيْفَ أَنْتَ إِذَا كَانَ عَلَيْكَ أُمَرَاءُ يُؤَخِّرُوْنَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا أَوْ يُمِيْتُوْنَ الصَّلٰوةَ عَنْ وَقْتِهَا»

"آپ کا کیا حال ہوگا جب تجھ پر ایسے امیر مسلط ہوں گے جو نماز کو اس کے وقت سے ٹال کر پڑھیں گے؟ یا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ) وہ نماز کو اس کا وقت مار کر پڑھیں گے۔"

میں نے عرض کیا آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا فَإِنْ أَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ فَصَلِّ فَإِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ »

"نماز کو وقت پر ادا کرنا ہاں اگر وہ نماز ادا کر رہے ہوں اور تو پہنچ جائے تو ان کے ساتھ بھی نماز پڑھ لینا وہ تیرے لیے نفل بن جائے گی۔"

(ایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا)

«وَلَا تَقُلْ إِنِّيْ قَدْ صَلَّيْتُ وَلَا أُصَلِّيْ»

"ایسا نہ کہنا کہ میں نے تو نماز پڑھ لی ہے میں دوبارہ نہیں پڑھتا۔"

مسلم، کتاب المساجد، باب كراهة تأخير الصلوٰة، رقم: ٦٤٨

فائدہ: ایسے حکمران صحابہ کے دور میں آئے تھے جو نماز کو لیٹ پڑھتے تھے۔

((...... 73 ......))

چار جاہلیت کے کام جو امت محمدیہ کرے گی:

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اَرْبَعٌ فِیْ اُمَّتِیْ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُوْنَهُنَّ اَلْفَخْرُ فِی الْاَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِی الْاَنْسَابِ وَالْاِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُوْمِ وَالنِّيَاحَةُ...... »(مسلم، كتاب الجنائز، باب التشديد فی النياحة رقم: ٩٣٤)

''میری امت میں چار کام ایسے ہیں جو جاہلیت کے کاموں میں سے ہیں جنھیں وہ نہیں چھوڑیں گے۔

① حسب ونسب پر فخر کرنا۔

② اور (دوسروں کے) خاندان پر طعن کرنا۔

③ ستاروں کے ذریعے بارش مانگنا(۴) نوحہ کرنا۔''

باب سوم:

دورِ صحابہ کے بعد کی پیش گوئیاں

((...... 74 ...... 75 ......))

زمین سے خزانے نکلیں گے اور جرائم کی بہتات:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« تُخْرِجُ الْاَرْضُ اَفْلَاذَ كَبِدِهَا اَمْثَالَ الْاُسْطُوَانِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فَيَجِيْءُ الْقَاتِلُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قَتَلْتُ وَ يَجِيْءُ الْقَاطِعُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قَطَعْتُ رَحِمِيْ وَ يَجِيْءُ السَّارِقُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قُطِعَتْ يَدِيْ ثُمَّ يَدْعُوْنَهُ فَلَا يَأْخُذُوْنَ مِنْهُ شَيْئًا »

”(ایک وقت آنے والا ہے کہ) زمین اپنے جگر گوشے (یعنی سونا چاندی اوردولت) باہر نکال دے گی سونے چاندی کے ڈھیر لگ جائیں گے (پھر اس دولت کی وجہ سے جرائم کی بھر مار ہو جائے گی) قاتل اس دولت کے حصول کے لیے قتل کرے گا اور اس دولت کی وجہ سے انسان اپنے رشتے داروں سے بدسلوکی کرے گا اور چور اسی دولت کے حصول کے لیے چوری کرے گا پھر وہ اسے ترک کردیں گے اور اسی سے کوئی چیز بھی نہیں لیں گے۔“

(مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب بیان اسم الصدقۃ یقع علی کل...... رقم:۱۰۰۵)

فائدہ = کرنسی سونے چاندی کی ایک صورت ہے آج روپے ریال، پونڈ، ڈالر وغیرہ کرنسی کے ڈھیر لوگوں کے پاس موجود ہیں اور زمین سے بے شمار فصلیں اُگ رہی ہیں پیسے اور سونے چاندی کے حصول کے لیے آج دنیا میں چوری زنا، ڈکیتی وغیرہ کے جرائم کی بھر مار ہے۔

((...... 76 ...... 77 ......))

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطُوفُ الرَّجُلُ فِيهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ ثُمَّ لَا يَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُ مِنْهُ وَ يُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَتْبَعُهُ أَرْبَعُونَ امْرَأَةً يَلُذْنَ بِهِ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَ كَثْرَةِ النِّسَاءِ »

”لوگوں پر ایک ایسا وقت ضرور آئے گا کہ انسان سونے کی زکوٰۃ لے کر چکر لگاتا پھرے گا (کہ اسے کوئی زکوٰۃ کا مستحق مل جائے) لیکن وہ ایسا شخص ہی نہ پائے گا اور ایک مرد کے ہاں چالیس عورتیں (بیوی بیٹی پوتی دوتی وغیرہ) اس کی سرپرستی میں ہوں گی یہ مردوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت کی وجہ سے ہوگا۔

(بخاری، کتاب الزکاۃ، باب الصدقة قبل الرد، حدیث: ١٤١٤)

فائدہ = آج مرد تھوڑے اور عورتیں زیادہ ہو رہی ہیں اس کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ بچوں کی بنسبت بچیوں کی پیدائش زیادہ ہے دوسرا یہ کہ بم دھماکوں اور دوسرے حادثات اور فسادات میں زیادہ تر مرد موت کا شکار ہو رہے ہیں اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو بہت جلد ایک مرد پچاس عورتوں کا نگران ہوگا۔

((...... 78 ......))

حلال حرام کی تمیز نہیں رہے گی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ أَمِنَ الْحَلَالِ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ ؟ »

''لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ انسان کو اس سے کوئی سروکار نہیں ہوگا کہ جو (مال) لے رہا ہے وہ حلال ہے یا حرام؟''

(بخاری ، کتاب البیوع، باب من لم یبال من حیث کسب المال ،رقم: ۲۰۵۹)

فائدہ = آج انسان دھوکے ملاوٹ، رشوت، چوری، ڈاکے، سود، وغیرہ کے ذریعے مال کما رہا ہے اسے نہ اللہ کا خوف ہے اور نہ دنیا سے شرم و حیا۔

((...... 79 ......))

ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَيَنْزِلُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ صلی اللہ علیہ وسلم فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَيَقُولُ لَا إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللَّهِ هَذِهِ الْأُمَّةَ »

''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر لڑتا رہے گا اور وہ قیامت تک غالب رہے گا اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام آسمان سے اتریں گے تو

امت محمدیہ کا امیر (مہدی رحمہ اللہ) ان سے کہے گا آؤ نماز پڑھاؤ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے میں نماز نہیں پڑھاتا تم لوگ ایک دوسرے پر امیر مقرر کیے گئے ہو اور اللہ نے اس امت کو عزت وشرافت سے نوازا ہے۔"

(مسلم، کتاب الایمان، باب نزول عیسیٰ..........)

فائدہ = باطل قوتوں کی سازشوں کے باوجود آج تک قرآن و حدیث کو ماننے والے لوگ موجود ہیں نہ انھیں مخالفوں کا بائیکاٹ ختم کر سکتا ہے نہ ظلم اور نہ مناظرے وغیرہ۔اور مہدی اور عیسیٰ کے ظہور کا انتظار ہو رہا ہے۔

((......80......))

مال کی فراوانی سے دین اور آخرت برباد ہو جاتی ہے:

حضرت عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین میں جزیے کی وصولی کے لیے بھیجا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں سے مصالحت کر لی تھی اور ان پر حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا ہوا تھا۔

جب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین سے مال لے کر آئے اور انصار کو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے آنے کی خبر ہوئی تو صبح کی نماز انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کا سلام پھیرا تو انصار آپ کے سامنے آ کر بیٹھ گئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دیکھا تو مسکرا دیے اور فرمایا کہ ایسا لگتا ہے کہ تمھیں علم ہو چکا ہے کہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ مال لائے ہیں؟

انصار نے کہا ہاں یا رسول اللہ!

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« فَاَبْشِرُوْا وَ اَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللّٰهِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَ

لٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَ تُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ»

"تم خوش ہو جاؤ اور جو چیز تمھیں خوش کرتی ہے اس کی امید رکھو (یعنی مال تمھیں ضرور ملے گا) اللہ کی قسم مجھے تم پر یہ خوف نہیں ہے کہ تم فقیر ہو جاؤ گے بلکہ مجھے تو یہ خطرہ ہے کہ تم پر دنیا کی فراوانی اس طرح ہو جائے گی جیسے تم سے پہلے والوں پر فراوانی کردی گئی تھی پھر تم اس میں مشغول ہوجاؤ گے جیسے وہ مشغول ہوئے اور مال کی فراوانی تمھیں ویسے ہی برباد کردے گی جیسے انھیں برباد کردیا تھا۔"

(بخاری، کتاب الجزیة والموادعة باب الجزیة والموادعة مع اهل الذمة: ۳۱۵۸)

فائدہ= آج انسان کا دین یا تو جہالت کے باعث برباد ہے یا پھر مال کی بہتات کی وجہ سے مال کے بل بوتے پر زنا، شراب، جوا، وغیرہ عام ہیں۔

((...... 81 ......))

عراق میں فتنے ہوں گے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشرق (عراق) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرما رہے تھے:

«هَا اَنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا اِنَّ الْفِتْنَةَ هٰهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ»

"خبردار فتنہ ادھر سے نمودار ہوگا بے شک فتنہ یہاں ہوگا جہاں شیطان کا سینگ نکلے گا۔"

(بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة ابلیس و جنوده، رقم: ۳۲۷۹)

فائدہ=عراق فتنوں کی سرزمین ہے اس حدیث میں فتنے کی سرزمین سے عراق ہی مراد ہے اور تاریخ گواہ ہے کہ معتزلہ، خوارج، شیعہ، حنفی، وغیرہ تمام باطل مذاہب یہیں سے نکلے اگر کوئی باطل مذہب پاکستان میں پیدا ہوا تو اس کی بنیاد عراق میں ہی ہوئی ہو گی اس کے علاوہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی سازش یہیں بنی تھی اور جنگ جمل وصفین اور حضرت حسین اور مسلم بن عقیل اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کی شہادت اور حجاج بن یوسف کی خونریزی اور تاتاریوں کی تباہ کن جنگیں وغیرہ وغیرہ یہ تمام فتنے عراق کی سرزمین کے ذمے ہیں۔

((...... 82 ......))

امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام یہود و نصاریٰ والے کام کرے گی:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا شِبْرًا وَ ذِرَاعًا ذِرَاعًا حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ ......الخ»

"کہ تم اپنے سے پہلے والوں کے نقش قدم پر چلو گے بالشت بالشت اور ہاتھ ہاتھ (یعنی ایک انسان کی دونوں ہاتھوں کی بالشت اور دونوں ذراع برابر ہوتے ہیں اس طرح امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہو بہو پہلے والے لوگوں جیسے اعمال کرے گی) حتی کہ اگر وہ سانڈھے کی بل میں داخل ہوئے تھے تو تم بھی ان کی پیروی کرو گے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہود و نصاریٰ؟ (کے نقش قدم پر ہم چلیں گے؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور کس کے؟

(بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لَتَتَّبِعُنَّ ...... ۷۳۲۰)

فائدہ= آج مسلمان یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چل رہے۔ لباس شکل عادات وغیرہ تمام امور یورپ، امریکہ، اسرائیل کے طریقے پر کیے جا رہے ہیں۔

((...... 83 ...... 84 ......))

علم اٹھ جائے گا اور جہالت عام ہو جائے گی:

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا:

«اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ اَنْ اَعْطَاكُمُوْهُ انْتِزَاعًا وَ لٰكِنْ يَنْتَزِعُهٗ مِنْكُمْ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَاءِ بِعِلْمِهِمْ فَيَبْقٰى نَاسٌ جُهَّالٌ يُسْتَفْتَوْنَ فَيُفْتُوْنَ بِرَاْيِهِمْ فَيَضِلُّوْنَ وَ يُضِلُّوْنَ»

"اللہ تعالیٰ نے جب تمھیں (دین کا) علم عطا کر دیا ہے اب وہ تم سے چھین نہیں لے گا بلکہ اللہ تعالیٰ علماء کو علم سمیت قبض کر لے گا تو (دنیا میں) جاہل لوگ باقی رہ جائیں گے ان سے مسائل پوچھے جائیں گے اور وہ (قرآن حدیث کی بجائے) اپنی رائے سے فتوے جاری کریں گے پھر وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیں گے۔"

(بخاری کتاب الاعتصام باب ما یُذْکَرُ مِن ذم الرأی ...... الخ ۷۳۰۷]

فائدہ= آج دینی علم کی جگہ انگریز اور دہریوں کے علم آ رہے ہیں دین کا علم اور دین پر عمل ختم ہوتا جا رہا ہے کچھ لوگ قرآن و حدیث کو چھوڑ کر فقہ پر جو کہ رائے ہے اس پر فتویٰ دیے جا رہے ہیں اور گمراہی کا باعث بن رہے ہیں۔

((...... 85 ...... 86 ...... 87 ...... 88 ......))

حکومت اسلامیہ مشرق سے مغرب تک اور دوسری پیش گوئیاں:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْاَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَ مَغَارِبَهَا وَ اِنَّ اُمَّتِيْ سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِيْ مِنْهَا وَ اُعْطِيْتُ الْكَنْزَيْنِ الْاَحْمَرَ وَ الْاَبْيَضَ وَ اِنِّيْ سَاَلْتُ رَبِّيْ لِاُمَّتِيْ......"

"اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا میں نے زمین کی مشرق اور مغرب دیکھی اور میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک زمین کو سمیٹا گیا تھا اور مجھے سرخ و سفید (سونے چاندی یا قیصر و کسریٰ) کے خزانے دیے گئے۔"

اور میں نے اب رب سے سوال کیا کہ میری امت کو عام قحط سالی سے ہلاک نہ کرے (یعنی ایسی قحط سالی جو پوری امت اس کی لپیٹ میں آجائے)

اور (یہ بھی سوال کیا کہ) ان پر کسی کافر دشمن کو مسلط نہ کرے جو ان کی جڑ کاٹ کر رکھ دے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب میں کوئی فیصلہ کرتا ہوں تو وہ رد نہیں ہوتا میں نے آپ کو یہ عطا کر دیا کہ میں انھیں عام قحط سالی سے تباہ نہیں کروں گا اور نہ ہی ان پر ان کے سوا کوئی دشمن مسلط کروں گا جو ان کی نسل ختم کر کے رکھ دے اگرچہ پوری دنیا کے کافر جمع ہو جائیں (وہ آپ کی امت کو ختم نہیں کر سکیں گے) ہاں وہ آپس میں ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے اور ایک دوسرے کو قیدی بنائیں گے۔

(مسلم، کتاب الفتن باب هلاك هذه الامة......، رقم: ۲۸۸۹)

فائدہ= نہ اللہ کا عذاب کوئی ایسا نہیں آیا ہے جو پوری امت کو تباہ کر کے رکھ دے اور نہ ہی کفار اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود کلی طور پر مسلمانوں کو ختم کر سکے ہیں بلکہ مسلمان آپس میں لڑ مر رہے ہیں اگر کسی جگہ کفار مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں تو وہاں بھی مسلمانوں کی غداریاں کام دکھا رہی ہیں۔

((...... 89 ......))

اندھا دھند قتل:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے دنیا ختم ہونے سے پہلے لوگوں پر ایسا وقت بھی آئے گا کہ (قتل کی واردات) میں قاتل کو پتہ نہیں ہوگا کہ میں نے اس کو کس قصور میں قتل کیا ہے اور نہ ہی مقتول کو معلوم ہوگا کہ مجھے کس جرم میں قتل کیا گیا ہے۔

(مسلم، کتاب الفتن باب لاتقوم الساعة فی یمر الرجل ، رقم:۲۹۰۸)

فائدہ= آج اندھا دھند فائرنگ یا بم دھماکہ ہوتا ہے کہ بے قصور جانیں ضائع ہو جاتی ہیں نہ قاتل کو علم ہے نہ مقتول کو کہ یہ خون ریزی کس جرم میں ہے؟

((...... 90 ...... 91 ...... 92 ...... 93 ......))

وقت بے برکت، علم و عمل میں کمی، بخل اور قتل و غارت کی کثرت ہوگی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَ يَنْقُصُ الْعَمَلُ (اَوِ الْعِلْمُ) وَ يُلْقَى الشُّحُّ وَ تَظْهَرُ الْفِتَنُ »

"(قیامت کے قریب) وقت قریب ہو جائے گا (یعنی وقت جلدی

گزرنے لگے گا یا عمریں چھوٹی ہو جائیں گی یا وقت بے برکت ہو جائے گا وغیرہ وغیرہ)''

اور (نیک) اعمال کم ہو جائیں گے ایک نسخے کے مطابق) علم میں کمی آ جائے گی اور بخل اور کنجوسی (دلوں میں) ڈال دی جائے گی اور فتنے ظاہر ہوں گے اور قتل و غارت عام ہو جائے گی۔

(بخاری، کتاب الفتن، باب ظهور الفتن، رقم: ۷۰۶۱)

فائدہ= آج یہ تمام چیزیں دنیا اور معاشرے میں موجود ہیں۔

((...... 94 ...... 95 ......))

انسان صبح کو مسلمان ہوگا تو شام کو کافر اور دنیا کے لیے دین فروخت ہوگا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« بَادِرُوا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَّ يُمْسِي كَافِرًا وَ يُمْسِي مُؤْمِنًا وَ يُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ دِيْنَهُ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْيَا »

'' نیک اعمال اس وقت کے آنے سے پہلے جلدی جلدی کر لو کہ اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے چھا جائیں (فتنوں کی بہتات کے باعث) انسان صبح کو مسلمان ہوگا تو شام کو کافر ہو جائے گا پھر اگر شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر ہو جائے گا انسان دنیا کے مال و متاع کے عوض دین کو بیچ ڈالے گا۔''

(مسلم، کتاب الایمان، باب الحث علی المبادرة با لا عمال، رقم: ۱۱۸)

فائدہ= آج بہت سیاہ فتنے موجود ہیں اور انسان کے بدلنے میں کوئی وقت نہیں

لگتا کہ مجبوریوں کے تحت انسان کافر ہو جاتا ہے۔

((...... 96 ...... 97 ...... 98 ......))

فیشن دار عورتوں اور ظالم سربراہوں کا ظہور:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« صِنۡفَانِ مِنۡ اَهۡلِ النَّارِ لَمۡ اَرَهُمَا قَوۡمٌ مَعَهُمۡ سِيَاطٌ كَاَذۡنَابِ الۡبَقَرِ يَضۡرِبُوۡنَ بِهَا النَّاسَ وَ نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيۡلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُوۡسُهُنَّ كَاَسۡنِمَةِ الۡبُخۡتِ »

”جہنمیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جنھیں میں نے (ابھی تک) نہیں دیکھا۔

① وہ لوگ جن کے پاس بیلوں کی دموں جیسی لاٹھیاں ہوں گی جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔

② وہ عورتیں جنھوں نے کپڑے تو پہنے ہوں گے لیکن وہ ننگی ہوں گی (یعنی کپڑے باریک پہنے ہوئے ہوں گی یا بے پرد ہوں گی وغیرہ وغیرہ)

③ اور وہ (غیر مردوں کی طرف) مائل ہونے والی اور (انھیں اپنی طرف) مائل کرنے والی ہوں گی اوران کے سر بختی اونٹوں کی جھکی کوہانوں کی طرح ہوں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو تو ایسی قوم کو دیکھے گا جن کے ہاتھوں میں بیل کی دموں کی طرح ڈنڈے ہوں گے اور وہ صبح شام اللہ کے غضب اور اللہ کی لعنت میں ہوں گے۔“

(مسلم ، كتاب الجنة ، باب النار يدخلها الجبارون ، رقم:۲۱۲۸'۲۱۲۹)

فائدہ= آج پولیس کے ہاتھ میں ڈنڈے ہیں اور بے پرد اور بدکار ذہن والی

عورتیں بھی عام ہیں جو اپنے سر کے بال بختی اونٹ کی کہان کی طرح بناتی ہیں۔

((...... 99 ...... 100 ...... 101 ...... 102 ......))

بے حیائی قطع رحمی اور برے ہمسائے اور خیانت کا ظہور:

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ بے حیائی اور قطع رحمی عام ہو جائے گی اور ہمسائے برے ہوں گے اور خیانت دار کو امانت دار سمجھا جائے گا اور امانت دار خیانت کا مرتکب ہوگا۔

(مسند أحمد: ۲/۲۱۷)

فائدہ= آج مذکورہ چیزیں معاشرے میں عام ہیں۔

((...... 103 ...... 104 ......))

کفار مل کر مسلمانوں پر حملہ کر دیں گے مسلمانوں میں دنیا کی محبت:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«یُوْشِكُ الْاُمَمُ اَنْ تَدَاعَی عَلَیْكُمْ كَمَا تَدَاعَی الْاَكَلَةُ اِلٰی قَصْعَتِهَا فَقَالَ قَائِلٌ وَ مِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ، قَالَ بَلْ اَنْتُمْ یَوْمَئِذٍ كَثِیْرٌ......»

”وہ وقت آئے گا کہ (کفار لوگ) تمھارے خلاف ایسے جمع ہو جائیں گے جیسے کھانے والے لوگ پیالے پر جمع ہو جاتے ہیں)“

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ایسا مسلمانوں کی تعداد میں کمی کے باعث ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ تم اس وقت کثرت میں ہو گے لیکن تم سیلاب میں بہنے والے تنکوں کی طرح (بے وزن اور بے وقعت) ہو گے۔

اللہ تعالیٰ تمھارے دشمن کے سینے سے تمھارا خوف نکال لے گا اور تمھارے دلوں میں وھن ڈال دے گا۔

صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! وھن کیا چیز ہے؟

تو آپ نے فرمایا:

«حُبُّ الدُّنیَا وَ کَرَاهِیَةُ الْمَوْتِ»

"یعنی دنیا کی محبت اور موت سے نفرت (کرنے لگو گے)۔"

(ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب فی تداعی الامم علی الاسلام، رقم: ٤٢٩٧)

فائدہ= آج دنیا کے کافر مسلمانوں کو تباہ کر رہے ہیں اگرچہ مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ آج حکمران امریکہ بزدل کے سامنے جھکے ہوئے ہیں اور مسلمان جہاد سے اعراض کیے ہوئے کفار سے زندگی کی بھیک مانگ رہے ہیں۔

((...... 105 ...... 106 ...... 107 ...... 108 ...... 109 ......))

تجارت عروج پر اور قطع رحمی اور جھوٹی گواہی کا رواج:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت سے پہلے تجارت عام ہو جائے گی اور قطع رحمی کی جائے گی اور جھوٹی گواہی دی جائے گی اور سچی گواہی چھپائی جائے گی اور لکھائی عام ہو جائے گی۔ایک روایت میں ہے عورت بھی تجارت میں مرد کا ہاتھ بٹائے گی۔ (الادب المفرد)

فائدہ= آج تجارت عام اور رشتے داروں سے بدسلوکی اور جھوٹی گواہی عام ہے اور لکھنے پڑھنے والے بھی بہت ہیں اور کمپیوٹر نے لکھائی بہت عام کردی ہے اور عورتیں بھی دکانیں چلا کر مرد کا ہاتھ بٹا رہی ہیں اس کا ایک مقصد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آج ہر چیز کی پیکنگ اور قومی اخبارات، رسائل، ڈائجسٹ پر عورتوں کی تصاویر لگائی جاتی

ہیں اور یوں عورت تجارت میں مردوں کا تعاون کر رہی ہے۔ اللہ اعلم

((...... 110 ...... 111 ...... 112 ...... 113 ......))

زنا، ریشم، شراب اور ٹی وی، وی سی آر وغیرہ کو حلال سمجھ لیا جائے گا:

حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَّ وَالْحَرِيرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ ...... الخ»

”میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور گانے بجانے کے آلات کو حلال سمجھ بیٹھیں گے۔“

اور کچھ قومیں پہاڑ کے دامن میں اتریں گی اور شام کو ان کا چرواہا ان کے جانور لے کر آئے گا (یعنی وہ اتنے بے فکر اور خوش حال ہوں گے) کہ ان کے پاس ایک فقیر اپنی ضرورت کے لیے آئے گا تو وہ اسے کہیں گے کہ کل آ جانا لیکن اللہ تعالیٰ اس رات ان پر پہاڑ گرا دے گا (اور وہ مر جائیں گے اور بچ جانے والوں کو) اللہ تعالیٰ خنزیر اور بندر بنا دے گا قیامت تک۔

(بخاری، کتاب الاشربۃ، ما جاء فیمن یستحل الخمر، رقم: ۵۵۹۰)

فائدہ= آج مذکورہ چیزیں معاشرے میں موجود ہیں لوگ قرآن سے نہیں بلکہ ٹی وی کیبل وغیرہ سے پیار کرتے ہیں۔

((...... 114 ......))

مسجدیں بنانے میں مقابلہ بازی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ»

"قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ لوگ مسجدوں (کے بنانے) میں مقابلہ بازی کریں گے۔" (ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب فی بناء المساجد، رقم: ۴۴۹)

فائدہ= آج لوگ مقابلہ بازی میں مساجد کو بلند اور خوبصورت بنائے جا رہے ہیں۔

((...... 115 ......))

شراب کا نام بدل کر استعمال کی جائے گی:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« يَشْرَبُ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ بِاسْمٍ يُسَمُّونَهَا إِيَّاهُ »

"میری امت کے لوگ شراب کا کوئی دوسرا نام رکھ لیں گے اور شراب پیتے رہیں گے۔"

(ابن ماجہ، کتاب الاشربۃ ، باب الخمر یسمونها بغیر اسمها ،رقم: ۳۳۸۵)

فائدہ= شراب کو پانی کا یا کوئی دوسرا نام دے کر استعمال کیا جاتا ہے اور الکوحل جو شراب کی قسم ہے اسے الکوحل کا نام دے کر دواؤں میں استعمال کیا جا رہا ہے۔

((...... 116 ......))

سودی کاروبار:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« بين يدى السَّاعَةِ يَظْهَرُ الرِّبَا »(الترغیب والترھیب)

"کہ قیامت سے پہلے سودی کاروبار ظاہر ہو جائیں گے۔"

فائدہ= آج عام لوگ بھی سودی کارروبار کرنے لگے ہیں۔

((...... 117 ......))

لوگ ایک دوسرے سے ناواقف ہو جائیں گے:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث میں یہ لفظ آئے ہیں:

«وَ يُلْقٰى بَيْنَ النَّاسِ التَّنَاكُرُ فَلَا يَكَادُ اَحدانَ يَعْرِفُ اَحَدًا»

''لوگ آپس میں اجنبی ہو جائیں گے کسی کا کسی کو پہچاننا مشکل ہو گا۔''

(مسند احمد ۵/۳۸۹)

فائدہ= آج کی شہری زندگی اس پر گواہ ہے کہ لوگ اپنے پڑوسی سے حتیٰ کہ کچھ لوگ اپنے رشتے داروں سے بھی ناواقف ہوتے ہیں ان کا نام تک نہیں جانتے۔

((...... 118 ......))

صرف واقف شخص کو سلام کہا جائے گا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت سے پہلے خاص لوگوں کو سلام کہا جائے گا۔ (الادب المفرد......)

فائدہ= حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

«تَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَ مَنْ لَّمْ تَعْرِفْ»

''کسی کو جانتے ہو تو سلام کہو اگر نہیں جانتے تب بھی سلام کہو۔''

(بخاری، کتاب الاستئذان ، باب السلام للمعرفة وغير المعرفة، رقم: ٦٢٣٦)

((...... 119 ......))

دین اسلام اجنبی بن جائے گا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْاِسْلَامُ بَدَأَ غَرِيْبًا وَ سَيَعُوْدُ غَرِيبًا كَمَا بَدَأَ فَطُوبٰى لِلْغُرَبَاءِ»

"اسلام ابتداء میں اجنبی اور بے سہارا تھا پھر ایک وقت آنے والا ہے کہ اسلام دوبارہ اجنبی بن جائے گا غرباء (اجنبی دین پر عمل کرنے والوں) کے لیے (جنت کی) خوشخبری ہے۔"

(مسلم، كتاب الايمان، باب بيان ان الاسلام بدأ غريباً.....رقم ١٤٥)

فائدہ= آج اسلام عموماً غرباء میں محدود رہ گیا ہے اور حکمران نقلی اسلام ملک میں رائج کرنے کے چکر میں ہیں۔

((...... 120 ......))

کمینے لوگ سردار ہوں گے:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكُوْنَ اَسْعَدَ النَّاسِ بِالدُّنْيَا لُكَعُ ابْنُ لُكَعٍ»

"قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ لوگوں کا سردار ایسا شخص بنے گا جو کمینہ اور کمینے کا بیٹا ہوگا۔"

(ترمذی، كتاب الفتن، باب ما جاء في اشراط الساعة،باب:رقم ٢٢٠٩)

فائدہ= آج علاقوں کے اکثر چوہدری اور ملکوں اور اسمبلیوں کے اکثر سربراہ اس حدیث کا مصداق ہیں۔

((...... 121 ......))

پر تکلف قرأت کرنے والے اور پیشہ ور قاری:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم قرآن کی تلاوت کر رہے تھے اور ہمارے

پاس نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور ہم میں سے کوئی عجمی اور کوئی دیہاتی بھی تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

« اِقْرَءُوْا فَكُلٌّ حَسَنٌ وَ سَيَجِيْءُ اَقْوَامٌ يُقِيْمُوْنَهٗ كَمَا يُقَامُ الْقَدْحُ يَتَعَجَّلُوْنَهٗ وَ لَا يَتَأَجَّلُوْنَهٗ »

"تم قرآن پڑھو سب اچھا ہے عنقریب کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن کو ایسا سیدھا کر کے پڑھیں گے جیسے تیر کو سیدھا کیا جاتا ہے۔" (یعنی تکلف سے پڑھیں گے)

اور وہ (دنیا میں) اجر لینے میں جلدی کریں گے اور (آخرت کے اجر کا) انتظار نہیں کریں گے۔ (ابو داود، کتاب الصلاۃ، باب ما یجزئ الأمیَّ، رقم: ۸۳۰)

فائدہ= آج کتنے قاری تجوید کے نام پر قرآن کا حلیہ بگاڑتے ہیں اور تکلف سے پڑھتے ہیں اور قرآن کو معاش کا ذریعہ بناتے ہیں قرآن پر عمل کے قریب ہی نہیں جاتے۔

((...... 122 ......))

قرآن پڑھ کر بھیک مانگیں گے:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے قرآن پڑھا پھر (سامعین سے) مانگنے لگا تو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے "اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" پڑھا اور فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا تھا:

« مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَلْيَسْئَلِ اللّٰهَ بِهٖ فَاِنَّهٗ سَيَجِيْءُ اَقْوَامٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ يَسْاَلُوْنَ بِهِ النَّاسَ »

"جو شخص قرآن پڑھے تو اس کے وسیلے سے اللہ سے مانگے عنقریب کچھ

ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن پڑھ کر لوگوں سے مانگیں گے۔"

(ترمذی، کتاب فضائل القرآن ، باب من قرأ قرآن فلیسأل اللّٰہ بہ ......رقم:۲۹۱۷)

فائدہ=آج لوگ قرآن پڑھ کر اور خوش الحانی تقریر کر کے چندے مانگتے ہیں۔

((......123......))

ایمرجنسی موت ہوگی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ کثرت سے اچانک اموات ہوں گی۔" (مجمع الزوائد:۷/۳۲۵)

فائدہ=آج بم دھماکے اندھا دھند فائرنگ اور ہاٹ اٹیک وغیرہ کے ذریعے ایمرجنسی اموات ہوتی ہیں۔

((......124......125......))

امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں قیامت تک فتنے قائم رہیں گے:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اِذَا وُضِعَ السَّیْفُ فِیْ اُمَّتِیْ لَمْ یُرْفَعْ عَنْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ الْاَئِمَّةَ الْمُضِلِّیْنَ »

"جب میری امت میں (فتنوں کے باعث) تلوار چل پڑے گی تو وہ قیامت تک چلتی چلی جائے گی مجھے اپنی امت پر گمراہ کن حکمران کا خوف ہے۔" (ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی الھرج رقم:۲۲۰۲)

فائدہ=حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے مسلمان آپس میں لڑتے آرہے ہیں اور ملکوں اور صوبوں پر حکمران لوگ امت کو گمراہی کی طرف لے جا رہے ہیں۔

((...... 126 ...... 127 ...... 128 ......))

خلیفہ کا قتل آپس میں جنگ اور بدترین لوگ وارث ہونگے:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَقْتُلُوْا اِمَامَکُمْ وَ تَجْتَلِدُوْا بِاَسْیَافِکُمْ وَ یَرِثُ دُنْیَاکُمْ شِرَارُکُمْ »

"قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم اپنے خلیفے کو قتل نہیں کرو گے اور اپنی تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے سے نہیں لڑو گے اور تمھاری دنیا کے مالک و وارث تمھارے بدترین لوگ نہ بن جائیں۔"

(ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی الامر بالمعروف ،رقم: ۲۱۷۰)

فائدہ=مسلمانوں نے اپنے خلیفوں کو شہید کیا اور آپس میں لڑتے آرہے ہیں اور آج حکومتوں اور عہدوں پر امریکہ نواز بدترین لوگ قابض ہیں۔

((...... 129 ......))

لوگ سیاہ خضاب استعمال کریں گے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« یَکُوْنُ قَوْمٌ یَخْضِبُوْنَ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ کَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا یَرِیْحُوْنَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ »

"آخر زمانہ میں ایک قوم سیاہ خضاب استعمال کرے گی جیسے (کالے) کبوتر کے سینے سیاہ ہوتے ہیں وہ جنت کی خوشبو تک نہ پاسکیں گے۔"

(نسائی ، کتاب الزینة باب النھی عن الخضاب بالسواد رقم:۵۰۷۸)

فائدہ=آج کالا خضاب عام استعمال کیا جا رہا ہے جو کالے بالوں کے

لیے مضر بھی ہے۔

((......130......))

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں کوئی فتنہ سر نہ اٹھا سکا:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے فرمایا کہ فتنے کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تم میں سے کسی کو یاد ہے؟

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« فِتنَتهُ الرَّجلِ فِی اَهْلِهٖ وَ مَالِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَ جَارِهٖ تُكَفِّرُهَا الصَّلاةُ وَالصَّدَقَةُ...... »

''انسان کے اہل اور مال اور اولاد اور ہمسائے کے متعلق فتنوں کا کفارہ نماز، صدقہ، امر بالمعروف، نہی عن المنکر ہو جاتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں اس کے متعلق نہیں پوچھ رہا:

« وَلَكِنِ الَّتِی تَمُوجُ كَمُوجِ البَحْرِ »

''میں تو اس فتنے کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں جو سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مارتا ہو۔''

تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے امیر المومنین آپ اس کے متعلق فکر مند نہ ہوں کیونکہ اس کے اور آپ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ دروازہ توڑا جائے گا (اور وہ فتنہ آئے گا) یا دروازہ کھولا جائے گا؟

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ دروازہ توڑا جائے گا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

«اِذاً لَا تُغلَقُ اَبداً»

''پھر تو وہ بند نہیں ہو سکے گا۔''

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں (اس طرح ہو گا) حضرت شقیق فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس دروازے کا علم تھا؟ انھوں نے فرمایا ہاں وہ اتنے (وثوق سے) جانتے تھے جیسے وہ یہ جانتے تھے کہ کل (کے دن) کے بعد رات آئے گی میں نے ان کو حدیث بیان کی تھی وہ مغالطہ آمیز بات نہیں تھی حضرت شقیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ پوچھنے میں خوف محسوس کیا کہ وہ دروازہ کون ہے؟ اس لیے ہم نے حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ جا کر سوال کریں (تو انھوں نے جا کر پوچھا تو) انھوں نے فرمایا وہ دروازہ (جو فتنوں کو روکے ہوئے ہے) وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات ہی ہے۔(بخاری، کتاب الفتن، باب الفتنه التی تموج...... الخ،رقم:۷۰۹٦)

فائدہ=حقیقت بھی یہی تھی کہ جب تک عمر رضی اللہ عنہ زندہ رہے تب تک فتنے دبے رہے ان کی وفات کے بعد فتنوں کا سیلاب امنڈ آیا۔

((...... 131 ......))

فتنوں سے تنگ آ کر انسان موت کی تمنا کرے گا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجلِ فَیَقُولُ یَالَیْتَنِی مَکَانَهٗ»

''قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ ایک شخص کسی کی قبر کے پاس سے گزرے گا اور وہ کہہ اٹھے گا اے کاش میں اس کی جگہ پر ہوتا (یعنی میں پہلے مر جاتا)

(بخاری، کتاب الفتن ، باب لا تقوم الساعة حتی یُغبَطَ اَهلَ القُبُوْرِ ،رقم: ۷۱۱۵)

فائدہ= آج بے شمار فتنے موجود ہیں انسان خواہش کرتا ہے کہ مرجائے اور فتنوں سے جان چھوٹ جائے۔

((...... 132 ......))

حجاز سے آگ نکلے گی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَخرُجَ نَارٌ مِّنَ اَرضِ الْحِجَازِ تُضِیءُ اَعْنَاقَ الْاِبِلِ بِبُصْرٰی»

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی حتی کہ حجاز کے علاقہ سے آگ نکل کر (شام کے شہر) بُصریٰ کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن نہ کردے۔“

(مسلم ، کتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتیٰ تخرج......رقم:۲۹۰۲)

فائدہ=اس سے مراد وہ آگ ہے جو یمن سے نکل کر لوگوں کو شام میں جا اکٹھا کرے گی لیکن امام نووی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ یہ آگ ہمارے زمانہ میں ۲۵۴ میں ظاہر ہو چکی ہے اور یہ واقعہ عباسی خلافت کے آخری دور میں پیش آیا۔ یہ آگ قیامت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتی بلکہ یہ بھی قیامت کی مستقل علامات میں سے ایک علامت ہے اور یہ آگ ہمارے زمانے میں ۶۵۴ھ میں ظاہر ہو چکی ہے یہ آگ مدینہ منورہ کی مشرقی جانب اور حرہ کے پیچھے سے ظاہر ہوئی تھی اس آگ کا علم شام اور دوسرے تمام شہروں کے لوگوں کو تواتر کے ساتھ حاصل ہے مجھے اس آگ کے متعلق مدینے کے ایک باشندے نے بتایا تھا جو کہ موقع پر موجود تھا۔

(حاشیہ مسلم، نووی، کتاب الفتن، رقم......حوالہ مذکور)

((...... 133 ...... تا ...... 141 ......))

فتنوں کے متعلق ایک طویل اور جامع حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيْمَتَانِ تَكُوْنَ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيْمَةٌ دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةٌ وَ حَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبٌ مِنْ ثَلَاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ حَتّٰى يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَ تَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَ يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَ تَظْهَرُ الْفِتَنُ وَ يَكْثُرَ الْهَرَجُ وَ هُوَ الْقَتْلُ وَ حَتّٰى يَكْثُرَ فِيْكُمُ الْمَالُ فَيَفِيْضَ حَتّٰى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَّقْبَلُ صَدَقَتَهٗ وَ حَتّٰى يَعْرِضَهٗ فَيَقُوْلُ الَّذِىْ يَعْرِضُهٗ عَلَيْهِ لَا اَرَبَ لِىْ بِهٖ وَ حَتّٰى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِى الْبُنْيَانِ وَ حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِىْ مَكَانَهٗ ...... الخ»

① قیامت قائم نہیں ہو گی حتیٰ کہ (مسلمانوں کی) دو بڑی جماعتیں آپس میں لڑیں گی اور ان کے درمیان عظیم جنگ ہوگی ان کی دعوت ایک ہی ہو گی (یعنی قران وسنت پر عمل پیرا ہوں گے)

② اور (تقریباً) تیس جھوٹے دجال رونما ہوں گے وہ تمام اپنے کو اللہ کے رسول سمجھتے ہوں گے

③ اور علم قبض کر لیا جائے گا۔

④ اور زلزلے کثرت سے آئیں گے۔

۵ اور وقت قریب قریب ہو جائے گا (یعنی جلدی گزرے گا)

۶ اور فتنوں کا ظہور ہو گا اور خونریزی کثرت سے ہو گی۔

۷ اور تم میں مال کی کثرت ہو گی مال عام ہو جائے گا حتیٰ کہ مال والے شخص کے لیے پریشان کن بات یہ ہو گی کہ اس کا صدقہ کون قبول کرے گا؟ حتیٰ کہ وہ اپنا صدقہ کسی پر پیش کرے گا تو وہ کہے گا کہ مجھے اس کی حاجت ہی نہیں ہے۔

۸ اور لوگ عمارتوں میں مقابلہ بازی کریں گے۔

۹ اور (فتنوں کی بہتات کی وجہ سے) ایک شخص کسی کی قبر کے پاس سے گزرے گا تو کہے گا کہ کاش میں اس (قبر والے) کی جگہ ہوتا...... الخ

(بخاری کتاب الفتن باب خروج النار کا ذیلی باب، رقم: ۷۱۲۱)

فائدہ= جنگ صفین ہو چکی ہے اور تقریباً تیس جھوٹے نبی بھی گزر چکے ہیں اور زلزلے بھی آ رہے ہیں اور ایران وغیرہ کچھ ممالک ایسے ہیں جہاں اکثر زلزلہ آتا ہے اور اوقات بھی جلدی گزر رہے ہیں۔ اور فتنوں کا دور دورہ ہے اور خونریزی بھی عام ہے خصوصاً جن ملکوں میں جنگی حالات پیدا ہو چکے ہیں اور تعمیراتی کاموں میں مقابلہ بازی بھی موجود ہے۔ جس کے باپ کو صبح شام کا کھانا نصیب نہیں تھا لیکن آج بیٹے نے بلڈنگ بنا رکھی ہے۔

((...... 142 ......))

مدینہ میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہو سکیں گے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«عَلٰى أَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلٰئِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَ لَا الدَّجَّالُ»

"مدینے کے راستوں پر فرشتے ہوں گے اس میں نہ دجال داخل ہوگا اور نہ ہی طاعون کی وباء۔"

(بخاری، کتاب الفتن، باب لا یدخل الدجال المدینة:۷۱۳۳)

فائدہ=مدینہ طاعون سے پاک چلا آ رہا ہے۔

((...... 143 ...... 144 ...... 145 ......))

ماں نوکرانی اور غریب دولت مند ہو جائیں گے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص آیا جس کے کپڑے انتہائی سفید اور بال انتہائی سیاہ تھے جب ہم اس کے لباس اور حلیے کو دیکھتے تو محسوس ہوتا کہ یہ مدینے کا باشندہ ہے لیکن جب یہ دیکھتے تھے کہ ہم میں سے اسے کوئی نہیں پہچانتا تو محسوس ہوتا کہ یہ مسافر ہے وہ آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گھٹنوں کے بل دو زانوں ہو کر بیٹھ گیا اور اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھا اور کہنے لگا اے محمد! ایمان کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اللہ اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کی ملاقات،اس کے رسولوں، (مرنے کے بعد) اٹھنے اور تقدیر کو مان لے۔اس نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرے اور فرض نماز قائم کرے اور فرض زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے۔

اس نے پوچھا کہ احسان کیا چیز ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت (اس یقین اور ایمان سے) کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اگر (اتنا) نہیں تو پھر (یہ یقین کر کہ) وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

اس نے کہا قیامت کب آئے گی؟

آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے آپ سے زیادہ علم نہیں ہے (یعنی تجھے اور مجھے دونوں کو قیامت کا علم نہیں ہے)

البتہ میں آپ کو اس کی (چند) نشانیاں بتا سکتا ہوں۔

«اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَةُ رَبَّهَا فَذٰلِكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَ اِذَا كَانَتِ الْعُرَاةُ الْحُفَاةُ رُؤُوْسَ النَّاسِ ...... وَ اِذَا تَطَاوَلَ رِعَاءُ الْبُهْمِ فِي الْبُنْيَانِ »

① جب لونڈی اپنے مالک کو جنے گی (یعنی اولاد حاکم ماں محکوم ہو گی)

② ننگے پاؤں اور ننگے بدن والے لوگوں کے سردار بن جائیں گے۔

③ جب بکریوں کے چرواہے بلڈنگیں بنانے میں مقابلہ بازی کریں گے۔

(قیامت کا علم) ان پانچ چیزوں میں سے ہے جنھیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر آپ ﷺ نے درج ذیل آیات کی تلاوت کی۔

﴿ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴾

”بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور وہ ہی بارش نازل کرتا ہے اور جانتا ہے جو (ماؤں کے) رحموں میں ہے (کہ نر ہے یا مادہ خوبصورت ہے یا بدصورت؟ ناقص پیدائش والا ہے یا کامل؟ وغیرہ) اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ کل کیا کمائے گا اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کس زمین (کے حصے) میں مرے گا بے شک اللہ تعالیٰ علم والا خبر رکھنے والا ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ شخص (سوال و جواب کے بعد) چلا گیا تو

نبی ﷺ نے (صحابہ رضی اللہ عنہ سے) فرمایا کہ اس شخص کو واپس لے آؤ صحابہ رضی اللہ عنہم اسے ڈھونڈتے رہے لیکن وہ نہ ملا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«فَاِنَّهُ جِبْرِيْلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ»

"وہ تو جبریل امین تھے (جو انسانی شکل میں) آئے تھے وہ تمھیں دین اسلام کی تعلیم دینے کی غرض سے آئے تھے۔"

(مسلم، کتاب الایمان، باب الایمان ماھو.....رقم ۱۰-۹)

فائدہ= آج ماں بیچاری مظلوم اور خادمہ ہے اور اولاد حاکم ہے اور جن کو پہننے کے لیے کپڑا میسر نہیں تھا آج وہ چوہدری اور بنگلوں کے مالک ہیں۔ اور جو لوگ بالکل نادار تھے آج وہ اسمبلی حالوں میں پہنچے ہیں اور چوہدری اور سردار بنے ہوئے ہیں۔

((..... 146 .....))

نالائق لوگ عہدوں پر فائز ہو جائیں گے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک مجلس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے گفتگو میں مصروف تھے اتنے میں ایک دیہاتی شخص آیا کہنے لگا کہ قیامت کب آئے گی؟

آپ ﷺ نے اپنی بات کو جاری رکھا (اسے جواب نہ دیا) تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ آپ ﷺ نے اس کی بات کو سنا ہے لیکن ناپسند کیا ہے؟

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ آپ ﷺ نے اس کی بات سنی ہی نہیں۔

جب آپ ﷺ نے اپنی بات مکمل کر لی تو فرمایا کہ قیامت کے متعلق سوال کرنے والا کون ہے؟

دیہاتی نے عرض کی یا رسول اللہ! میں نے سوال کیا تھا

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«فَاِذَا ضُیِّعَتِ الْاَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ»

"جب امانت ضائع کردی جائے تب قیامت کا انتظار کرنا۔"

اس نے پوچھا امانت ضائع ہونے کا کیا مطلب ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰی غَیْرِ اَهْلِهٖ فَانْتَظِرُ السَّاعَةَ»

"جب عہدہ نا اہل (جاہلوں) کے سپرد کردیا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔" (بخاری، کتاب العلم، باب مَنْ سُئِلَ عَنِ لْعِلْمِ حدیث: ۵۹)

فائدہ= آج عہدوں پر فائز دین دار نہیں بلکہ بے دین انگریزوں کے ایجنٹ اور نااہل ہیں۔ الا ما شاء اللہ

((...... 147 ...... 148 ...... 149 ...... 150 ...... 151 ......))

علم کی جگہ جہالت، شراب و زنا عام، عورتیں زیادہ، مرد کم ہوں گے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے یہ نشانیاں بھی ہیں۔

«اَنْ یُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَ یَثْبُتَ الْجَهْلُ وَ یُشْرَبَ الْخَمْرُ وَ یَظْهَرَ الزِّنَا»

"علم اٹھ جائے گا اور جہالت ثابت رہے گی اور شرابیں پی جائیں گی اور زنا کاری ظاہر ہو جائے گی۔"

(بخاری، کتاب لعلم، باب رفع لعلم وظهور الجهل: ۸۰)

ایک روایت میں ہے:

«وَ تَكْثُرُ النِّسَاءُ وَ يَقِلُّ الرِّجَالُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ اِمْرَاَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ»

"عورتوں کی کثرت اور مردوں کی کمی ہو جائے گی حتی کہ پچاس عورتوں کا نگران ایک مرد ہو گا۔" (بخاری، کتاب العلم، باب مذکور حدیث: ۸۱)

فائدہ= یہ تمام امور ہمارے معاشرے میں عام ہیں۔

((...... 152 ......))

کم عمر یا کم علم لوگ دین کی تعلیم دیں گے:

حضرت ابو امیہ جمحی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُّلْتَمَسَ الْعِلْمُ عِنْدَ الْاَصَاغِرِ»

"قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ علم کم عمر یا گھٹیا (جاہل لوگوں) سے حاصل کیا جائے گا۔ (طبرانی صغیر، رقم: ۲۲۰۳)

فائدہ= آج کتنے تبلیغ کرنے والے جاہل ہوتے ہیں اور آج تعلیم دینے والے کم عمر بھی موجود ہیں جن سے بڑی عمر کے لوگ تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

((...... 153 ...... 154 ......))

تحیۃ المسجد سے محرومی اور سلام واقف کو کہا جائے گا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَّمُرَّ الرَّجُلُ فِي الْمَسْجِدِ لَا يُصَلِّي فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ وَ اَنْ لَّا يُسَلِّمَ الرَّجُلُ اِلَّا عَلٰى مَنْ عَرَفَهٗ»

"قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ انسان مسجد سے گزر جائے گا اور اس میں دو رکعتیں ادا نہیں کرے گا اور انسان صرف اپنے جاننے والے کو سلام کرے گا۔" (طبرانی۔ جامع صغیر للالبانی): ۵۷۷۲)

فائدہ= آج تحیۃ المسجد کا رواج نہیں ہے اور لوگ واقف شخص کو ہی سلام کرتے ہیں۔

((...... 155 ...... 156 ......))

گمراہ حکمران ہوں گے:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وَ اِنْ مِمَّا اَتَخَوَّفُ عَلٰی اُمَّتِی اَئِمَّةً مُضِلِّیْنَ ...... وَ لَنْ تَزَالَ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِیْ عَلَی الْحَقِّ مَنْصُوْرِیْنَ لَا یَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰهِ"

"مجھے اپنی امت پر جن چیزوں کا خوف ہے ان میں سے یہ بھی ہے کہ گمراہ لوگ حکمرانی کرنے والے ہوں گے اور میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی وہ مدد کی ہوئی ہو گی اس کی مخالفت کرنے والے اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے (یعنی حق سے نہ ہٹا سکیں گے وہ اسی حالت پر رہیں گے) حتی کہ قیامت آ جائے گی۔"

(ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب ما یکون من الفتن، رقم: ۳۹۵۲)

فائدہ= آج حکمران خود تو گمراہ ہیں لیکن عوام کو بھی بنیاد پرستی سے ہٹا کر اور روشن خیالی (بے حیائی بے پردگی اور بے دینی) کی ترغیب دلا کر گمراہ کر رہے ہیں۔

((...... 157 ...... 158 ...... 159 ......))

جھوٹ عام ہو گا اور تجارتی مراکز کی کثرت ہو جائے گی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَظْهَرَ الْفِتَنُ وَ یَکْثُرَ الْکَذِبُ وَ

يَتَقَارَبُ الْاَسْوَاقُ .... الخ»

"قیامت سے پہلے فتنے ظاہر ہوں گے اور جھوٹ کثرت سے بولا جائے گا اور بازار (تجارتی مراکز) بہت ہو جائیں گے...... الخ۔

(مسند أحمد: ۱/۲۰۵)

((...... 160 ......))

آخر زمانہ میں جھوٹے اور فتنہ پرست لوگ ہوں گے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَأْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ مَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَ لَا اٰبَاءُ كُمْ فَاِيَّاكُمْ وَ اِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَ لَا يُفْتِنُوْنَكُمْ»

"آخر زمانہ میں فتنہ پرست اور انتہائی جھوٹے لوگ ہوں گے جو تمھارے پاس وہ احادیث لائیں گے جنھیں پہلے نہ تم نے سنا ہو گا اور نہ ہی تمھارے آباء و اجداد نے (یعنی من گھڑت احادیث بیان کریں گے) ان سے بچ کر رہنا تاکہ تمھیں گمراہ نہ کر دیں اور تمھیں فتنے میں مبتلا نہ کر دیں)

(مسلم،باب النهي عن الرواية عن الضعفاء...... رقم:۷)

فائدہ= آج کتنے لوگ ہیں جو ضعیف اور موضوع احادیث بیان کر کے لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں؟ پھر ظلم یہ کہ صحیح احادیث کے منکر ہیں۔

((...... 161 ......))

مسلمان مسلمان کو قتل کرے گا:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت سے پہلے خونریزی

ہو گی ایک مسلمان نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم اس دور میں بھی تو ایک سال میں اتنے مشرکین کو قتل کر دیتے ہیں (یعنی خونریزی تو اب بھی ہوتی ہے)

آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَيْسَ بِقَتْلِ الْمُشْرِكِيْنَ وَ لٰكِنْ يَّقْتُلُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا حَتّٰى يَقْتُلَ الرَّجُلُ جَارَهٗ وَ ابْنَ عَمِّهٖ وَ ذَا قَرَابَتِهٖ»

"خونریزی سے مراد مشرکوں کا قتل نہیں بلکہ تم (مسلمان) ایک دوسرے کو قتل کرنے لگو گے حتی کہ ایک شخص اپنے ہمسائے اور اپنے چچا زاد بھائی اور اپنے قریبی رشتہ دار کو قتل کرے گا۔"

(ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب التثبت فی الفتنۃ رقم:۳۹۵۹)

فائدہ= آج انسان کو اپنے ہمسائے اور قریبی رشتہ دار حتی کہ بہن بھائی ماں باپ کو قتل کرنے میں جھجک محسوس نہیں ہوتی۔

((...... 164 ...... 163 ...... 162 ......))

حرام خوری اور بدکاری ہوگی:

حضرت ابو بردہ اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«اِنَّمَا اَخْشٰى عَلَيْكُمْ شَهَوَاتِ الْغَيِّ فِيْ بُطُوْنِكُمْ وَ فُرُوْجِكُمْ وَ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ»

"مجھے تم پر پیٹ کو گمراہ کرنے والی خواہشات (حرام خوری) کا اور تمھاری شرمگاہوں کو گمراہ کرنے والی خواہشات (بدکاری لواطت) کا اور گمراہ کرنے والے فتنوں (یعنی انتہا درجے کے فتنوں) کا خوف ہے۔"

(مجمع الزوائد:۱۲۳۷/۷)

فائدہ= آج حرام خوری، دکاری اور گمراہ کن فتنے موجود ہیں۔

((...... 165 ......))

اپنی ماں بہن سے بدکاری ہو گی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَتَرْكَبُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَ ذِرَاعًا بِذِرَاعٍ وَ بَاعًا بِبَاعٍ حَتّٰى لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ دَخَلَ جُحْرَ ضَبٍّ لَدَخَلْتُمْ وَ حَتّٰى لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ جَامَعَ اُمَّهٗ لَفَعَلْتُمْ»

"تم اپنے سے پہلے والوں کے نقش قدم پر چلو گے.....حتی کہ اگر وہ سانڈھے کی بل میں داخل ہوئے تو تم بھی داخل ہو گے حتی کہ اگر ان میں کسی نے اپنی ماں سے بدکاری کی تو تم بھی کرو گے۔" (مجمع الزوائد:۱۲۱۰۵/۷)

فائدہ= آج بہن بیٹی ماں وغیرہ محرمات سے بدکاری یورپ میں تو موجود ہے اب یہ چیز اسلامی ممالک میں لانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ العیاذ باللہ۔

((...... 166 ......))

غزوۂ ہند ہو گا:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«عِصَابَتَانِ مِنْ اُمَّتِيْ حَرَّرَهُمَا مِنَ النَّارِ عِصَابَةٌ تَغْزُوا الْهِنْدَ وَ عِصَابَةٌ تَكُوْنُ مَعَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ»

"میری امت کی دو جماعتیں ایسی ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے جہنم سے آزاد کر دیا ہے۔"

① جو جماعت ہندوستان سے جنگ کرے گی۔

② جو جماعت حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ ہوگی

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«وَ عَدَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ غَزْوَۃَ الْهِنْدِ فَاِنْ اَدْرَكْتُهَا اُنْفِقْ فِيْهَا نَفْسِيْ وَ مَالِيْ وَ اِنْ قُتِلْتُ كُنْتُ اَفْضَلَ الشُّهَدَاءِ فَاِنْ رَّجِعْتُ فَاَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ»

''ہم سے رسول اللہ ﷺ نے ہندوستان کی لڑائی (لڑنے) کا وعدہ لیا تھا اگر میں نے اس جنگ کو پالیا تو اپنا مال اور جان تک قربان کردوں گا اگر میں اس میں شہادت پا گیا تو افضل ترین شہید ہوں گا اور اگر (زندہ) واپس آ گیا تو تب میں (جہنم سے) آزاد ابوہریرہ ہوں گا۔''

(نسائی، کتاب الجهاد، باب غزوة الهند، حدیث:۳۱۷۶-۳۱۷۷)

فائدہ = ہندوستان سے جنگ قرون اولیٰ میں محمد بن قاسم، سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ علیہ نے کی تھی پھر شاہ اسماعیل رحمہ اللہ نے اپنے وقت میں ہندوستان میں جہاد کیا اور اب موجودہ دور یعنی ۱۹۹۰ء سے لشکر طیبہ اور کئی تنظیموں کے قائدین کی قیادت میں بھی جہاد جاری ہے۔

((...... 167 ......))

ترکوں سے جنگ ہوگی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُوْنَ التُّرْكَ قَوْمًا وُجُوْهُهُمْ كَالْمَجَانِّ الْمُطْرَقَةِ يَلْبَسُوْنَ الشَّعْرَ وَ يَمْشُوْنَ فِي الشَّعْرِ»

''قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ مسلمانوں کی ترکوں سے جنگ ہوگی ان

کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح (چوڑے) ہوں گے جن کا لباس اور جوتے بالوں کے بنے ہوئے ہوں گے۔"

(نسائی، کتاب الجهاد ، باب غزوة الترك والحبشة :۳۱۷۹)

فائدہ= اس سے مراد تاتاریوں سے لڑائی ہے جو ہو چکی ہے یا پھر کوئی دوسری قوم ہے جو ان کی طرح ہو گی۔ اللہ اعلم

((...... 168 ...... 169 ...... 170 ......))

پہلی کا چاند بڑا اور مسجدیں گزرگاہ اور ایمرجنسی اموات:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: قربِ قیامت کی یہ علامتیں بھی ہیں کہ:

«اَنْ يُّرَى الْهِلَالُ قَبَلًا فَيُقَالُ لِلَيْلَتَيْنِ وَ اَنْ تُتَّخَذَ الْمَسَاجِدُ طُرُقًا وَ اَنْ يَظْهَرَ مَوْتُ الْفُجَأَةِ»

"پہلی رات کا چاند دوسری کے چاند کی طرح بڑا نظر آئے گا اور مسجدوں کو گزرگاہ بنا لیا جائے گا اور ایمرجنسی اموات واقع ہوں گی۔"

(جامع صغیر للالبانی ۵۷۷۵/۵)۔

فائدہ= مذکورہ علامات بھی معاشرے میں موجود ہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نبی ﷺ کے مرض الموت میں رونا اور ہنسنا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، ایک دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس تشریف لائیں ان کی چال نبی ﷺ کی چال کی طرح تھی۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

«مَرْحَبًا بِابْنَتِي» (میری بیٹی کو خوش آمدید ہو) پھر آپ ﷺ نے انھیں اپنی دائیں یا بائیں جانب بٹھا لیا پھر آپ ﷺ نے ان سے راز دارانہ بات کی تو وہ

رونے لگیں میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کس لیے رو رہی ہو؟

اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایک اور بات کان میں کہی تو وہ ہنس پڑیں میں نے صرف آج ہی یہ دیکھا تھا کہ کوئی رونے کے فوراً بعد ہنستا ہے میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کیا باتیں کی ہیں؟

لیکن فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز فاش نہیں کر سکتی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دوبارہ پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ پہلے یہ سرگوشی کی تھی کہ جبریل علیہ السلام ہر سال مجھ سے ایک بار قرآن کا دور کیا کرتے تھے لیکن اس سال دو دفعہ دور کیا ہے مجھے اس سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ میری وفات ہونے والی ہے اور میرے اہل و عیال میں سے سب سے پہلے مجھے تو ملے گی (یعنی تیری وفات پہلے ہو گی یہ سن کر) میں رو دی۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ »

”کیا تجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ جنتی عورتوں کی (یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) مومن عورتوں کی سردار ہو؟“ یہ سن کر میں ہنس پڑی تھی۔“

بخاری، کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام، رقم: ۳۶۲۳، ۳۶۳۴)

بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے تو مجھے ملے گی تب میں ہنس دی۔ (حوالہ مذکور: ۳۶۲۵)

مسئلہ علم غیب قرآن کریم کی نظر میں

غیب کا علم صرف اللہ کو ہے:

اللہ کریم کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا بِاللّٰهُ﴾

(النمل: ٦٥)

"آپ فرما دیں کہ آسمان و زمین میں موجود کوئی بھی غیب نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔"

﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾

(لقمان: ٣٤)

"بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور وہی بارش نازل کرتا ہے اور رحموں میں (نر یا مادہ وغیرہ رموز کا) علم بھی اسے ہے اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کمائے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا بے شک اللہ تعالیٰ علم ان تمام چیزوں کے متعلق والا باخبر ہے۔"

ایک ازالہ:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَ يَعْلَمُ مَا

فِي الْأَرْحَامِ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾

''بے شک اللہ کے ہاں ہے قیامت کا علم اور بارش کو نازل کرتا ہے اور جانتا ہے اس چیز کو جو رحم میں ہوتی ہے اور کوئی نفس کو یہ علم نہیں ہے کہ کل کیا کمائے گا اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا بے شک اللہ تعالیٰ علم والا خبر رکھنے والا ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں کے متعلق کہا ہے کہ ان کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے واقعی اس طرح ہوا کہ آج تک کسی کو ان چیزوں کا علم نہیں ہو سکا۔

1. قیامت کی نشانیاں اللہ کے رسول ﷺ نے بتائی ہیں ان نشانیوں کی روشنی میں یہ تو معلوم ہو سکتا ہے کہ قیامت قریب ہے لیکن کس صدی کے کسی سال، کس دن، کس وقت آئے گی اس کا علم صرف اللہ کو ہے۔

2. بارش اترنے کا علم صرف اللہ کو ہے انسان صرف یہ بتا سکتے ہیں کہ بارش کا امکان ہے اور بس۔ کئی بار ایسا ہوا کہ بارش کا امکان تھا لیکن بارش نہ ہوئی اور بارش کا امکان نہیں تھا لیکن بارش ہو گئی۔

3. کوئی انسان حتمی طور پر نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کرے گا صرف امکان ہوتا ہے کہ انسان کل کیا کرے گا۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان کو پورا اعتماد ہوتا ہے کہ کل فلاں کاروبار کروں گا لیکن مجبوری پیدا ہو جاتی ہے انسان وہ کاروبار کر ہی نہیں پاتا۔

4. کسی انسان کو حتمی طور پر معلوم نہیں ہوتا کہ اس کی موت کہاں آئے گی

صرف امکان ہوتا ہے کہ انسان فلاں جگہ فلاں شہر میں مرے گا لیکن انسان کی موت ایسی جگہ پر آ جاتی ہے کہ اسے یا کسی کو وہم ہی نہیں ہوتا کہ اس جگہ پر فلاں کی موت واقع ہو گی۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید لاہور کے قلعہ لچھن چوک پر ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے شدید زخمی ہوئے لیکن ان کی وفات سودی عرب میں ہوئی اور جنت البقیع میں تدفین ہوئی حالانکہ کسی کو توقع ہی نہیں تھی۔

5 ماں کے پیٹ میں کیا ہے نر ہے یا مادہ۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جب بچہ آٹھ نو ماہ ماں کے پیٹ میں گزار لیتا ہے تب ٹی وی ایکسرے کے ذریعے کچھ لوگ بتاتے ہیں کہ پیٹ میں بچہ ہے یا بچی۔

- اوّل تو یہ ایک اندازہ ہوتا ہے یقینی بات نہیں ہوتی کیونکہ کئی بار ڈاکٹر بتاتے ہیں کہ پیٹ میں بچہ ہے لیکن بچی ہوتی ہے۔
- دوسرا یہ کہ انسان کا یہ تخمینہ بھی بچے کے پیٹ میں مکمل پرورش پا جانے کے بعد (عموماً) صحیح ہوتا ہے ورنہ جب پیٹ میں نطفہ قرار پاتا ہے تب کوئی بھی نہیں بتا سکتا کہ پیٹ میں بچہ ہے یا بچی؟
- تیسرا یہ کہ اگر ڈاکٹر اس بات پر قادر ہو جائیں کہ وہ منی کے ٹیسٹ سے بتا سکیں کہ پیٹ میں کیا ہے تب بھی اللہ کا فرمان سچا ہے کہ پیٹ میں موجود بچے یا بچی کا علم کسی کو نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کا یہ علم ایک آلے کے ذریعے ہے جو اللہ نے انسان کو بنانے کی توفیق اور سمجھ عطا فرمائی اس کی مثال اس طرح ہے کہ انسان اپنے پیچھے کے حالات کو نہیں جان سکتا لیکن گاڑی کا ڈرائیور شیشے کے پیچھے کے حالات کو جانتا ہے یہ علم غیب نہیں بلکہ یہ ایک آلے کے ذریعے

معلومات ہوتی ہیں اس طرح ڈاکٹر کو بچے یا بچی کا علم ٹی وی ایکسرے سے یا ٹیسٹ سے ہوتا ہے۔ پھر اسی بحث کو صرف انسانوں کے متعلق نہ بناؤ بلکہ جانوروں اور کیڑوں و مکوڑوں پر شامل کر لو کوئی آلہ یہ نہیں بتا سکتا کہ چیونٹی کے انڈے میں چیونٹی ہے یا چیونٹیا......؟ ماں کے پیٹ میں موجود بچہ کالا ہوگا یا گورا، بدصورت ہوگا یا خوبصورت؟ نیک بخت ہوگا یا بدبخت اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہوسکتا۔

اس تقریر سے معلوم ہوا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ان پانچ چیزوں کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے کسی اور کو نہیں، بات آج تک اسی طرح ہی ہے۔

﴿ وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ الْأَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴾
(الانعام:٥٩)

”اور اللہ کے پاس غیب کی چابیاں ہیں انھیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ خشکی اور تری کی چیز جانتا ہے جو پتہ بھی گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور زمین کی تاریکیوں میں جو دانہ گرتا ہے اور جو تر یا خشک چیز گرتی ہے وہ سب (اللہ کے) واضح ریکارڈ میں ہے۔“

﴿ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ﴾ (البقرة:٢٥٥)

”اللہ اس چیز کو جانتا ہے جو ان کے سامنے اور جو چیز ان کے پیچھے ہے۔“

﴿ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَ لَا فِي السَّمَاءِ ﴾
(آل عمران:٥)

”بے شک اللہ پر آسمان و زمین کی کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔“

﴿ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴾ (الحشر:٢٢)

”وہ غیب اور حاضر چیز کو جاننے والا ہے وہ رحمٰن و رحیم ہے۔“

﴿ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَ مَا تُعْلِنُوْنَ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴾ (التغابن:٤)

”وہ آسمان و زمین میں موجود چیزوں کو جانتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو اسے وہ جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو سینے کی باتوں کو بھی جاننے والا ہے۔“

ان تمام آیات سے معلوم ہوا کہ غیب دان اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی غیب کی باتوں کو نہیں جانتا ہاں اگر اللہ کریم اپنے کسی بندے کو کسی نبی کو ولی عالم کو یا کسی سائنسدان کو کسی چیز کا علم دے دے اور وہ لوگوں کو اس چیز سے مطلع اور آگاہ کردے تو یہ اس شخص کا علم غیب نہیں بلکہ خاص اللہ کا فضل ہوگا اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کسی چیز کا علم نہ دے تو بندوں کو معلوم نہیں ہوسکتا۔

ہم نیچے وہ آیات لکھنا چاہ رہے ہیں کہ جن سے معلوم ہوگا کہ غیب کا علم نہ تو انبیاء کو ہے اور نہ فرشتوں کو اور نہ جنات کو ہے اور نہ ہی کسی ولی کو۔

فرشتوں کو غیب کا علم نہیں ہے:

اللہ پاک نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ان کو چیزوں کے ناموں کے علم سے سرفراز فرمایا، اور جب فرشتوں سے ان چیزوں کے نام پوچھے تو انھوں نے کہا:

﴿ سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ

الْحَكِيمُ ﴾ (البقرة:٣٢)

"(اے اللہ) تو پاک ہے ہمیں تو صرف اس چیز کا علم ہو سکتا ہے جو تو ہمیں سکھا دے گا بے شک تو ہی علم اور حکمت والا ہے۔"

انبیاء کو علم غیب کا علم نہیں ہے:

اللہ کریم نے حضرت آدم علیہ السلام کا واقعہ قرآن کریم میں کئی مقامات پر بیان فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا فرشتوں سے سجدہ کرایا انھیں جنت میں داخل فرمایا اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جنت میں جہاں سے بھی تمہارا جی چاہے، کھاتے پیتے رہو لیکن فلاں درخت کے نزدیک نہیں جانا اور نہ گناہ گار بن جاؤ گے اور ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ شیطان تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے یہ تمھیں گمراہ نہ کرنے پائے۔

لیکن حضرت آدم علیہ السلام جنت میں گئے اور شیطان نے پوری کوشش کی کہ آدم و حوا سے اللہ کی نافرمانی کرا کر انھیں جنت سے خارج کرا دیا جائے۔ اللہ فرماتے ہیں:

﴿ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَ قَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴾

"شیطان نے ان دونوں (آدم و حواء کے دل میں) وسوسہ ڈالا تا کہ ان کی شرمگاہیں جو چھپائی گئی تھیں وہ ظاہر کر دے اور شیطان نے کہا کہ تمھیں تمہارے رب نے اس درخت سے صرف اس لیے منع کیا ہے کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ یا جنت میں ہمیشہ رہنے نہ لگ جاؤ۔"

﴿ وَ قَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴾

"شیطان نے ان دونوں کے سامنے قسم کھا کر (کہا کہ) یقیناً میں تمہارا خیرخواہ ہوں۔"

﴿ فَدَلّٰهُمَا بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَ نَادٰىهُمَا رَبُّهُمَا اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَا اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴾ (الاعراف:۱۹-۲۲)

"شیطان ان دونوں کو فریب سے نیچے لے آیا چنانچہ جب انھوں نے درخت کو چکھا تو ان کی شرمگاہیں ظاہر ہو گئیں اور وہ دونوں اپنے اوپر جنت (کے درختوں) کے پتے رکھنے لگے لیکن ان کے رب نے انھیں آواز دی کہ کیا میں نے تمھیں اس درخت سے منع نہیں کیا تھا اور یہ نہیں کہہ دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے؟"

ایک مقام پر فرمایا:

﴿ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ﴾ (البقرة:۳٦)

"شیطان نے ان دونوں کو پھسلا دیا اور جس جنت میں رہتے تھے انھیں اس سے نکلوا دیا (اللہ نے ان کو جنت سے زمین پر اتار دیا)"

جب وہ نعمتوں بھری جنت سے اپنی نافرمانی کے سبب نکال دے گئے تو اب انھیں اپنے رب سے معافی مانگنے کا بھی طریقہ نہیں آتا تھا اس کا تذکرہ رب کریم نے یوں فرمایا۔

﴿ فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴾ (البقرة:۳۷)

"آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے (توبہ کے) کلمات سیکھے (اور توبہ کی) تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔"

جو کلمات آدم علیہ السلام نے اللہ سے سیکھے تھے ان کا ذکر اللہ رب العالمین نے یوں کیا:

﴿ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴾ (الاعراف:۲۳)

"اے ہمارے رب ہم نے (تیری نافرمانی کرکے) اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور رحم نہ کیا تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔"

آدم علیہ السلام کے متعلق اوپر لکھی گئی آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آدم علیہ السلام جب جنت سے نکلے تو وہ اللہ سے شرمندہ تھے اور ان کو اپنی غلطی پر افسوس تھا۔

کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے جس میں عقل و شعور ہو؟ کہ آدم علیہ السلام نے کوئی یہ علم تھا کہ شیطان انھیں گمراہ کر رہا ہے اور ہم سے اللہ ناراض ہو جائے گا اور ہمیں اس ناراضگی کے باعث جنت سے نکال باہر کرے گا؟ یقیناً انھیں ان ساری باتوں کو پتا نہیں تھا ہمارا ایمان ہے کہ اگر آدم علیہ السلام کو اس کا علم ہوتا تو وہ کبھی اللہ کی نافرمانی اور شیطان کی پیروی نہ کرتے۔

اگر کوئی کہتا ہے کہ آدم علیہ السلام کو یہ سب کچھ معلوم تھا پھر جان بوجھ کر وہ جنت سے نکل گئے تو اس کی عقل سلامت نہیں ہو سکتی۔

حضرت نوح علیہ السلام کو غیب کا علم نہیں تھا:

اللہ رب العالمین نے قرآن حکیم میں حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ کئی مقامات پر

بیان فرمایا ہے اس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے کہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ساڑھے نوسو برس اللہ کی طرف دعوت دی لیکن ان کی اتنی طویل محنت کے باوجود صرف (۷۰) ستر یا (۸۰) اسی افراد مسلمان ہوئے تو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے رب کے سامنے بد دعا کے لیے ہاتھ پھیلا دیے:

﴿رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا﴾

''اے میرے رب اب کافروں کا ایک شخص بھی زمین پر نہ چھوڑ۔''

(بلکہ تمام کو برباد کردے) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی بد دعا قبول فرمائی اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اب کشتی تیار کرو کیونکہ ہم ایسا سیلاب بھیجیں گے جو کافروں کو غرق کردے گا آپ نے اس کشتی میں اپنے ماننے والوں کو بٹھا دینا ہے اور جانوروں کا نر مادہ جوڑا بھی بٹھا لینا لیکن کفار میں سے کسی کو نہ بٹھانا۔

لیکن یہ یاد رکھنا کہ کسی کافر کے حق میں مجھ سے کوئی سفارش وغیرہ نہ کرنا۔ کشتی بن گئی، ایمان والوں کو سوار کر لیا گیا ان کے ساتھ کتوں اور خنزیروں وغیرہ جانوروں کو بھی کشتی میں بٹھا لیا گیا لیکن مشرکین کا کوئی شخص اس میں نہ بٹھایا گیا آسمان سے خوب بارش برس رہی تھی اور زمین سے پانی جوش مار کر نکل رہا تھا پانی میں زبردست طغیانی تھی پانی کی لہریں پہاڑوں جیسی بلند و بالا تھیں ان نازک حالات میں نوح کی نظر اپنے کافر بیٹے پر پڑ گئی جو پہاڑ پر چڑھا جا رہا تھا، نوح علیہ السلام نے اسے اس وقت بھی کفر چھوڑنے اور مسلمان ہو کر کشتی میں سوار ہونے کی دعوت دی لیکن بیٹا نہ مانا تو ایک زبردست پانی کی لہر آئی اور بیٹے کو باپ کے سامنے غرق کردیا۔

اب نوح علیہ السلام کا بیٹا اگرچہ کافر تھا لیکن شفقت پدری میں جوش آیا اور اللہ کے سامنے یوں فریاد کی:

﴿ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَ اِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَ اَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ ﴾

”کہ اے میرے رب میرا بیٹا تو میرے اہل سے ہے اور بے شک تیرا وعدہ حق ہے (کہ میں تیرے اہل کو بچاؤں گا) اور تو تمام حاکموں سے بہتر حاکم ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو یوں خبردار فرمایا:

﴿ یَا نُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّیْ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِیْنَ ﴾

”اے نوح وہ تیرے اہل سے نہیں ہے اس کے عمل نیک نہیں تھے اس لیے (آئندہ) جس چیز کا تجھے علم نہ ہو اس کا سوال نہ کرنا میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تو جاہلوں میں سے اپنا شمار کرانے سے باز رہے۔“

جب حضرت نوح علیہ السلام کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے یوں توبہ کی:

﴿ رَبِّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَالَیْسَ بِهٖ عِلْمٌ وَ اِنْ لَّا تَغْفِرْلِیْ وَ تَرْحَمْنِیْ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴾ (هود:٤٥۔٤٧)

”اے میرے رب میں اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں اس چیز کا سوال کروں جس کا مجھے علم نہ ہو اگر تو نے مجھے (میری یہ خطا) نہ بخشی اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔“

اگر حضرت نوح علیہ السلام کو علم ہوتا کہ میرے اس سوال پر کائنات کا رب ناراض ہو

جائے گا تو وہ کبھی بھی ایسا سوال نہ کرتے۔

موسیٰ کو غیب کا علم نہیں تھا:

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین سے اپنے بیوی بچوں کو لے کر مصر واپس آرہے تھے، رات ٹھنڈی اور اندھیری تھی۔ انھیں راستہ معلوم نہیں ہو رہا تھا۔ ساتھ سردی بھی ستا رہی تھی تب موسیٰ علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ﴾ (طٰہٰ: ۱۰)

”جب موسیٰ نے آگ دیکھی (جو طور پہاڑ پر تھی) تو اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو مجھے آگ دکھائی دے رہی ہے ممکن ہے کہ میں تمھارے پاس آگ کا انگارہ لاؤں یا آگ پر راستے کی اطلاع پاؤں۔“

موسیٰ علیہ السلام اللہ کا نبی ہے راستہ بھولا ہوا ہے وہ کسی آدمی کی تلاش میں ہے کہ جو اسے راستہ بتائے اور ان کو جو آگ نظر آئی تھی وہ آگ نہیں تھی اگر ان کو غیب کا علم ہوتا تو ان کا راستہ گم نہ ہوتا اور نہ ہی آگ کے متعلق ان کو غلط فہمی لگتی۔

پھر جب موسیٰ علیہ السلام کی کلام کائنات کے مولیٰ سے ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے انھیں معجزہ دیا فرمایا:

﴿ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴾ (طٰہٰ: ۱۸/۲۱)

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! اپنے ہاتھ والی لاٹھی پھینکو جب انھوں نے لاٹھی پھینکی تو وہ دوڑتا ہوا سانپ بن گیا (موسیٰ علیہ السلام کو اس سے خوف ہونے لگے) تو اللہ نے فرمایا اس (سانپ) کو پکڑلو اور ڈرو نہیں ہم اس کو پہلی

صورت میں لے آئیں گے (یعنی دوبارہ لاٹھی بن جائے گی۔"

پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون سے فرمایا کہ تم فرعون کو جا کر دعوت دو تو انھوں نے کہا:

﴿ رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَآ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَ اَرٰی ﴾ (طٰهٰ:٤٥-٤٦)

" انھوں نے کہا اے ہمارے رب ہمیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ فرعون ہم پر زیادتی کرے گا یا یہ کہ سرکشی کرے گا تو اللہ کریم نے فرمایا تم خوف نہ کرو میں تمہارے ساتھ سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔"

موسیٰ اگر غیب جانتے ہوتے تو وہ نہ راستہ بھولتے نہ روشنی کو آگ سمجھتے اور نہ ہی لاٹھی کا سانپ دیکھ کر ڈرتے اور نہ ہی انھیں یہ خوف ہوتا کہ فرعون ان پر زیادتی کرے گا (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے زیادتی کرنے کی توفیق ہی نہیں دی تھی۔

سورہ طٰہٰ میں کتنے مقامات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے غیب کے علم کی نفی ثابت ہوتی ہے ہم نے طوالت کے خوف سے مزید آیات چھوڑ دی ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ سورہ کہف میں بیان ہوا ہے جس میں ان کا مجمع البحرین پر جانا بیان کیا گیا ہے اس میں بھی بہت سی ایسی باتیں ہیں جو اس بات کی کھلی دلیل ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو غیب کا علم نہیں تھا۔

عیسیٰ علیہ السلام غیب کا علم نہیں جانتے تھے:

اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے اے عیسیٰ لوگوں کو تم نے کہا تھا کہ وہ تمھیں اور تمھاری والدہ کو اللہ کے سوا معبود بنا لیں تو عیسیٰ فرمائیں گے:

﴿ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَ لَاۤ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴾ (المائدة:١١٦)

''اے اللہ تو (ہر عیب اور شریک سے) پاک ہے مجھے ایسی بات کہنے کا قطعاً اختیار نہیں ہے جس میں میرا حق نہیں ہے اگر (یہ بات) میں نے کہی تھی تو تو اسے خوب جانتا ہوگا جو میرے دل میں ہے اسے تو جانتا ہے لیکن جو تیرے نفس میں بات ہے اسے میں نہیں جانتا بے شک تو ہی غیب جاننے والا ہے۔''

ان تمام آیات قرآنیہ سے واضح ہوتا ہے کہ انبیاء کو غیب کا علم نہیں ہے اگر ہم ان تمام آیات کو یہاں تحریر کرنا چاہیں تو یہ ممکن نہیں ہے

ہم کچھ انبیاء اور صالحین کے واقعات کی طرف اشارہ کرتے جاتے ہیں جن میں اس چیز کا ثبوت ہے کہ انبیاء اور صالحین غیب نہیں جانتے غیب کو جانتا یہ صرف خالق کائنات کی صفت ہے جو کسی دوسرے کو لائق نہیں ہے۔

۱ اللہ تعالیٰ نے عزیر کا واقعہ بیان کیا ہے کہ وہ سو سال تک فوت ہوئے رہے جب اللہ نے سو برس بعد انھیں اٹھایا اور پوچھا کہ کتنا عرصہ یہاں رہے ہو؟ تو انھوں نے کہا:

﴿ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ﴾ (البقرة:٢٥٩)

''میں ایک دن یا دن کا کچھ حصہ رہا ہوں۔''

اگر نبی کو غیب کا علم ہوتا تو وہ یہ نہ کہتے کہ میں ایک دن رہا ہوں۔

۲ حضرت مریم علیہا السلام کے پاس جب حضرت زکریا علیہ السلام جاتے تو ان کے پاس کھانے

پینے کی چیزیں دیکھتے تو زکریا علیہ السلام نے پوچھا کہ:

﴿ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ﴾ (آل عمران:٣٧)

''یہ رزق تمھیں کہاں سے ملتا ہے تو؟ انھوں نے جواب دیا:

﴿ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ﴾ (آل عمران:٣٧)

''کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔''

اگر زکریا علیہ السلام کو غیب کا علم ہوتا تو انھیں علم ہوتا کہ یہ رزق کائنات کے رب کی طرف سے ہے۔

٣ زکریا علیہ السلام نے مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم پھل دیکھ کر سوچا کہ جو اللہ بے موسم پھل عطا کر سکتا ہے وہ مجھے بڑھاپے میں اولاد سے نہیں نواز سکتا؟

زکریا علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ مجھے پاک اولاد عطا فرما اللہ نے فرمایا کہ ہم تم کو یحییٰ نامی بیٹا عطا کریں گے تو زکریا علیہ السلام نے فرمایا:

﴿ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ﴾

(آل عمران: ٤٠)

'' میں بوڑھا ہو چکا اور میری بیوی بچے دینے کی صلاحیت سے خالی ہے تو مجھے بیٹا کیسے ملے گا؟''

اگر زکریا علیہ السلام غیب جانتے ہوتے تو وہ یہ سوال نہ کرتے۔

٤ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے مہمانوں کی صورت میں آئے تو ان کی مہمانی کے لیے وہ بچھڑا بھون کر لائے لیکن جب انھوں نے نہ کھایا تو وہ دل میں ڈرے کہ یہ کیا معاملہ ہے مہمان کھانا نہیں کھا رہے تو ان فرشتوں نے کہا کہ آپ خوف نہ کریں ہم تو فرشتے ہیں ہم تو کسی اور مقصد کے لیے آئے ہیں۔

اس کی تفصیل حسب ذیل آیات میں ہے:

﴿ وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرٰهِيمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوا سَلٰمًا ۖ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ ﴾ (ھود: ٦٩)

﴿ هَلْ أَتٰكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرٰهِيمَ الْمُكْرَمِينَ ۝ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلٰمًا ۖ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ ۝ فَرَاغَ إِلَىٰ أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ ۝ فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ۝ فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۖ قَالُوا لَا تَخَفْ ۖ وَبَشَّرُوهُ بِغُلٰمٍ عَلِيمٍ ۝ فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ ۝ قَالُوا كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴾

(الذّریٰت: ٢٤۔٣٠)

اگر ابراہیم غیب جانتے ہوتے تو وہ فرشتوں کو مہمان تصور نہ کرتے ۔ ان کے لیے بچھڑا بھون کر اتنا بڑا خرچہ نہ کرتے اور ان سے خوف نہ کھاتے۔

اسی طرح حضرت ابراہیم کے کئی واقعات قرآن میں آئے ہیں جن سے ان کے علم غیب کی نفی ہوتی ہے۔

۵ لوط علیہ السلام بھی فرشتوں کو مہمان سمجھ بیٹھے تھے جو ان کی قوم کو تباہ کرنے آئے تھے جب قوم کے لوگوں نے فرشتوں کو خوبصورت لڑکوں کی شکل میں دیکھا تو وہ دوڑتے ہوئے آئے اور ان پر فرشتوں پر ہاتھ ڈالنے لگے لیکن لوط علیہ السلام نے فرمایا:

﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي ﴾ (ھود: ٧٨)

''کہ تم اللہ سے ڈرو (اپنی شیطانی حرکت سے باز آجاؤ) اور مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں رسوا نہ کرو۔''

اگر لوط غیب جانتے ہوتے تو وہ فرشتوں کو انسان نہ سمجھ بیٹھتے۔ اور انہیں اتنی فکر نہ

ہوتی جس کا انہوں نے اظہار کیا تھا۔

٦ اصحاب کہف کا واقعہ قرآن مقدس میں موجود ہے جس میں یہ ہے کہ وہ کئی سو سال فوت ہوئے رہے لیکن جب انھیں اللہ نے اٹھایا تو انھوں نے آپس میں کہا کہ ہم تو یہاں ایک دن یا دن کا کچھ حصہ رہے ہیں حالانکہ وہ کئی سو برس رہے تھے۔

اگر اصحاب کہف کے صالحین غیب جانتے ہوئے تو وہ ایسا نہ کہتے یا تو پھر کوئی یہ کہے کہ انبیاء کو پتہ تو سارا تھا لیکن وہ محض ڈرامہ بنا رہے تھے یا جھوٹ بول رہے تھے۔(اللہ کی پناہ کہ ہم ایسا کہیں)

نبی کریم ﷺ کو غیب کا علم نہیں تھا:

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ سے فرمایا:

﴿ قُلْ لَا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَ لَا اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ ...... ﴾ (الانعام: ٥٠)

"اے محمد! آپ فرما دیں میں تمھیں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ ہی میں غیب جانتا ہوں اور نہ ہی میں فرشتہ ہوں۔"

﴿ قُلْ لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ ﴾

(الاعراف: ١٨٨)

"آپ کہیں کہ اپنے لیے نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا ہاں مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع اور بھلائیاں جمع کر لیتا اور مجھے نقصان نہ پہنچتا۔"

اس مسئلے کی وضاحت کے لیے دیکھیں:

النساء:۱۱۳، القصص:۸۶، الانفال:۶۷، التوبة: ۴۳، ۸۰، یونس:۲۰، ھود:۴۹، یوسف:۳، کھف:۲۴، الاحزاب:۶۳، احقاف:۹، التحریم:۱، الجن:۲۵،

یہ چند حوالہ جات ہیں ورنہ ایسی آیات سے قرآن بھرا پڑا ہے۔

علم غیب کی نفی احادیث کی روشنی میں

نبی ﷺ علم غیب نہیں جانتے تھے

عبداللہ بن ابی کی بدزبانی اور زید بن ارقم کی تصدیق اللہ نے کی:

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک غزوہ میں تھا کہ میں نے عبداللہ بن ابی ابن سلول کو اپنے کانوں سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ تم رسول اللہ کے ساتھیوں کو خرچ وخیرات وغیرہ نہ دو یہاں تک کہ وہ ان کا ساتھ چھوڑ دیں اور اگر ہم اس لڑائی سے لوٹ کر مدینہ پہنچے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا (یعنی ہم انہیں نکال دیں گے) میں نے یہ بات اپنے چچا سیدنا عمرؓ کو بتائی تو انہوں نے نبی ﷺ سے ذکر کردیا۔ آپ ﷺ نے مجھے بلوایا، میں نے جو بات وہ تھی کہہ دی، پھر رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی اور ان کے ساتھیوں کو بلوا بھیجا (ان سے پوچھا) انہوں نے قسم اٹھالی کہ ہم نے ایسا کہا ہی نہیں ہے۔ رسول اللہ نے مجھے جھوٹا کہا اور اس کی تصدیق کی۔ مجھے ایسا رنج ہوا کہ ایسا کبھی نہ ہوا تھا۔ میں اپنے گھر میں بیٹھ رہا، میرے چچا نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ رسول اللہ نے تجھے جھوٹا کہا اور تجھ پر غصے ہوئے۔ اس وقت نبی ﷺ پر یہ سورہ اتری ﴿اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ﴾ ”جب آپ کے پاس یہ منافق آتے ہیں“ جب یہ سورہ نازل ہوئی تو نبی ﷺ نے مجھے بلوا بھیجا پھر پوری سورت تلاوت فرمائی اور فرمایا:

«اِنَّ اللّٰهَ قَدْ صَدَّقَكَ يَا زَيْدُ»

''اے زید، اللہ نے تجھے سچا کہہ دیا ہے۔''

(التفسیر، سورۃ الجمعۃ، رقم: ۴۹۰۰)

آپ ﷺ سعد بن عبادہ کی مرض کی شدت کے باعث روئے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ کسی مرض میں مبتلا ہو گئے تو نبی ﷺ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لے گئے جب آپ ﷺ وہاں پہنچے تو انہیں ان کے گھر بستر پر لیٹا ہوا پایا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا یہ انتقال کر گئے ہیں؟ لوگوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! نہیں۔ تو نبی کریم ﷺ (ان کے مرض کی شدت کو دیکھ کر رونے لگے) جب لوگوں نے نبی ﷺ کو روتے دیکھا تو وہ بھی رونے لگے پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

«اَلَا تَسْمَعُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَ لَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَ لٰكِنْ يُّعَذِّبُ بِهٰذَا......»

''اللہ تعالیٰ آنکھ سے آنسوں بہانے پر عذاب نہیں کرتا اور نہ دل کے رنج پر اور آپ ﷺ نے زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اور میت پر اس کے اقرباء کے نوحہ و ماتم کی وجہ سے بھی عذاب کیا جاتا ہے۔'' اس (زبان) کی وجہ سے عذاب کرتا ہے یا رحم کرتا ہے۔

(الجنائز، باب البکاء عند المریض: ۱۳۰۴)

خاوند پر صدقہ کرنا:

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا زوجہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ میں مسجد میں تھی اور نبی ﷺ نے زیوروں کا صدقہ کرنے کا حکم دیا اور حضرت زینب اپنے خاوند اور ان یتیموں پر خرچ کیا کرتی تھی جو ان کی پرورش میں تھے تو حضرت زینب نے حضرت

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے پوچھو کہ کیا میں (زیورات کی زکوٰۃ) آپ پر اور اپنے یتیموں پر خرچ کرسکتی ہوں؟ تو انھوں نے کہا کہ تم خود ہی جا کر پوچھ لو۔ چنانچہ میں نبی ﷺ کے پاس گئی تو میں نے دروازے پر ایک انصاری عورت کو پایا وہ بھی میرے جیسی ضرورت سے آئی تھی سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ہمارے پاس سے گزرے تو ہم نے کہا کہ تم نبی ﷺ سے دریافت کرو کہ کیا میں (اپنا مال) اپنے شوہر اور ان یتیموں پر جو میری تربیت میں ہیں خرچ کرسکتی ہوں؟ اور ہم نے (سیدنا بلال رضی اللہ عنہ) سے یہ بھی کہہ دیا کہ تم ہمارا نام نہ لینا۔ (مگر جب سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے جا کر کہا کہ دو عورتیں یہ سوال پوچھ رہی ہیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں عورتیں کون ہیں؟ تو سیدنا بلال نے فرمایا کہ ایک زینب ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کون سی زینب؟ انہوں نے عرض کی عبداللہ بن مسعود کی بیوی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«نَعَمْ لَهَا اَجْرَانِ اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَ اَجْرُ الصَّدَقَةِ»

''ہاں اسے دوہرا ثواب ملے گا قرابت (کا حق ادا کرنے) کا ثواب اور صدقہ کرنے کا ثواب۔''

(الزكاة۔ باب الزكاة على الزوج...... رقم:١٤٦٦)

صرف جمعہ کا روزہ رکھنا ٹھیک نہیں ہے:

ام المؤمنین جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جمعہ کے دن ان کے ہاں تشریف لے گئے اور وہ روزہ سے تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے کل روزہ رکھا تھا؟ انہوں نے عرض کی کہ نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تو کیا تم کل روزہ رکھنا چاہتی ہو؟ تو انہوں نے پھر عرض کی کہ نہیں: تو آپ ﷺ نے فرمایا: «فَاَفْطِرِیْ» (اگر نہیں) تو تم آج کا روزہ بھی نہ رکھو۔

(الصوم ، باب صوم يوم الجمعة......١٩٨٦)

رمضان سے پہلے عاشورہ کا روزہ فرض تھا:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دور جاہلیت میں قریش عاشورہ (یعنی دس محرم) کے دن روزہ رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی اس دن کا روزہ رکھتے تھے پھر جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے۔ تب بھی آپ ﷺ نے یہ روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی اس کا حکم دیا۔ پھر جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشورے کا روزہ چھوڑ دیا گیا:

«فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَ مَنْ شَاءَ تَرَكَهُ»

''اس کے بعد جس کا جی چاہا اس نے عاشورہ کا روزہ رکھ لیا اور جس نے چاہا اس نے نہ رکھا۔'' (الصوم، باب صوم یوم عاشوراء: ٢٠٠٢)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشورے کے دن روزہ رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ اس کی کیا (وجہ ہے کہ تم عاشورے کا روزہ رکھتے ہو؟) انہوں نے کہا کہ یہ ایک بابرکت دن ہے یہ وہ دن ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن (فرعون) سے نجات دی تھی۔ لہٰذا موسیٰ علیہ السلام اس دن (شکرانے کا روزہ رکھتے تھے۔ (ہم ان کی اتباع میں روزہ رکھا کرتے ہیں) تو نبی ﷺ نے فرمایا:

«أَنَا أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْكُمْ»

''میں تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام (کی اتباع) کا حق دار ہوں۔''

پھر آپ ﷺ نے اس دن کا روزہ رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم بھی دیا۔

(الصوم، باب صوم یوم عاشوراء: ٢٠٠٤)

نبی ﷺ کی شفقت اور آپ ﷺ نے قیدی واپس کر دیے:

سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب

قبیلہ ہوازن کے لوگ مسلمان ہو کر آئے اور انہوں نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ ان کے مال اور قیدی انہیں واپس کر دیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے وہ بات پسند ہے جو سچی ہو، اس لیے تم لوگ ایک بات اختیار کر لو یا قیدیوں کو واپس لے لو یا مال کو اور میں نے تو تمہارے انتظار میں مال غنیمت کی تقسیم دیر سے کی مگر تم نہ آئے (جب آپ ﷺ طائف سے لوٹے تو دس روز سے بھی کچھ زیادہ دن تک انتظار کیا تھا) جب انہیں یقین ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ انہیں صرف ایک ہی چیز واپس دیں گے تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے قیدیوں کو واپس لیتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کی جماعت میں کھڑے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جس طرح اسے لائق ہے اس کے بعد فرمایا: اما بعد! تمہارے یہ بھائی ہمارے پاس توبہ کر کے آئے ہیں اور میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کے قیدی انہیں واپس دے دو لہٰذا جو خوشی سے دینا چاہے وہ خوشی سے دے دے اور جو اپنا حصہ قائم رکھنا چاہے اس طرح کہ اب جو پہلی فتح اللہ ہم کو دے گا اس میں سے اس کا بدلہ لے لے تو وہ اسی شرط پر دے دے۔ لوگوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ ہم بلا معاوضہ آپ کی بات کو منظور کرتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ تم میں سے کس نے منظور کیا اور کس نے نہیں کیا، لہٰذا تم لوگ لوٹ جاؤ اور تمہارے سردار تمہارا پیغام میرے پاس لائیں۔ سب لوگ واپس گئے اور ان سے ان کے سرداروں نے گفتگو کی۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے کہا کہ سب لوگ خوشی سے مان گئے ہیں۔

(المغازی، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿وَ يَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ......﴾، رقم: ۴۳۱۸)

زمین کے متعلق نبی ﷺ کا فیصلہ صحابی رضی اللہ عنہ نے تسلیم کر لیا:

سیدنا رافع بن خدیج بن رافع رضی اللہ عنہ اپنے چچا سیدنا ظہیر بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے کام سے ہمیں

منع فرمایا کہ جس سے ہمیں بہت آسانی ہوتی تھی میں نے کہا کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے وہ حق ہے۔ انہوں نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا اور فرمایا، تم اپنی کھیتیوں کو کیا کرتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہم ان کو چوتھائی (پیداوار) پر اور (کبھی) کھجور اور جو کے چند وسق پر کرایہ پر دے دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو خود ان کی زراعت کرو یا (کسی سے) زراعت کروا لو یا ان کو اپنے پاس روک رکھو۔ سیدنا رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو ارشاد ہوا ہم نے سنا اور دل سے قبول کیا۔

(الحر والمزارعة باب ما کان من اصحاب النبی ﷺ یُوَاسِیْ بَعْضُهُمْ ...... ۲۳۳۹)

مال تباہی کا باعث ہوتا ہے:

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ چلا جا رہا تھا تو جب آپ ﷺ نے احد پہاڑ دیکھا تو فرمایا:

« مَا أُحِبُّ اَنَّهُ يُحَوَّلُ لِيْ ذَهَبًا يَمْكُثُ عِنْدِيْ مِنْهُ دِيْنَارٌ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا دِيْنَارٌ أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ »

"میں نہیں چاہتا کہ یہ پہاڑ اگر میرے لیے سونا بن جائے تو تین دن کے بعد ایک دینار بھی اس میں باقی ہو البتہ وہ دینار جو کسی قرض کے واسطے رکھ چھوڑوں۔"

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

« اِنَّ الْاَكْثَرِيْنَ هُمُ الْاَقَلُّوْنَ اِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هٰكَذَا وَ هٰكَذَا »

"جن لوگوں کے پاس مال زیادہ ہے، ان کی نیکیاں بہت کم ہوں گی سوائے اس شخص کے جو مال کو اس طرح اور اس طرح خرچ کرے مگر ایسے لوگ کم ہوتے ہیں۔"

اور آپ ﷺ نے (سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: تم یہیں پر کھڑے رہنا حتیٰ کہ میں تمہارے پاس آؤں، پھر آپ کچھ آگے چلے گئے اور میں نے ایک (ہیبت ناک) آواز سنی تو میں نے ارادہ کیا کہ میں آپ ﷺ کے پاس چلا جاؤں پھر میں نے آپ کی یہ بات یاد آ گئی کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم اپنی جگہ پر رہنا یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آجاؤں۔ چنانچہ جب آپ ﷺ آئے تو میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ وہ آواز کیسی تھی؟ جو میں نے آواز سنی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے سنی تھی؟ میں نے عرض کی کہ ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے تھے اور انہوں نے کہا:

«مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ»

''آپ ﷺ کی امت میں سے جو شخص اس حالت میں مر جائے کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

میں نے عرض کی «وَ اِنْ زَنٰى وَ سَرَقَ» کہ اگرچہ وہ شخص ایسے ایسے (بڑے گناہ) کے کام کرتا ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! ہاں۔ (یعنی وہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر ایک نہ ایک دن جنت میں ضرور جائے گا۔)

(الاستئذان۔ باب من اجاب...... رقم: ٦٢٦٨)

احد کے دن مسلمانوں سے نبی ﷺ کی نافرمانی اور ان کا نقصان:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے احد کے دن پہاڑ (کے خطرے والے مقام) پر پچاس افراد کو کھڑا کیا اور ان پر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا تھا اور فرمایا تھا اگر تم ہمیں اس حالت میں دیکھو کہ پرندے ہمارا گوشت کھا رہے ہیں (یعنی ہمیں شکست ہو جائے اور ہم شہید ہو جائیں) تب بھی تم اپنے اس مقام کو نہ چھوڑنا جب تک میں تمہیں واپس نہ بلا لوں اور اگر تم ہمیں دیکھو کہ ہم نے

کافروں کو بھگا دیا اور ان پر غلبہ حاصل کر لیا ہے تب بھی تم اپنی جگہوں پر رہنا اسی طرح اگر تم دیکھو کہ کفار ہم پر غالب آ گئے ہیں تب بھی تم نے ہماری مدد نہیں کرنی (بلکہ اپنے مورچوں پر قائم رہنا) چنانچہ ہم نے کافروں کو شکست دی۔ تو اللہ کی قسم میں نے عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنے کپڑے اٹھائے ہوئے پازیبیں پنڈلیاں کھولے بھاگی جارہی تھیں۔ سیدنا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے فرمایا کہ اے لوگو! غنیمت کا مال، غنیمت کا مال۔ (تمہارے ساتھی غالب آ گئے۔ اب کیا تم انتظار کر رہے ہو؟) سیدنا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھول گئے ہو؟ کہ تم اپنی جگہوں پر قائم رہنا ان صحابہ نے کہا اللہ کی قسم! ہم لوگوں کے پاس جائیں گے اور مال غنیمت لوٹیں گے۔ جب وہ لوگ وہاں گئے اور ان کی پوزیشن بدل گئی تو کفار بھاگتے ہوئے مقابلے کے لیے آ گئے اور لڑائی پھر سے ہونے لگی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ آدمیوں کے سوا کوئی نہ رہا تھا۔ کافروں نے ہمارے ستر آدمی شہید کیے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بدر کے دن ایک سو چالیس مشرکوں کو نقصان پہنچایا تھا۔ ستر قیدی اور ستر قتل ہوئے تھے اب ابوسفیان نے تین مرتبہ کہا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں زندہ ہیں؟ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جواب دینے سے منع فرمایا: اس کے بعد ابوسفیان نے تین مرتبہ کہا کہ کیا (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) ابو قحافہ کے بیٹے لوگوں میں زندہ ہیں؟ اس کے بعد اس نے کہا کہ کیا لوگوں میں خطاب کے بیٹے (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) زندہ ہیں؟ تین مرتبہ (یہی کہا) اس کے بعد اپنے ساتھیوں کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا۔ کہ یہ لوگ تو قتل ہو گئے ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ اپنے آپ پر کنٹرول نہ کر سکے اور فرمایا:

«كَذَبْتَ وَاللّٰهِ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ وَ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ عَدَدْتَّ لَاَحْيَاءٌ كُلُّهُمْ وَ قَدْ بَقِيَ لَكَ مَا يَسُوْؤُكَ»

اللہ کی قسم اے اللہ کے دشمن جن لوگوں کا تو نے نام لیا ہے وہ سب زندہ ہیں اور ابھی تیرا برادن آنے والا ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ آج بدر کے دن کا بدلہ چکا دیا گیا اور لڑائی تو مثل ڈول کے ہوتی ہے (کہ کبھی فتح اور کبھی شکست) اور تم لوگوں میں سے کچھ اشخاص کا مثلہ کیا ہوا پاؤ گے مگر میں نے اس بات کا حکم تو نہیں دیا لیکن مجھے یہ بات ناگوار بھی نہیں ہے۔ اس کے بعد ابوسفیان نعرہ لگانے لگا "اُعْلُ هُبُلُ۔ اُعْلُ هُبُلُ" اے ہبل! (بت) بلند ہو جا، اے ہبل بلند ہو جا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: اب تم اس کو جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ ہم کیا جواب دیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تم کہو: اَللّٰهُ اَعْلٰی وَ اَجَلُّ اللہ سب سے بلند مرتبہ اور بزرگ ہے۔ پھر ابوسفیان نے کہا اِنَّ لَنَا عُزّٰی وَ لَا عُزّٰی لَكُمْ کہ ہمارا تو عزی ہے لیکن تمہارا عزی نہیں ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا: تم اس کو جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ ہم کیا جواب دیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم کہو:

« اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَ لَا مَوْلٰی لَكُمْ »

"اللہ ہمارا مولا ہے اور تمہارا کوئی مولا نہیں ہے۔"

(الجهاد ، باب ما یکره من التنازع والاختلاف فی الحرب...... ۳۰۳۹)

تلاوت اور روزوں میں میانہ روی عبادت میں صحابی کا تکلف:

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے والد (سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ) نے ایک اچھے خاندان کی عورت سے میرا نکاح کردیا تھا اور وہ اپنی بہو سے (اکثر اوقات) اس کے شوہر کا حال پوچھتے رہتے ، وہ جواب دیتی ہاں وہ اچھا اور نیک آدمی ہے مگر جب سے میں آئی ہوں میرے تو بچھونے پر کبھی قدم بھی نہیں رکھا اور

نہ میرے قریب آیا ہے۔ جب ایک عرصہ گزر گیا تو (میرے والد نے) نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے میرے پاس لاؤ، میں آپ ﷺ کے پاس گیا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ تو روزے کس طرح رکھتا ہے؟ میں نے کہا روزانہ (رکھتا ہوں) پھر فرمایا: تو قرآن کتنے عرصے میں مکمل کرتا ہے؟ میں نے کہا ہر رات۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرو اور مہینے میں قرآن مکمل کیا کرو، میں نے کہا کہ مجھے اس سے زیادہ طاقت حاصل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا چلو: ایک ہفتہ میں تین روزے رکھ لیا کرو، میں نے کہا کہ مجھے اس سے بھی زیادہ طاقت حاصل ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہمیشہ دو دن افطار کیا کرو اور ایک دن روزہ رکھا کرو، میں نے کہا کہ مجھے اس سے بھی زیادہ طاقت حاصل ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا! سب روزوں سے افضل روزے داؤد علیہ السلام کے ہیں وہ رکھا کرو یعنی ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کیا کرو اور سات راتوں میں قرآن مکمل کیا کرو (سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں)

«فَلَيْتَنِي قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ»

"کاش! میں رسول اللہ کی رخصت قبول کر لیتا کیونکہ اب میں بوڑھا اور ضعیف ہوگیا ہوں۔" (مجھ میں پہلے والی طاقت نہیں رہی)

وہ قرآن کا ساتواں حصہ (ایک منزل) اپنے گھر والوں میں سے کسی کو دن میں سنا دیا کرتے تھے، جو منزل رات کو پڑھنا ہوتی وہ دن میں دہرا لیتے تاکہ رات کو اس کا پڑھنا آسان ہو جائے اور جب کمزور ہو جاتے اور طاقت حاصل کرنا چاہتے تو کئی روز تک مسلسل روزہ نہ رکھتے پھر (وہ دن) شمار کر کے اتنے روزے رکھ لیتے، انہیں یہ برا معلوم ہوتا کہ کہیں کوئی عمل ایسا رہ نہ جائے جو وہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں کیا کرتے تھے۔(فضائل القرآن ،باب فی کم یقرأ القرآن، رقم: ۵۰۵۲)

اللہ کو زیادہ محبوب وہ دین (کا کام) ہے جو ہمیشہ جاری رہے:

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (ایک دفعہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے تو (دیکھا کہ) میرے پاس کوئی عورت (بیٹھی) تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کی یہ فلاں عورت ہے جس کی نماز (کی کثرت) کا حال مشہور ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَهْ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيقُونَ فَوَاللّٰهِ لَا يَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰى تَمَلُّوا»

''خبردار! تم وہ اعمال کیا کرو جن کی (ہمیشہ کرنے کی) تم کو طاقت ہو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ (ثواب دینے سے) نہیں تھکتا حتی کہ تم خود عبادت کرنے سے) تھک جاؤ۔''

پھر فرمایا:

«كَانَ اَحَبَّ الدِّيْنِ اِلَيْهِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهٗ»

''اللہ کے نزدیک (سب سے) زیادہ محبوب وہ دین (کام) وہ ہوتا ہے جس پر اس کا کرنے والا ہمیشگی کرے۔''

(الایمان ، باب احب الدین الی اللہ ادومہ:۴۳)

اچھے اخلاق والا انسان بہتر انسان ہوتا ہے:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فضول گفتگو نہیں کیا کرتے تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

«اِنَّ مِنْ اَخْيَرِكُمْ اَحْسَنُكُمْ خُلُقًا»

''تم میں سے بہتر وہ شخص ہوگا جو اخلاق کے اعتبار سے تم میں اچھا ہو گا۔'' (الادب، باب لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا و لا...... ۶۰۲۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«بِئْسَ اَخُو الْعَشِيرَةِ وَ بِئْسَ ابْنُ الْعَشِيرَةِ »

''یہ خاندان کا بدترین شخص ہے۔''

لیکن جب وہ آ کر آپ ﷺ کے پاس بیٹھا تو آپ ﷺ نے خندہ پیشانی سے گفتگو کی جب وہ شخص چلا گیا تو میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے پہلے تو اس کے بارے میں ایسے ایسے لفظ کہے تھے، لیکن پھر آپ ﷺ نے اس سے ہنستے چہرے سے باتیں کیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

«يَا عَائِشَةُ مَتٰى عَاهَدْتِنِي فَحَّاشًا»

''اے عائشہ! تو نے مجھے کب بد اخلاق پایا ہے؟''

پھر فرمایا:

«اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهٖ»

''قیامت کے دن اللہ کے ہاں لوگوں میں سے بدترین شخص وہ ہوگا جس کے شر سے لوگ بچنے کے لیے اسے لوگ چھوڑ جائیں۔''

(الادب، باب ما یجوز من اغتیاب اهل الفساد والریب: ٦٠٥٤)

''ربنا لک الحمد'' کی فضیلت:

سیدنا رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو جب آپ ﷺ نے اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو فرمایا سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ تو آپ ﷺ کے پیچھے ایک شخص نے کہا (رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ) آپ ﷺ جب فارغ ہوئے تو فرمایا: بولنے والا کون تھا؟ اس شخص نے کہا میں تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«رَأَیْتُ بِضْعَةً وَّ ثَلَاثِیْنَ مَلَکًا یَبْتَدِرُوْنَهَا اَیُّهُمْ یَکْتُبُهَا اَوَّلُ»

"میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو اترتے دیکھا کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے سے پہل کر رہا تھا کہ ان مبارک کلمات کو دوسرے سے پہلے وہ لکھ لے۔"

(الاذان، باب فضل اللهم ربنا و لك الحمد كا ذيلی باب: ۷۹۹)

جنت کی نہر میں غوطہ لگایا اور خوبصورت بن گئے:

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات کو دو فرشتے میرے پاس آئے انہوں نے نیند سے مجھے جگایا اور ایک شہر کی طرف لے گئے جو سونے چاندی کی اینٹوں سے بنا ہوا تھا، وہاں چند آدمی ایسے ملے کہ ان کا آدھا بدن تو ایسا خوبصورت تھا کہ تو نے کبھی دیکھا نہ ہوگا اور آدھا بدن ایسا بدصورت کہ تو نے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ ان دونوں فرشتوں) نے ان لوگوں سے کہا کہ اس نہر میں داخل ہوجاؤ تو وہ داخل ہو گئے اور پھر ہمارے پاس آئے تو ان کی بدصورتی دور چکی تھی اور وہ بہت اچھی شکل وصورت والے ہو چکے تھے۔ ان دونوں فرشتوں نے مجھ سے کہا کہ یہ جنت عدن (ہمیشگی کا باغ) ہے اور یہ آپ کی جگہ ہے:

«فَاِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَ اٰخَرَ سَیِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ»

"وہ لوگ جو آدھے تو خوبصورت بدن کے تھے اور آدھے بدصورت بدن کے، وہ لوگ تھے جنہوں نے اچھے اور برے دونوں طرح کے عمل کیے تھے، اللہ نے ان سے درگزر اور انھیں معاف کردیا (تو وہ خوبصورت بدن ہوگئے)"

(التفسير، سورة توبه باب قوله ﴿وَاٰخرون اعترفوا بذنوبهم......﴾: ٤٦٧٤)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقروض کا جنازہ نہ پڑھایا:

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا۔ لوگوں نے عرض کی کہ آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اس پر کوئی قرض ہے؟ لوگوں نے عرض کی نہیں آپ ﷺ نے فرمایا اس نے کوئی ورثہ بھی چھوڑ رہے؟ لوگوں نے کہا نہیں تو آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی۔ اس کے بعد ایک دوسرا جنازہ لایا گیا۔ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اس کی بھی نماز جنازہ پڑھا دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اس پر کوئی قرض ہے؟ عرض کی گئی ہاں ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے (جس سے اس کا قرض اتارا جا سکے) ؟ لوگوں نے عرض کی ہاں تین اشرفیاں ہیں۔ آپ ﷺ نے اس کی بھی نماز جنازہ پڑھا دی۔ پھر تیسرا جنازہ لایا گیا اور لوگوں نے عرض کی کہ اس کی بھی نماز جنازہ پڑھا دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا: اس پر کوئی قرض ہے؟ لوگوں نے کہاہاں آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا اس پر قرض بھی ہے ؟ لوگوں نے کہا ہاں تین دینار قرض ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اپنے دوست کی نماز جنازہ پڑھ لو (میں نہیں پڑھوں گا) تو سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھا دیجئے۔ اس کا قرض میں ادا کر دوں گا۔ تب آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی۔

(الحوالات، باب اذا احال دین المیت...... ۲۲۸۹)

لعان کی ابتداء کیسے ہوئی:

سیدنا سھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عویمر، عجلانی سیدنا عاصم بن عدی کے پاس آئے (رضی اللہ عنہما) اور کہا کہ جو شخص اپنی عورت کے پاس کسی غیر آدمی کو زنا کرتے ہوئے دیکھ لے تو کیا وہ اس کو مار ڈالے؟ (اگر مار ڈالا تو) پھر تم لوگ بھی اس کو (قصاص میں) مار ڈالو گے، نہ مارے تو پھر کیا کرے؟ یہ (مسئلہ) میرے

لئے رسول اللہ ﷺ سے پوچھو، سیدنا عاصم رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے پوچھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے ایسے مسائل کا پوچھنا پسند نہ کیا پھر سیدنا عویمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عاصم بن عدی سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے ایسی باتوں کے پوچھنے کو ناپسند فرمایا ہے۔تم نے اس مسئلے کے دریافت کرنے کا کہہ کر اچھا نہیں کیا سیدنا عویمر نے کہا کہ واللہ میں ہرگز باز نہ آؤں گا کہ میں یہ مسئلہ رسول اللہ سے پوچھ کر ہی دم لوں گا اور نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ یارسول اللہ! اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو (بدکاری کرتے ہوئے) دیکھے تو کیا وہ اس کو قتل کردے؟ (اگر قتل کردے) تو آپ اس کے قاتل کو (قصاص) میں قتل کردیں گے، تو آپ بتایئے کہ وہ شخص اب کیا کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں قرآن اتارا ہے تم اپنی بیوی کو لے کر آؤ پھر ان دونوں کو لعان کا حکم دیا، جس طرح اللہ نے قرآن اتارا۔ سیدنا عویمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے ملاعنہ کیا اور میں اس موقع پر موجود تھا ،جب دونوں لعان سے فارغ ہو گئے تو حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یارسول اللہ! اگر میں اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھوں تو گویا کہ میں نے اس پر ظلم کیا یعنی جھوٹا الزام لگایا پھر سیدنا عویمر نے نبی ﷺ کے حکم سے پہلے ہی بیوی کو طلاق دے دی۔

ایک روایت میں ہے کہ اس قصہ کے بعد ایسے شوہر اور بیوی ، جو ملاعنہ کریں ان کے لئے یہی طریقہ قائم ہوگیا کہ لعان کرنے والے مرد اور عورت کے درمیان جدائی کر دی جاتی تھی اورعویمر کی بیوی حاملہ تھی اور پیدا ہونے والا بچہ اس عورت کی طرف منسوب ہوتا تھا اور یہ بھی طریقہ جاری ہوگیا کہ بچہ ماں کا اور ماں بچے کی وارث ہوگی ایک روایت میں ہے ۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دیکھو! اگر اس عورت (عویمر کی بیوی) کے ہاں کالا، بڑی بڑی سیاہ آنکھ، بڑی سرین، موٹی موٹی

پنڈلیوں والا بچہ پیدا ہوا تو میں سمجھوں گا کہ عویمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کے بارے میں سچ کہا اور اگر سرخ سرخ گرگٹ کی طرح پیدا ہوا تو میں سمجھوں گا کہ انہوں نے اپنی بیوی پر جھوٹی تہمت لگائی (کیونکہ یہ صفتیں عویمر میں تھیں) آخر اس عورت کا بچہ اس شکل کا ہوا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عویمر کی تصدیق کی تھی (یعنی سانولا کالی آنکھوں، بڑے سرین اور موٹی پنڈلیوں والا) تو وہ بچہ اپنی ماں کی طرف منسوب کیا گیا (باپ کے نام سے کوئی نہ پکارتا تھا)

(التفسیر، باب قول الله تعالیٰ ﴿ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ ...... ﴾ رقم: ٤٧٤٥)

ہلال اور ان کی بیوی نے لعان کیا تھا:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی عورت پر شریک بن سحماء کے (زنا کرنے کے بارے میں) تہمت لگائی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گواہ لاؤ گے! ورنہ آپ کو حد قذف (یعنی ۸۰ کوڑے) لگیں گے۔ اس نے کہا یارسول اللہ! اگر ہم میں سے کوئی اپنی عورت سے کسی کو بدکاری کرتے دیکھ لے تو وہ گواہ تلاش کرتا پھرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہی کہتے رہے: گواہ لاؤ ورنہ تم کو حد لگے گی، تو ہلال نے کہا قسم اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ ضرور میرے بارے میں کوئی ایسا حکم اتارے گا جس سے مجھے سزا سے بچا لے گا، اسی وقت جبریل علیہ السلام اترے اور یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ تَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ...... ﴾ (النور: ٦-٩)

”اور جو لوگ اپنی بیویوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں اور ان کے گواہ صرف ان کے اپنے نفس ہوں تو وہ چار گواہیاں دیں گے کہ اللہ کی قسم

وہ سچوں میں سے ہے......"

تو رسول اللہ ﷺ لوٹے اور سیدنا ہلال کی بیوی کو بلوایا اور ہلال بھی آئے اور ان دونوں نے لعان کی گواہیاں دیں نبی ﷺ نے فرمایا اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے تو تم میں سے کوئی ہے جو توبہ کرے؟ (ہلال کے لعان کرنے کے بعد) عورت اٹھی، اس نے بھی (چار) گواہیاں دیں (یعنی چار مرتبہ یوں کہا کہ میں اللہ کو گواہ کرتی ہوں کہ میں سچی ہوں)اور جب پانچویں مرتبہ کہنے لگی (کہ اگر میں جھوٹی ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو)تو لوگوں نے اسے روکا اور کہا کہ یہ گواہی (اگر جھوٹی ہے)تو تجھے عذاب میں مبتلا کردے گی۔ سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں کہ وہ کچھ ہچکچائی اور پیچھے ہٹنے لگی تو ہم نے سمجھا کہ یہ اقرار کرلے گی (لیکن) پھر اس نے کہا:

«لَا أُفْضِحُ قَوْمِیْ سَائِرَ الْیَوْمِ»

"میں ہمیشہ کے لئے اپنی قوم کو رسوا نہیں کرسکتی۔"

آخرکار اس نے پانچویں مرتبہ یہ جملہ کہہ ہی دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: دیکھو اگر اس کے ہاں سیاہ سرگیں آنکھ، موٹے، سرین، موٹی پنڈلیوں والا بچہ پیدا ہوا تو شریک بن سحماء کا نطفہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی بچہ پیدا ہوا تو اس وقت نبی ﷺ نے فرمایا:

«لَوْ لَا مَضٰی مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ لَکَانَ لِیْ وَ لَهَا شَأْنٌ»

"اگر اس معاملے اللہ کا حکم نہ آیا ہوتا تو دیکھتے کہ میں اس عورت کا کیا حال کرتا۔" (التفسیر سورہ نور، باب وَ یَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَاب، ٤٧٤٧)

بدکاری کی سزا رجم:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسلم قبیلے کا (ماعز نامی) شخص نبی ﷺ کے پاس مسجد نبوی میں آگیا اس نے کہا کہ مجھ سے بدکاری سرزد ہوگئی ہے (میرا فیصلہ کیجیے)

آپ ﷺ نے اپنا چہرہ اس سے پھیر لیا لیکن وہ دوسری طرف سے آ گیا الغرض اس نے اپنے متعلق چار گواہیاں دیں آپ ﷺ نے اس سے پوچھا:

«هَلْ بِكَ جُنُونٌ»

کیا تیرا دماغی توازن درست ہے کیا تو نے شادی بھی کی ہے؟ اس نے کہا ہاں تو آپ ﷺ نے اسے عید گاہ میں لے جا کر رجم کرنے کا حکم دے دیا۔

«فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتّٰى اُدْرِكَ بِالْحَرَّةِ»

''کہ جب اسے پتھروں سے تکلیف ہوئی تو بھاگ دوڑا بالآخر اسے حرہ میں جا کر پکڑ لیا گیا اور اسے مار ڈالا گیا۔''

آپ ﷺ نے اس کے متعلق اچھے کلمات کہے اور اس کی نماز جنازہ ادا کی۔

(الحدود، باب الرجم، بالمصلی، ٦٨٢٠)

آپ ﷺ نے شہد کو حرام کر دیا اللہ نے قرآن اتار دیا:

ام المومنین عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میٹھا اور شہد بہت پسند تھا اور آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ عصر کی نماز پڑھ کر اپنی بیویوں کے پاس جاتے تھے اور ان میں سے کسی سے بوس و کنار بھی کرتے تھے (ایک دن) ام المومنین حفصہ بنت عمر ؓ کے پاس گئے اور معمول سے زیادہ ٹھہرے رہے۔ (اس سے) مجھے غیرت آئی اور میں نے اس کا سبب دریافت کیا تو کسی نے مجھ سے کہا کہ ام المومنین حفصہ ؓ کو ان کی قوم کی کسی عورت نے شہد کا ایک ڈبہ بطور تحفہ بھیجا تھا۔ انہوں نے وہ شہد آپ ﷺ کو پلایا (اس وجہ سے دیر ہوگئی) میں نے کہا واللہ! میں تو کوئی حیلہ کروں گی۔ میں نے ام المومنین سودہ ؓ سے کہا کہ جب نبی ﷺ تمہارے پاس آئیں تو تم کہنا کہ شاید آپ ﷺ نے مغافیر کھایا ہے، نبی ﷺ انکار کریں گے لیکن پھر تو یہ کہنا کہ یہ بدبو آپ ﷺ کے منہ سے مجھے کیسی آتی ہے؟ جب وہ تجھ سے کہیں گے کہ میں نے حفصہ ؓ کے پاس شہد پیا ہے تو تم کہنا کہ

شاید اس (شہد) کی مکھیوں نے درخت عرفط کا رس چوسا ہوگا اور میں بھی یہی کہوں گی اور اے صفیہ! تم بھی یہی کہنا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سودہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (آکر) دروازے پر کھڑے ہی ہوئے تھے کہ میں نے تیرے خوف کے باعث اس بات کے کہنے کا جو تو نے مجھ سے کہی تھی ارادہ کرلیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سودہ کے قریب پہنچے اس نے آپ سے کہا کہ یارسول اللہ! کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، وہ بولیں پھر آپ کے منہ سے بدبو کیسی آتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ مجھے حفصہ رضی اللہ عنہا نے تھوڑا سا شہد پلایا ہے۔ وہ بولیں شاید اس کی مکھی نے عرفط کا رس چوسا ہوگا۔ جب میرے پاس آئے تو میں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی کہا اور جب صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو انہوں نے بھی یہی کہا اور جب آپ حفصہ کے پاس دوبارہ تشریف لے گئے تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یارسول اللہ! میں آپ کے پینے کے لئے شہد لاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے شہد کی حاجت نہیں۔ عائشہ فرماتی ہیں کہ سودہ نے کہا کہ واللہ! ہم نے رسول اللہ کو شہد پینے سے محروم کردیا ہے۔ میں نے کہا ارے چپ رہو (کہیں رسول اللہ کو خبر نہ ہوجائے)

(الطلاق، باب لِمَ تُحَرِّمَ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ ......٥٢٦٨)

مرض الموت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی فکر اور غشی کا دورہ:

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے عرض کی کہ نہیں: اے اللہ کے رسول! وہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے لیے برتن میں پانی رکھ دو (میں وضو اور غسل کروں گا) ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے ایسا ہی کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا پھر کھڑا ہونا چاہا مگر بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے

عرض کی نہیں اللہ کے رسول! وہ تو آپ ﷺ کے منتظر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے لیے برتن میں پانی رکھ دو۔ (پانی رکھ دیا گیا) آپ ﷺ نے غسل فرمایا اور کھڑا ہونا چاہا مگر بے ہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو فرمایا: کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے عرض کی کہ نہیں: اللہ کے رسول! وہ آپ کے انتظار میں ہیں آپ ﷺ نے فرمایا میرے لیے برتن میں پانی رکھ دو۔ آپ اٹھے اور غسل کیا پھر کھڑا ہونا چاہا مگر پھر بھی بے ہوش ہو گئے۔ جب افاقہ ہوا تو پوچھا کیا لوگ نماز پڑھ چکے۔ ہم نے عرض کی نہیں ! اے اللہ کے رسول! وہ آپ کے منتظر ہیں اور لوگ مسجد میں ٹھہرے ہوئے نبی ﷺ کا عشاء کی نماز کے لیے انتظار کر رہے تھے۔ پھر نبی ﷺ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس (پیغام) بھیجا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ چنانچہ قاصد ان کے پاس پہنچا اور اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک نرم دل انسان تھے انھوں نے فرمایا: اے عمر! آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ آپ اس کے زیادہ حقدار ہیں۔ تب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی زندگی کے بقیہ دنوں میں نماز پڑھائی۔ (بیماری کی شدت کے باوجود نماز کی فکر تھی) (الاذان، باب انما جعل الامام لیؤتم بہ: ٦٨٧)

حوض کوثر سے دور کیے گئے لوگ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن حوض پر میں کھڑا ہوا ہوں گا۔ ایک گروہ آئے گا، جب میں ان کو پہچان لوں گا تو میرے اور ان کے درمیان سے فرشتہ نمودار ہو گا (ان لوگوں سے کہے گا) کہ چلو۔ میں کہوں گا کہ ان کو کدھر لے چلے ہو؟ وہ کہے گا دوزخ کی طرف اللہ کی قسم (اور کہاں؟) میں کہوں گا کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ وہ کہے گا کہ یہ لوگ آپ ﷺ کی وفات کے بعد

(دین سے) الٹے پاؤں پھر گئے تھے (اور اللہ کے احکامات کو پس پشت ڈال دیا تھا)۔ پھر (ان کے بعد) ایک اور گروہ آئے گا اور جب میں ان کو پہچان لوں گا (کہ میری امت کے لوگ ہیں) تو میرے اور ان کے درمیان ایک فرشتہ ظاہر ہو گا اور کہے گا کہ چلو میں کہوں گا کہ ان کو کہاں لے جاؤ گے؟ وہ کہے گا دوزخ کی طرف میں کہوں گا کیوں؟ وہ کہے گا کہ یہ لوگ آپ ﷺ کی وفات کے بعد دین سے الٹے پاؤں پھر گئے تھے (اور اللہ کے احکامات کو پس پشت ڈال دیا تھا۔) نبی ﷺ نے فرمایا: پھر ان میں سے بہت ہی تھوڑے (لوگ) بچیں گے۔

(الرقاق، باب الحوض: ٦٥٨٧)

ایک روایت میں ہے کہ میں ویسے کہوں گا جیسے اللہ کے نیک بندے (عیسیٰ علیہ السلام) کہیں گے:

«وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ»

”اے اللہ میں جب تک ان میں رہا تب تک تو گواہ تھا لیکن جب تو نے مجھے وفات دے دی تب تو ہی ان پر نگران تھا۔“

(التفسير باب ﴿وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ......﴾ ٤٦٢٥)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم علم غیب نہیں جانتے تھے

قباء والوں نے نماز میں قبلہ بدل لیا:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (جب ہجرت کر کے) مدینہ تشریف لائے تو پہلے اپنے ننھیال میں، جو انصار سے تھے ان کے ہاں رہائش اختیار کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ آنے کے بعد) سولہ مہینے یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اچھا معلوم ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبلہ کعبہ ہو جائے۔ (جب قبلہ تبدیل ہو گیا) سب سے پہلی نماز جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کعبہ کی طرف منہ کر کے) پڑھی وہ عصر کی نماز تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ لوگ نماز میں شریک تھے۔ ان میں سے ایک شخص چلا گیا اور کسی مسجد کے قریب سے گزرا تو دیکھا کہ وہ لوگ (بیت المقدس کی طرف منہ کر کے) نماز پڑھ رہے تھے تو اس نے کہا:

«اَشْهَدُ بِاللّٰهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قِبَلَ مَكَّةَ»

''میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھی ہے۔''

(یہ سنتے ہی) وہ لوگ جس حالت میں تھے اسی حالت میں کعبہ کی طرف پھر

گئے اور جب آپ ﷺ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے تو یہود اور (جملہ) اہل کتاب بہت خوش ہوتے تھے مگر جب آپ ﷺ نے اپنا منہ کعبہ کی طرف پھیر لیا تو یہ انہیں بہت ناگوار گزرا۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کے دور میں وفات پائی یا کچھ لوگ اس دوران شہید ہو گئے تو صحابہ نے قبلہ تبدیل ہونے کے بعد کہا کہ ان لوگوں کا کیا بنے گا جو بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہوئے وفات پا گئے تو اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ اِيمَانَكُمْ ﴾ (البقرة:١٤٣)

''اللہ تمہارے ایمان (یعنی نماز کو ضائع نہیں کرے گا۔''

(الایمان، باب الصلاة من الایمان، رقم:٤٠)

نبی ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور وہ اریس کے کنویں میں گر گئی:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھا اور اس کا نقش محمد رسول اللہ تھا آپ ﷺ کی انگوٹھی کو دیکھ کر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی انگوٹھیاں بنوالیں، جب آپ ﷺ نے صحابہ کو انگوٹھیاں پہنے دیکھا تو اپنی انگوٹھی پھینک دی اور فرمایا:''لَا اَلْبَسُهٗ اَبَدًا '' کہ میں پھر کبھی بھی (سونے کی انگوٹھی) نہیں پہنوں گا۔ پھر آپ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوالی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوالیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں وہ انگوٹھی نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پھر عمر نے پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے پہنی تھی پھر وہ انگوٹھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اریس (نامی) کنویں میں گر گئی تھی (جو کافی تلاش کے بعد بھی نہ مل سکی)

(اللباس، باب خاتم الفضة،رقم:٥٨٦٦)

مقصد کلام:

ان آیات احادیث کو بیان کرنے کا مقصود یہ ہے کہ نبی ﷺ نے جو پیش گوئیاں فرمائی ہیں ان کا یہ مقصد قطعاً نہیں ہے کہ آپ غیب کا علم رکھتے تھے یہ پیش گوئیاں اور معجزات نبی کا کمال نہیں بلکہ ان سے اللہ کی قدرت اور عظمت کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ جب اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو بتا دیا تو آپ ﷺ کی بیوی عائشہ صدیقہ کا گم شدہ ہار جو اونٹ کے نیچے پڑا تھا لیکن نہ آپ کو علم ہوا اور نہ ہی کسی صحابی کو کوئی کہہ سکتا ہے

کہ آپ ﷺ کو اور صحابہ کرام کو علم تو تھا کہ ہار اونٹ کے نیچے ہے لیکن وہ خواہ مخواہ (نعوذ باللہ) ڈرامہ بنا رہے تھے؟

یہ حقیقت تھی کہ اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو ہار کے متعلق بتایا ہی نہیں تھا۔

رضاعی بہن سے نکاح نہیں ہوتا:

سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابو اہاب بن عزیز کی لڑکی سے نکاح کیا، اس کے بعد ایک عورت نے آ کر کہا کہ میں نے عقبہ رضی اللہ عنہ کو اور اس لڑکی کو جس سے عقبہ نے نکاح کیا ہے دونوں کو دودھ پلایا تھا۔ (یہ دونوں رضاعی بہن بھائی ہیں ان میں نکاح درست نہیں ہو سکتا ہے) لیکن عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ تو نے مجھے دودھ پلایا ہے اور نہ تو نے اس سے پہلے کبھی مجھے اس بات کا ذکر کیا تھا۔ پھر عقبہ رضی اللہ عنہ (مکہ سے) سوار ہو کر رسول اللہ کے پاس مدینہ گئے اور آپ ﷺ سے (یہ مسئلہ) پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اب) کس طرح تم اس سے ازدواجی تعلق قائم رکھ سکتے ہو چنانچہ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو چھوڑ دیا (اور اس نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا۔

(العلم، باب الرحلة فی المسئلة......رقم:۸۸)

سانپ مارنے کا حکم:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو منبر پر خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا، سانپ (جہاں دیکھو) مار ڈالو اور (سفید) دھاری والے اور دم کٹے سانپ کو زندہ نہ چھوڑوں کیونکہ یہ آنکھ کی بینائی ختم کر دیتے ہیں اور حمل والی عورت کا حمل گرا دیتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سانپ کو مارنے کے لیے اس کے پیچھے لگا ہوا تھا کہ سیدنا ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے مجھے آواز دی کہ اسے مت مارو۔ تو میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سانپوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا تھا تو انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے مگر اس کے بعد آپ ﷺ نے گھریلو سانپوں کو مار ڈالنے سے منع فرمادیا تھا۔ (زہری نے کہا) کہ ایسے سانپ العوامر (کہلاتے) ہیں۔ (وہ سانپ چونکہ گھر میں رہتے ہیں اسی وجہ سے انہیں عوامر کہا گیا ہے)

(بدء الخلق، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿وَ بَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ......﴾ رقم: ۳۲۹۸، ۳۲۹۷)

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ کے جواب کے خلاف جواب دیا:

حضرت ھزیل بن شرحبیل فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے کسی نے بیٹی اور پوتی اور بہن (کے وراثتی حصوں) کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آدھا بیٹی کے لئے اور آدھا بہن کے لئے ہے اور تم ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جا کر پوچھو وہ بھی میرے ہی جیسا جواب دیں گے۔ جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا اور ابو موسیٰ کا جواب بھی ان سے بیان کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

«لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذَنْ وَ مَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ»

”اگر میں بھی یہی جواب دوں تو گمراہ ہو جاؤں اور ہرگز ہدایت والوں میں سے نہیں ہوں گا۔“

میں اس مسئلہ میں وہی جواب دوں گا جو نبی ﷺ نے دیا تھا۔ بیٹی کے لئے آدھا اور پوتی کے لئے چھٹا یہ دو تہائیاں ہوں گی اور باقی ایک تہائی بہن کے لئے ہے (سائل کہتا ہے) کہ پھر ہم ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے اور ہم نے ان سے ابن مسعود کا فتویٰ بیان کیا تو انہوں نے فرمایا:

«لَا تَسْأَلُوْنِیْ مَا دَامَ هٰذَا الْحِبْرُ فِیْكُمْ»

''جب تک یہ عالم (یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ) تم میں زندہ ہیں مجھ سے مسائل نہ پوچھنا۔'' (الفرائض، باب میراث ابنة ابن مع ابنة: ٦٧٣٦)

عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث ملنے مجوس سے جزیہ لیا:

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی وفات سے ایک سال قبل اہل بصرہ کی طرف ایک خط لکھا کہ اگر کسی مجوسی (پارسی) نے اپنی محرم عورت کو اپنی بیوی بنایا ہوا ہو تو ان دونوں کو جدا کر دو اور امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے مجوسیوں سے جزیہ نہ لیا یہاں تک کہ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس بات کی شہادت دی کہ رسول اللہ ﷺ نے (مقام) ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا۔

(الجزیة والهدنة، باب الجزیة والوادعة: ٣١٥٦)

نماز اتباع نبوی کے بغیر برباد ہے:

سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (ایک مرتبہ) مسجد میں تشریف لے گئے، اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی، اس کے بعد نبی ﷺ کو سلام کیا۔ آپ نے (سلام کا) جواب دیا اور فرمایا:

«اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ»

''جا نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔''

وہ لوٹ گیا اور اس نے نماز پڑھی جیسا کہ اس نے (پہلے) پڑھی تھی، پھر واپس آیا اور نبی ﷺ کو سلام کیا تو آپ نے فرمایا: جا نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ (اسی طرح) تین مرتبہ (ہوا) تب اس نے عرض کی:

«وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا اُحْسِنُ غَیْرَهٗ فَعَلِّمْنِیْ»

''قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس سے بہتر نماز ادا نہیں کر سکتا۔ لہٰذا آپ ﷺ مجھے سکھا دیجئے۔''

تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو تکبیر کہو اس کے بعد جو تمہیں قرآن سے یاد ہو اس کو پڑھو، پھر رکوع کرو حتی کہ رکوع میں اطمینان سے رہو پھر سر اٹھاؤ حتی کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدے میں اطمینان کرو۔ پھر سر اٹھاؤ حتی کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور اپنی پوری نماز میں اسی طرح کرو۔ (الاذان، باب امر النبی ﷺ الذی لا یتم رکوعه بالاعادة:۷۹۳)

ریشمی لباس ممنوع ہے:

امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک مسجد کے دروازے کے پاس ایک ریشمی سوٹ فروخت ہوتے دیکھا تو انہوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! کاش آپ ﷺ اس کو خرید لیتے اور اس کو جمعہ کے دن اور قاصدوں کے آنے کے مواقع پر پہن لیا کرتے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اِنَّمَا یَلْبَسُ هٰذِهٖ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ»

''یہ لباس تو وہی شخص پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔''

اس کے بعد (کہیں سے) اسی قسم کے کئی ریشمی جوڑے رسول اللہ ﷺ کے پاس آگئے تو آپ ﷺ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اس میں سے ایک ریشمی جوڑا

دے دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ دے دیا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حلہ عطارد کے بارے میں کچھ ارشاد فرما چکے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَمْ اَکْسُکَھَا لِتَلْبَسَهَا»

''میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ جوڑا اس لیے نہیں دیا کہ تم خود اس کو پہنو۔ (بلکہ کسی دوسری جگہ لگا سکتے ہو) تو عمر رضی اللہ عنہ وہ حلہ اپنے ایک مشرک بھائی کو پہنا دیا جو مکہ میں رہتا تھا۔ (الجمعة، باب يلبس احسن ما يجد: ۸۸٦)

قربانی عید کی نماز کے بعد ہے......!!

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الاضحیٰ کے دن نماز کے بعد ہمارے سامنے خطبہ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ صَلّٰی صَلَاتَنَا وَ نَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ اَصَابَ النُّسُكَ......»

''جوشخص ہماری طرح نماز پڑھے اور ہماری طرح قربانی کی تو اس نے یقیناً (ہمارے) طریقے کو پالیا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی تو اس کی قربانی نہیں ہوگی۔ ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ براء رضی اللہ عنہ کے ماموں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے یہ سمجھا کہ آج کا دن کھانے پینے کا ہے اور میں نے چاہا کہ میری بکری سب سے پہلی بکری ہو جو میرے گھر میں ذبح ہو اس لیے میں نے اپنی بکری ذبح کر ڈالی اور نماز پر آنے سے پہلے کچھ ناشتہ بھی کر لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری بکری گوشت کی بکری ہے (قربانی کی نہیں ہے) تو انہوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے پاس ایک بکری کا بچہ ہے جو مجھے دو بکریوں سے زیادہ پسندیدہ ہے تو کیا وہ مجھے کفایت نہیں کرے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«نَعَمْ وَلَنْ تُجْزِیَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ»

''ہاں لیکن آپ کے بعد کسی کو یہ کفایت نہ کرے گا۔''

(العیدین، باب الاکل یوم النحر: ۹۵۵)

عصر کے بعد نفل نہیں ہیں:

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ کو نماز عصر کے بعد (دو رکعت) نماز پڑھنے سے منع کرتے ہوئے سنا تھا پھر ایک موقع پر میں نے آپ ﷺ کو نماز عصر کے بعد (دو رکعت) نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ جب کہ آپ ﷺ عصر کی نماز پڑھ کر میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس (اس وقت) انصار کے قبیلہ بنی حرام کی کچھ عورتیں (بیٹھی ہوئی) تھیں (اس لیے میں خود نہ جا سکی) تو میں نے ایک لونڈی کو آپ ﷺ کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ تو آپ ﷺ کے پہلو میں کھڑی ہو جانا اور آپ ﷺ سے عرض کرنا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے عرض کرتی ہیں کہ آپ نے ان دو رکعتوں سے تو منع فرمایا ہوا ہے لیکن آپ ﷺ خود پڑھ رہے ہیں؟ اگر رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ سے تیری طرف اشارہ کریں تو پیچھے ہٹ جانا۔ وہ لونڈی گئی تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور وہ آپ ﷺ سے پیچھے ہٹ گئی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے ابو امیہ کی بیٹی! قبیلہ عبد القیس کے کچھ لوگ میرے پاس آئے تھے اور میں ظہر کے بعد کی دو رکعتیں نہ پڑھ سکا تو وہ دو رکعتیں میں نے اب پڑھی ہیں۔

(المغازی، باب وفد عبد القیس، رقم: ۴۳۸۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ کی بیان کردہ حدیث پر اعتراض کر دیا:

سیدنا ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی ﷺ نے میری قوم کی طرف یمن بھیجا تھا جب میں لوٹ کر آیا تو آپ ﷺ بطحاء میں تھے۔ آپ ﷺ نے (مجھ سے)

دریافت کیا کہ تم نے کونسا احرام باندھا ہے؟ میں نے عرض کی کہ میں نے نبی ﷺ کے احرام جیسا احرام باندھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے ساتھ قربانی کا جانور ہے؟ میں نے عرض کی نہیں۔ تو آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں کعبہ کا طواف کروں چنانچہ میں نے کعبہ اور صفا مروہ کا طواف کیا پھر آپ ﷺ نے مجھے (احرام کھولنے کا) حکم دیا چنانچہ میں نے احرام کھول دیا۔ پھر میں اپنی قوم کی کسی خاتون کے پاس گیا اس نے مجھے کنگھی کی یا فرمایا کہ میرا سر دھویا پھر جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے (اور یہ حدیث میں نے ان سے بیان کی تو) انہوں نے فرمایا کہ (یہ حدیث ہم نہیں جانتے کہ کیسی ہے) اگر ہم اللہ کی کتاب پر عمل کریں تو وہ ہمیں (حج وعمرہ کے) پورا کرنے کا حکم دیتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ (سورۃ بقرۃ: ۱۹۶)

"اور حج وعمرہ کو پورا کرو اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے"

« وَ اِنْ نَاْخُذْ بِسُنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى نَحَرَ الْهَدْيَ »

"اگر ہم رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کریں تو آپ ﷺ نے بھی احرام نہیں کھولا تھا حتی کہ آپ ﷺ نے قربانی کر لی تھی (لہٰذا ہم آپ کی بات پر یقین کیسے کریں؟)

(الحج: باب من اھل فی زمن النبی ﷺ کاھلال النبی ۱۵۵۹)

مزدلفہ سے روانگی کے وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تمنا:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم مزدلفہ میں پہنچے تو ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے اجازت مانگی کہ وہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے چلی جائیں اور وہ ایک بھاری بھرکم بدن خاتون تھیں تو آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی

اور وہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے چل دیں لیکن ہم لوگ ٹھہرے رہے، حتی کہ صبح ہو گئی پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے (مگر مجھے اس قدر تکلیف ہوئی کہ میں تمنا کرتی تھی کہ) کاش! میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے لی ہوتی جس طرح کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے لے لی تھی تو مجھے ہر خوشی کی بات سے زیادہ پسند ہوتا۔

آیت کے مفہوم میں صحابی رضی اللہ عنہ سے غلطی ہو گئی:

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آیت:

﴿حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ﴾

(سورة البقرة: ۱۸۷)

"یہاں تک کہ سیاہ دھاگے سے سفید دھاری تمہارے لیے واضح ہو جائے۔"

نازل ہوئی تو میں نے ایک سیاہ رسی اور ایک سفید رسی لے لی اور ان دونوں کو اپنے تکیے کے نیچے رکھ لیا اور رات کو (اٹھ اٹھ کر ان کو) دیکھتا رہا مگر مجھے کچھ معلوم نہ ہوا تو صبح کو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ (سیاہ دھاگہ) تو رات کی سیاہی اور (سفید دھاگہ) صبح کی سفیدی ہے۔ (نہ کہ دھاگے کا سفید و سیاہ ہونا)

(التفسیر، باب قوله تعالیٰ ﴿وَ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى......﴾ رقم: ٤٥١٠)

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے عمر رضی اللہ عنہ نے ثبوت مانگ لیا:

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ سے (ملاقات کے لیے) اجازت طلب کی مگر ان کو اجازت نہ ملی (کیونکہ اس وقت) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ (کسی کام میں) مشغول تھے تو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ لوٹ گئے۔ پھر جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میں نے عبداللہ بن قیس (ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) کی آواز سنی تھی ان

کو اجازت دے دو تو لوگوں نے کہا کہ وہ تو واپس چلے گئے ہیں تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلوایا (اور پوچھا کہ تم کیوں لوٹ گئے تھے؟) انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں اسی بات کا حکم دیا جاتا تھا۔ (یعنی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حکم ہے کہ اجازت نہ ملے تو واپس چلے جاؤ) تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اس پر کوئی گواہ پیش کرو لہٰذا وہ انصار کی مجلس میں آئے اور ان سے پوچھا تو انصار نے کہا کہ اس بات کی گواہی تو سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ دے سکتے ہیں جو ہم سب سے چھوٹے ہیں چنانچہ وہ انہی کو لے گئے (اور انہوں نے شہادت دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا) تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم پوشیدہ رہ گیا کیونکہ میں بازاروں میں تجارت کے لیے سفر کرنے میں مشغول ہو گیا تھا۔

(البیوع، باب الخروج فی التجارۃ:۲۰۶۲)

عورت کا ذبیحہ حلال ہے:

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس کچھ بکریاں تھیں جو سلع (نامی پہاڑ) پر چرا کرتی تھیں تو ہماری ایک لونڈی نے ہماری کسی بکری کو مرتے ہوئے دیکھا تو اس نے ایک پتھر کو توڑ کر اس بکری کو اس سے ذبح کر دیا تو سیدنا کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو نہ کھاؤ جب تک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھ لوں یا (یہ کہا کہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی آدمی بھیجتا ہوں کہ (اس بارے میں) پوچھ کر آئے۔ چنانچہ انھوں نے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت کیا یا کوئی قاصد بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کھانے کا حکم فرمایا تھا۔

(الوکالۃ، باب اذا ابصر الراعی……۲۳۰۴)

سوتے وقت تسبیحات پڑھنا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں

جب کہ چکی چلا چلا کر ان کے ہاتھوں پر نشان پڑ چکے تھے اس کی شکایت کی اور نبی ﷺ کے پاس جو غلام آئے تھے ان میں سے ایک غلام کا مطالبہ کیا لیکن ان کی ملاقات رسول کریم ﷺ کے ساتھ نہ ہو سکی اس لیے وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پیغام دے کر واپس گھر آ گئیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پیغام دیا تو نبی ﷺ ہمارے پاس آئے اس وقت ہم (آرام کرنے کی نیت سے) اپنے بستروں پر تھے ہم اٹھنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی جگہ پر رہو پھر آپ میرے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان آ کر بیٹھ گئے آپ ﷺ کے قدموں کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے پر پائی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: «اَلَا اَدُلُّکُمَا عَلٰی خَیْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَانِیْ ؟»

"جو (غلام) تم نے مجھ سے مانگا ہے اس سے بہتر چیز نہ میں تمھیں دوں؟"

پھر فرمایا جب تم اپنے بستر پر لیٹنے کے لیے جاؤ تو ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ، ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔

« فَهُوَ خَیْرٌ لَّکُمَا مِنْ خَادِمٍ »

"یہ عمل خادم سے بہتر ہے۔"

(فرض الخمس ، باب ما ذکر من داع النبی (...... ۳۱۱۳)

نیک نام شخص کو جنت ملتی ہے:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک جنازہ سامنے سے گزرا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کی تعریف کی تو نبی ﷺ نے فرمایا واجب ہو گئی۔ پھر لوگ دوسرا جنازہ لے کر گزرے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کی برائی بیان کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا واجب ہو گئی۔ تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ کیا چیز واجب ہو گئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس کی تم نے تعریف کی اس کے لیے جنت اور جس کی تم

لوگوں نے برائی بیان کی اس کے لیے دوزخ واجب ہوگئی۔

«اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ»

''تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔''

(الشهادات، باب تعديل كم يجوز: ٢٦٤٢)

عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اعتراض:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات پہنچی کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جو شخص کعبہ کی طرف قربانی کا جانور روانہ کرے تو اس پر وہ تمام چیزیں حرام ہو جائیں گی جو حج کرنے والے پر حرام ہوتی ہیں جب تک کہ اس کی قربانی نہ کر دی جائے۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو کہا ہے وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کے ہار خود اپنے ہاتھ سے بٹے تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے جانوروں کو وہ ہار پہنائے پھر ان جانوروں کو میرے والد (ابو بکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ روانہ کیا

«فَلَمْ يَحْرُمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ شَيْءٌ اَحَلَّهُ اللّٰهُ لَهٗ حَتّٰى نُحِرَ الْهَدْيُ»

''مگر کوئی چیز جو اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حلال فرمائی تھی وہ جانوروں کی قربانی تک حرام نہیں کی ہوئی تھی۔''

(الحج، باب من قلد القلائد بيده: ١٧٠٠)

ستر ہزار لوگ بغیر حساب کتاب جنت میں جائیں گے:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے سامنے گزشتہ امتیں پیش کی گئیں اور انبیاء گزرنے لگے کسی کے ساتھ ایک آدمی، کسی کے

ساتھ دو آدمی، کسی کے ساتھ ان کی امت کے کچھ لوگ تھے اور کسی نبی کے ساتھ تو کوئی بھی (امتی) نہ تھا پھر ایک بہت بڑی جماعت میرے سامنے پیش کی گئی، میں نے پوچھا: یہ کس کی امت ہے؟ میں نے کہا اے جبریل! کیا یہ میری امت ہے؟ تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت ہے (پھر) کہا گیا کہ تم آسمان کے کنارے میں دیکھو (میں نے دیکھا تو) «فَاِذَا سَوَادٌ یَمْلَأُ الْاُفُقَ» کہ ایک بڑی جماعت نے آسمان کے کنارے کو بھر رکھا ہے پھر مجھ سے کہا گیا کہ ادھر ادھر آسمان کے دوسرے کنارے بھی دیکھو، میں نے دیکھا کہ واقعی بہت بڑی جماعت آسمان کے کنارے کو بھرے ہوئے تھی۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ یہ تمہاری امت ہے اور ان میں سے ستر ہزار بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے (اس قدر) فرما کر رسول اللہ ﷺ (حجرہ میں) تشریف لے گئے اور ہم لوگوں سے یہ ظاہر نہ فرمایا: کہ وہ کون لوگ ہوں گے؟ (اس پر) لوگوں نے تبصرہ کرنا شروع کیا۔ کہنے لگے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی فرمابرداری کی، اس لئے وہ لوگ ہم ہوں گے ورنہ ہماری اولاد ہوگی جو اسلام (کے دور) میں پیدا ہوئے ہیں کیونکہ ہم دور جاہلیت کی پیدائش ہیں (اور گناہوں میں ملوث ہوئے) وغیرہ وغیرہ۔

نبی ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا:

«هُمُ الَّذِیْنَ لَا یَسْتَرْقُوْنَ وَ لَا یَتَطَیَّرُوْنَ وَ لَا یَکْتَمُوْنَ وَ عَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ»

وہ تو وہ لوگ ہیں جو نہ دم کرواتے ہیں اور نہ کسی شے میں بدفالیسمجھتے ہیں اور نہ (علاج کے لئے آگ سے) داغ لگواتے ہیں بلکہ اپنے اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔"

سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ! کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ فرمایا: ہاں! (تم ان میں سے ہی ہو) پھر کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا کہ کیا میں بھی انہی میں سے ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«سَبَقَكَ بِهَا عُكَاشَةُ»

''بس عکاشہ (دعا کرانے میں) تم سے سبقت لے گئے ہیں۔''

(الرقاق، باب يدخل الجنة سبعون الفا......٦٥٤١)

تصویر والے گھر میں فرشتے نہیں جاتے:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک تکیہ خریدا جس پر تصویریں تھیں پھر جب اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو باہر دروازے پر کھڑے ہو گئے گھر میں داخل نہ ہوئے (تو عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) جب میں نے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک میں ناراضگی کے اثار دیکھے تو میں نے کہا:

« يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَ اِلٰى رَسُوْلِهٖ »

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ اور اس کے رسول کے سامنے توبہ کرتی ہوں۔''

میں نے کیا گناہ کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تکیہ کیسا ہے؟ میں نے عرض کی کہ میں نے یہ آپ کے لیے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس پر تکیہ لگائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُعَذَّبُوْنَ »

ان تصویروں کے بنانے والوں پر قیامت کے روز عذاب کیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تصویریں تم نے بنائی ہیں ان کو زندہ کرو (لیکن ایسا نہ کر سکنے

پر انھیں عذاب ہوگا) اور آپ ﷺ نے فرمایا:

« اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِىْ فِيْهِ هٰذِهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ »

''جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں وہاں فرشتے نہیں جاتے۔''

(اللباس ، باب من لم يدخل بيتًا فيه صورة:٥٩٦١)

شراب نوشی کا نقصان:

(امیر المؤمنین) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ سے بدر کے دن مال غنیمت میں سے ایک اونٹنی ملی اور ایک اونٹنی رسول اللہ ﷺ نے مجھے مزید دے دی تو میں نے ایک دن ایک انصاری کے دروازہ پر ان دونوں اونٹنیوں کو بٹھایا اور میں یہ چاہتا تھا کہ ان پر اذخر (گھاس) لاد کر لاؤں اور اسے بیچوں اوراس وقت میرے ساتھ بنی قینقاع کا ایک سنار بھی تھا، اور اس سے سیدہ فاطمۃ الزھرہ رضی اللہ عنہا کے ولیمہ کے سلسلے میں بندوبست کرنا چاہتا تھا اور (سیدنا) حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اس وقت اسی (انصاری کے) مکان کے اندر شراب پی چکے تھے۔ انکے ساتھ ایک گانے والی تھی وہ یہ گارہی تھی:

« اَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ »

''اٹھو حمزہ! فربہ تازہ جواں اونٹنیاں بیٹھی ہیں''

اوروہ تلوار لے کر ان دونوں اونٹنیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے ان کے کوہان کاٹ دیئے اور ان کے پیٹ چاک کر دیئے۔ پھر ان کے کلیجے نکال لیے۔ (سیدنا) علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے یہ ایک ایسا منظر دیکھا جس نے مجھے دہشت زدہ کر دیا پھر میں نبی ﷺ کی خدمت میں (روتا ہوا) گیا اور آپ ﷺ کے پاس (اس وقت سیدنا) زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی تھے تو میں نے یہ واقعہ آپ ﷺ کو

بتایا تو آپ ﷺ باہر تشریف لے آئے چنانچہ سیدنا زید رضی اللہ عنہ اور میں آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑے اور آپ ﷺ حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان پر بہت غصہ کیا تو انہوں نے (اسی نشہ کی حالت میں) اپنی نظر اٹھائی اور کہنے لگے:

« وَهَلْ اَنْتُمْ اِلَّا عُبَيْدٌ لِاَبِيْ »

''تم لوگ میرے باپ کے غلام ہو۔''

پھر رسول اللہ ﷺ پچھلے پاؤں وہاں سے تشریف لے آئے اور یہ واقعہ شراب (اور موسیقی) کے حرام ہونے سے پہلے کا ہے۔

(فرض الخمس ، باب فرض الخمس: ۳۰۹۱)

ریشمی پردہ آپ ﷺ کو پسند نہ آیا:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر گئے اور اس میں داخل نہ ہوئے (بلکہ باہر ہی سے واپس تشریف لے گئے) جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے نبی ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے دروازے پر ایک ریشمی پردہ دیکھا (اس لیے واپس چلا آیا) آپ ﷺ نے فرمایا:

« مَا لِيْ وَ لِلدُّنْيَا »

''بھلا ہم کو دنیا سے کیا مطلب؟''

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر واپس گئے اور ان سے ساری بات بیان کی تو۔

سیدہ فاطمۃ الزہرہ نے کہا کہ آپ ﷺ اس کے بارے میں مجھے جو حکم دیں گے (وہی ہوگا) نبی ﷺ نے فرمایا:

« تُرْسِلُ بِهٖ اِلٰى فُلَانٍ اَهْلِ بَيْتٍ بِهِمْ حَاجَةٌ »

”یہ پردہ فلاں حاجت مند لوگوں کو دے دیں۔“

سلام کہنے والا مسلمان ہوتا ہے اسے قتل نہ کیا جائے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ (عامر بن اضبط نامی) ایک شخص اپنی بکریوں میں کھڑا تھا اور وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہنچے تو انھیں دیکھ کر اس نے کہا: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ» لیکن انھوں نے اسے قتل کر ڈالا اور اس کی بکریاں اپنے قبضے میں لے لیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ...... ﴾

”اور جو شخص تمھیں سلام کہے تم اسے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں (کافر ہے (تم ایسا کرکے) دنیا کا سامان چاہتے ہو۔“

(التفسیر سورۃ النساء، باب ﴿ وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ ...... ۴۵۹۱)

اسامہ رضی اللہ عنہ نے کلمہ گو کو قتل کر ڈالا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت ناراض ہوئے:

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ حرقہ کی طرف بھیجا، صبح کے وقت ہم نے اس قوم پر حملہ کیا اور ان کو شکست فاش دی، میں اور ایک انصاری کفار کے ایک شخص سے پنجہ آزما تھے جب ہم نے اسے گھیر لیا تو اس نے کہا: لا الٰہ الا اللہ۔ انصاری رک گیا لیکن میں نے اسے نیزے کا وار کر کے مار ڈالا۔ جب ہم مدینہ آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا:

«يَا أُسَامَةُ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ»

”اے اسامہ! کیا تو نے اسے لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد مار ڈالا؟“

میں نے عرض کی کہ وہ تو اپنے بچاؤ کے واسطے کلمہ پڑھ رہا تھا (سچے دل سے

نہیں پڑھ رہا تھا) تو آپ ﷺ بار بار فرماتے رہے (کہ تو نے کلمہ پڑھنے کے بعد بھی اسے مار ڈالا؟) حتی کہ میں نے یہ خواہش کی:

«اِنِّی لَمْ اَکُنْ اَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْیَوْمِ»

''کاش! میں اس دن سے پہلے اسلام نہ لایا ہوتا (بلکہ اس کے بعد لاتا تاکہ میرا یہ گناہ معاف ہوجاتا)

(الدیات، باب وَ مَنْ اَحْیَاهَا...... ۶۸۷۲)

عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی لونڈیوں کو چھوڑنے کا حکم دے دیا:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دو لونڈیاں حنین کے قیدیوں میں سے پائی تھیں اور ان کو مکہ میں کسی گھر میں رکھا ہوا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے حنین کے قیدیوں کو مفت میں چھوڑ دینے کا حکم دے دیا تو وہ گلیوں میں دوڑ رہے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے عبداللہ! دیکھو تو یہ کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حنین کے قیدی آزاد کر دیے (یہ اس وجہ سے ہے) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« اِذْهَبْ فَاَرْسِلِ الْجَارِیَتَیْنِ»

''جاؤ تم بھی ان دونوں لونڈیوں کو چھوڑ دو'' (یہ لونڈیاں خمس میں سے ان کو ملی تھیں)۔

(فرض الخمس، باب ما کان النبی ﷺ یعطی المؤلفة قلوبهم...... ۳۱۴۴)

سلسلہ

فقہ الحدیث

اسلامی طرزِ زندگی سے متعلق فقہی احکام و مسائل

تالیف و تخریج: حافظ عمران ایوب لاہوری
تحقیق و افادات: محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی

☆ یہ سلسلہ (فقہ الحدیث) حدیث کی فقہ و فہم کا ذخیرہ ہے۔

☆ یہ کتب حدیث سے ماخوذ احکام و مسائل پر مشتمل ہیں۔ جن میں ہر عنوان سے متعلقہ تقریباً تمام مسائل اور دلائل کو یکجا کر دیا گیا ہے اور مسائل میں تائید کے لیے ائمہ اربعہ اور دیگر کبار علماء کے مذاہب بھی نقل کیے گئے ہیں۔

☆ اختلافی مسائل میں راجح و برحق موقف کی وضاحت کی گئی ہے۔

☆ تمام آیات و احادیث اور اقوال و فتاوی جات کو باحوالہ نقل کیا گیا ہے۔

زیرِ طبع حصے:

1- کتاب الایمان (ایمان کی کتاب)
2- کتاب التوحید (توحید کی کتاب)
3- کتاب السنة (سنت کی کتاب)
4- کتاب الطهارة (طہارت کی کتاب)
5- کتاب الصلاة (نماز کی کتاب)
6- کتاب الزکوة (زکوۃ کی کتاب)
7- کتاب الصیام (مسائل روزہ کی کتاب)
8- کتاب الحج (حج کی کتاب)
9- کتاب الجنائز (جنازے کی کتاب)
10- کتاب البیوع (تجارت کی کتاب)

☆ ہر حدیث کی مکمل تخریج و تحقیق کی گئی ہے۔

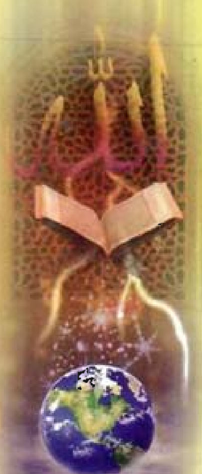
☆ ہر حدیث پر علامہ ناصر الدین البانی ؒ کی تحقیق لگائی گئی ہے۔

☆ اس قسم کی کئی کتب اگرچہ مارکیٹ میں پہلے سے میسر تھیں مگر سلسلہ فقہ الحدیث میں ان کتب کی مزید ضروریات کی تکمیل کر دی گئی ہے اور علامہ البانی ؒ اور دیگر بڑے بڑے محققین کے تحقیقی مواد نے اس سلسلہ کی اہمیت و افادیت دو چند کر دی ہے۔

ناشر
فقہ الحدیث پبلیکیشنز لاہور
Mobile: 0300-4206199
E-mail: fiqhulhadith@yahoo.com

ڈسٹری بیوٹر
نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
Phone : +92-042-7321865
E-mail: nomania2000@hotmail.com

قرآن و حدیث کی پیش گوئیاں اور مسئلہ علم غیب



اسلام سچا دین ہے۔ اسلام کی حقانیت کا سب سے بڑا ثبوت قرآن ہے اپنے بیگانے سب قرآن کی خوبیوں سے واقف اور اس کے چیلنجوں کے آگے بے بس ہیں۔ قرآن میں ایسے حقائق ہیں کہ بیگانے اور دشمن بھی ان حقائق کو ماننے پر مجبور ہیں اور آج جتنی بھی سائنسی اور مشینی ترقی ہو چکی ہے اس کی بنیاد اور اصل منبع قرآن مقدس ہے۔ قرآن کے بعد احادیث نبویہؐ بھی قرآن سے کم نہیں ہیں کیونکہ احادیث نبویہؐ قرآن کی تشریح ہیں اور وہ بھی اللہ کی طرف سے وحی ہیں۔ احادیث نبویہؐ کے حقائق بھی اٹل ہیں اس لیے آج دنیا پر واضح ہو چکا ہے کہ قرآن کے حقائق کی طرح احادیث نبویہؐ کے حقائق بھی واضح اور ظاہر ہیں۔

قرآن اور احادیث نبویہؐ کے بے شمار حقائق ہیں۔ ان حقائق میں پیش گوئیاں بھی شامل ہیں۔ پیش گوئیوں سے مراد قرآن اور حدیث کی وہ باتیں ہیں جو آج سے چودہ سو سال پہلے کی گئیں اور پہلے ان کی صداقت کا نام و نشان بھی نہیں تھا لیکن قرآن اور حدیث نے جو بات کہہ دی تھی وہ آج دنیا کے سامنے ہو بہو اسی طرح آ چکی ہے جیسے قرآن و حدیث نے بیان کیا تھا۔ اس سلسلہ میں نعمانی کتب خانہ کی طرف سے زیرِ نظر کتاب ''قرآن و حدیث کی پیش گوئیاں اور مسئلہ علم غیب'' قارئین کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔ اس کتاب میں:

- قرآن و حدیث میں 39 مقامات پر پیش گوئیاں
- نبی کریم ﷺ کے دور میں ثابت ہونے والی پیش گوئیاں
- دور صحابہؓ کے بعد کی پیش گوئیاں
- مسئلہ علم غیب قرآن کی نظر میں
- مسئلہ علم غیب کی وضاحت احادیث صحیحہ کی روشنی میں اور صحابہ کرامؓ اور

مسئلہ علم غیب' شرح و بسط کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے۔ ان شاء اللہ العزیز یہ کتاب قرآن و احادیث نبویہؐ کی روشنی میں اپنے موضوع پر بہترین کتاب ثابت ہوگی۔

ابوداؤد عبدالغفار محمدی حفظہ اللہ

نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ
اردو بازار لاہور
7321865
NOMANI